اور نرمی کارہا ہے اگر آپ کی طبیعت درشت اور جنگ جویانہ ہوتی تو آپ ﷺ اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین نہ رکھتے حرب ہی رہنے دیتے

حضور ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے حضرت حسنؓ کو گھٹی دی (البدایہ ج ۸ ص ۳۳)

ساتویں دن حضرت حسنؓ کا عقیقہ کیا (صحیح بخاری) بچے کا ختنہ ہوا اور سر کے بال اتارے گئے اور اس کے ہم وزن چاندی آپ نے خیرات فرمائی (مؤطا امام مالک ص ۳۳۶۔ طبقات ج ا ص ۲۳۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے لئے دو بکریاں بطور عقیقہ ذبح کیں (المصنف لعبد الرزاق ج ۴ ص ۳۳۱)

بعض روایات میں ایک بکری کا ذکر بھی ملتا ہے

عمران بن سلیمان کہتے ہیں کہ حسنؓ حسینؓ اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں عرب میں اس سے پہلے کبھی یہ دو نام نہیں رکھے گئے (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۶۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے یہ دو نام اس سے پہلے کبھی ظاہر نہیں کئے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنے نواسے کے نام رکھے (ایضا)

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ

حضرت حسنؓ سر سے سینہ تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حسینؓ سینہ سے قدم مبارک تک اپنے نانا کے مشابہ تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۳)

حضرت ابو جحیفہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے کہا ہاں اور حسن بن علیؓ آپ کے بہت مشابہ ہیں (معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۵)

حضرت حسنؓ ہمیشہ حضور ﷺ کی شفقت و محبت بھری نگاہوں کے سامنے رہتے تھے

Scanned with CamScanner

آنحضرت ﷺ آپ کو گود میں لیا کرتے چومتے اور اپنے کندھے پر سوار کرا کر ان سے کھیلا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضور ﷺ کے کندھے پر سوار تھے ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو کہا کہ اے بچے تو کتنی اچھی سواری پر سوار ہے حضور ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ دیکھو سوار بھی تو کتنا پیارا ہے (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

آپ انہیں دیکھنے کے لئے روزانہ حضرت فاطمہؓ کے گھر آتے تھے آپ نماز کی حالت میں ہوتے تو حضرت حسنؓ کبھی آپ پر چڑھ جاتے کبھی آپ کی ریش مبارک سے کھیلتے کبھی آپ کی دو ٹانگوں کے درمیان سے ہو کر دوسری طرف نکل پڑتے حضور ﷺ کو اپنے نواسہ کی یہ ننھی ادائیں بہت اچھی لگتی تھیں جب آپ نماز سے فارغ ہو جاتے تو انہیں اپنے گود میں لے لیتے۔ حضور اکرم ﷺ انہیں چومتے اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دیتے تھے اور حضرت حسنؓ اسے چوستے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو پیاس لگی حضور ﷺ کے قریب پانی نہ تھا حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک حضرت حسنؓ کے منہ میں رکھ دی وہ چوستے رہے یہاں تک کہ ان کی پیاس جاتی رہی اور وہ سیراب ہو گئے

فاعطاه لسانه فمصه حتى روى (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۵۳)

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ

وانه لن يعذب لسان أو شفتان يمصهما رسول الله ﷺ (البدایہ ج ۸ ص ۳۶)

جن ہونٹوں اور زبان کو رسول اللہ ﷺ چوسا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز

Scanned with CamScanner

عذاب نہیں دے گا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسنؓ کی قوت گویائی پر کچھ نازیبا سا تبصرہ کیا تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ یہ بات نہ کہو کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا ہے اور جس شخص کے منہ میں حضور ﷺ اپنا لعاب مبارک ڈالیں وہ کس طرح عاجز الکلام ہو سکتا ہے

فقال معاوية لاتقولوا ذلك فان رسول الله ﷺ قد تفل فی فيه ومن تفل فی فيه رسول الله ﷺ فليس بعی (کنز العمال ج ۷ ص ۱۰۴ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۷۷)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر کی جانب چل پڑے وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ ہمارا ننھا بچہ کہاں ہے ننھا بچہ کہاں ہے؟ تھوڑی دیر میں حضرت حسنؓ اندر سے دوڑتے ہوئے آئے اور وہ حضور ﷺ سے چمٹ گئے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے انہیں اس طرح اٹھایا کہ ان کے قدم حضور ﷺ کے قدم مبارک پر تھے اور پھر آپ نے انہیں نظر بد سے بچنے کے لئے دم فرمایا یہاں تک کہ وہ اپنے پاؤں حضور ﷺ کے سینہ پر رکھ دیتے پھر آپ ﷺ فرماتے کھولو پھر آپ انہیں چومتے پھر فرماتے اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے (الاصابہ ج ۱ ص ۶۰۵ مترجم)

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت اسامہؓ بھی موجود تھے آپ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو اپنے اوپر بٹھایا اور کہا اے اللہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے آپ بھی ان سے

Scanned with CamScanner

محبت فرمایئے (رواہ البخاری......ایضا)

حضرت ام الفضلؓ کہتی ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے پاس آئی حضرت حسنؓ وہاں تھے میں نے انہیں اٹھایا اتنے میں انہوں نے پیشاب کر دیا تو میں نے ہلکے سے ان کی پیٹھ پر مارا (جس طرح ماں اپنے بچوں کو پیار سے پیٹھ پر مار دیتی ہیں) حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا کیا کر رہی ہو اللہ تجھ پر رحم کرے کہیں میرے بچے کو درد نہ ہو جائے (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۶۶)

حضرت حسنؓ اگر کبھی نگاہوں سے کہیں دور نکل جاتے تو حضور ﷺ پریشان ہو جاتے اور انہیں ڈھونڈنے کے لئے خود ہی نکل پڑتے تھے ان کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ پریشان ہو جاتے اور جب تک وہ تکلیف دور نہ ہوتی آپ کو چین نہ آتا تھا حضرت حسنؓ بیمار ہوتے تو حضور ﷺ تشریف لاتے آپ اپنے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی لاتے تھے

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو جب معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ سفر سے واپس آرہے ہیں تو وہ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے آگے پہنچ جاتے اور حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ان سے لپٹ جاتے اور اٹھا کر اپنی سواری پر بٹھا دیتے اس طرح آپ مدینہ میں داخل ہوتے (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۳۵)

حضور ﷺ جب حضرت حسنؓ کو اپنی طرف ڈور کر آتا دیکھتے تو بے ساختہ ان کے حق میں دعا فرماتے کہ اے اللہ اس کی حفاظت کرنا (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۷۱)

آپ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے حضرت حسنؓ کو گود میں لے کر صرف ان کی محبت کا اعلان نہیں کیا بلکہ سامعین کو بتایا کہ وہ یہ بات ان لوگوں تک بھی پہنچا دیں جو اس وقت یہاں نہیں ہیں قبیلہ ازد شنوۃ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ

حضور علیہ السلام نے حضرت حسنؓ کو اپنی گود میں اٹھایا اور فرمایا

من احبنی فلیحبہ ولیبلغ الشاھد الغائب (مستدرک ج ۳ ص ۱۷۳

مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو ضروری ہے کہ حسنؓ سے محبت رکھے اور جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ بات ان لوگوں کو پہنچادیں جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں

اللہ تعالی نے حضور علیہ السلام اور آپ کی آل اولاد پر زکوۃ صدقات کو ناجائز ٹھہرادیا تھا۔ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے پاس صدقہ کے کھجور آئے ہوئے تھے اتنے میں حضرت حسنؓ کھیلتے ہوئے وہاں آگئے اور ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال دیا آنحضرت علیہ السلام کی نظر پڑ گئی آپ نے فوراان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا

انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۶)

اما علمت انا لا ناكل الصدقة (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴)

کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے

حضور علیہ السلام بعض اوقات بچوں کو بھی شرف بیعت سے مشرف فرمادیا کرتے تھے آپ کا بچوں کو بیعت کرنا تبرک کے طور پر ہوتا تھا حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنھم کو یہ شرف بچپن میں ہی ملا تھا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۲۹ لابن منظور)

حضرت حسنؓ آٹھ سال کے تھے کہ حضور علیہ السلام اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے سر سے صرف شفیق نانا ہی نہیں حضور سرور دو جہاں علیہ السلام کا بابرکت سایہ بھی اٹھ گیا تھا

Scanned with CamScanner

☆......سیدنا حضرت حسنؓ عہد صدیقی میں

حضور ﷺ کے وصال پر آپ کے یار ورفیق غار سیدنا حضرت ابو بکرؓ صدیق نے آپ کی جانشینی کا منصب سنبھالا آپ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ حضرت حسنؓ کو بہت چاہتے تھے سو آپ بھی ان سے اسی تعلق سے بہت محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے اور انہیں حضور ﷺ کے مشابہ بتاتے تھے ایک دن آپ نماز عصر پڑھ کر نکلے آپ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ کھیل رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے انہیں اٹھا کر کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا کہ اے علیؓ بخدا یہ تو نبی کے مشابہ ہے تیرے مشابہ نہیں حضرت علیؓ نے یہ سنا تو آپ ہنس پڑے (صحیح بخاری ج ا ص ۵۰۱ و ص ۵۳۰ ابو یعلی ج ا ص ۵۱ سنن کبری ج ۵ ص ۴۹)

(نوٹ) شیعہ مؤرخ یعقوبی نے بھی یہ بات تاریخ یعقوبی میں بیان کی ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۱۱۲)

☆......سیدنا حضرت حسنؓ عہد فاروقی میں

حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت آیا تو آپ دس سال کے ہو چکے تھے حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے تعلق کا پورا پورا لحاظ رکھا اور ان کو اسی نگاہ سے دیکھا حضرت عمرؓ نے جب کبار صحابہ کے وظائف مقرر کیے تو حضرت حسنؓ گو اس صف میں نہ آتے تھے لیکن آپ نے محض قرابت نبوی کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کا وظیفہ بھی وہی رکھا جو اجلہ صحابہ کا رکھا تھا یعنی پانچ ہزار ماہانہ مقرر کیا (فتوح البلدان ۱۴۶)

Scanned with CamScanner

(نوٹ) راقم الحروف نے اس قسم کے بہت سے شواہد اپنی کتاب ﴿ نور القمر بسیرۃ سیدنا عمرؓ ﴾ کی دوسری جلد میں نقل کئے ہیں

☆...... سیدنا حضرت حسنؓ عہد عثمانی میں

حضرت عثمان غنیؓ کا دور خلافت آیا تو آپ بیس بائیس سال کے حسین اور خوبرو جوان تھے اور حضرت عثمان کے خادموں میں سے ایک تھے (یوں بھی حضرت عثمانؓ آپ کے خالو تھے) آپ حضرت عثمانؓ کے حکم کی تعمیل میں کبھی پیچھے نہ رہتے حضرت عثمانؓ نے جب بھی کسی کام کے لئے آواز دی آپ نے اسی طرح لبیک کہا جس طرح اوروں نے کہا حضرت عثمانؓ نے طبرستان کی جانب ایک لشکر روانہ کیا آپ بھی اسی لشکر میں موجود تھے اس فوج کے سربراہ حضرت سعید بن العاصؓ تھے (الکامل لابن اثیر ج ۳ ص ۸۴)

خود حضرت عثمان بھی حضرات حسنین کریمینؓ سے بہت محبت کرتے تھے حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

وقد كان الصديق يجله ويعظمه ويكرمه ويحبه ويتفداه و كذلك عمربن الخطاب ......وكذلك عثمان بن عفان يكرم الحسن والحسين ويحبهما . (البدایہ ج ۸ ص ۳۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حسنؓ کا بہت زیادہ اکرام واحترام کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے آپ پر فدا ہوتے تھے اور حضرت عمرؓ کا بھی یہی حال تھا...... اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کا حال تھا آپ حضرات حسنین کریمینؓ کا

Scanned with CamScanner

اکرام کرتے اور ان سے محبت فرماتے تھے

حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف جب بغاوت نے زور پکڑا اور باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان کا گھیراؤ کر لیا تو حضرت حسنؓ نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ یہاں سے کہیں دور نکل جائیں اگر آپ کے ہوتے ہوئے یہ حادثہ پیش آگیا تو لوگ آپ کو موردالزام ٹھہرائیں گے چونکہ باغی گروہ حضرت علیؓ پر بھی نظر رکھے ہوئے تھا اس لئے آپ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکل پائے اور حضرت عثمان غنیؓ مظلوماً شہید کر دئے گئے تاہم آپ نے حضرت حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور انہوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ آخری وقت تک حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی آپ زخمی بھی ہوئے مگر باغیوں نے چھت کی راہ سے اتر کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کو جب معلوم ہوا تو آپ حضرت حسنؓ پر بہت ناراض ہوئے اور ان کو طمانچہ بھی مارا......

ولطم الحسن (مروج الذہب ج ۲ ص ۳۴۵ للمسعودی الشیعی)

اور فرمایا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت میں کوتاہی کیوں کی تھی کہ دشمن کو اپنا کام کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے آپ کو شہید کر دیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۴)

(نوٹ) مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿ فتح الرحمان بسیرۃ سیدنا عثمان بن عفانؓ ﴾ ملاحظہ کیجئے

☆...... سیدنا حضرت حسنؓ عہد علوی میں

حضرت علی مرتضیٰؓ کے دور خلافت میں آپ اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ رہے اور جو

Scanned with CamScanner

بات مفید سمجھتے قطع نظر اس سے کہ آپ کے مشورہ پر عمل کیا جائے گا یا نہیں اسے والد گرامی کی خدمت میں عرض کر دیتے تھے آپ نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کو روکنا بھی چاہا تھا تاہم ایسا نہ ہو سکا تو پھر آپ نے اہل کوفہ کو حضرت علیؓ کی مدد کے لئے پکارا اور کہا اے لوگو اپنے امیر کی بات مانو اجيبوا دعوة أمير كم (طبری ج ۵ ص ۵۱٦) چنانچہ لوگ آپ کی تقریر سن کر حضرت علیؓ کی حمایت میں آگے بڑھے

حضرت علی مرتضیٰؓ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ نقل و حرکت سے معذور ہو گئے تو آپ نے حضرت حسنؓ کو جمعہ کی نماز کی امامت کے لئے حکم دیا اور حضرت حسنؓ نے خطبہ جمعہ دیا تھا۔

جندب بن عبداللہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں؟ کیا ہم آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی بیعت کر لیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا

لا آمر كم ولا أنهاكم وأنتم أبصر (طبری ج ٦ ص ٦٢ البدایہ ج ۷ ص ۳۲۸ مقتل امیر المؤمنین ص ۹۴ لابن ابی الدنیا)

نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی میں تمہیں اس سے روکتا ہوں تم خود سمجھ دار لوگ ہو

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

لكن أتر ككم إلى ما تر كم إليه رسول الله ﷺ (طبقات ج ۳ ص ۲۵)

میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں جس حال میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چھوڑا تھا

لوگوں نے کہا کہ اگر آپ سے اللہ نے اس بارے میں پوچھ لیا کہ تم نے لوگوں کو بغیر کسی

Scanned with CamScanner

حاکم کے چھوڑا تھا تو آپ کیا کہیں گے ؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کہوں گا

اللھم استخلفتنی فیھم مابدا لك ثم قبضتنی وتركتك فیھم فان شئت أصلحتھم وإن شئت أفسدتھم (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۴ مقتل امیر المؤمنین ص ۶۰)

اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ بنایا پھر آپ نے مجھے موت دی اور میں نے آپ کو ان میں چھوڑا ہے اب آپ خواہ ان کی اصلاح کریں خواہ برباد کریں۔

صعصہ بن صوحان کہتے ہیں کہ جب ہم نے آپ سے یہ بات پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ

إن يعلم الله فيكم خيرا يول عليكم خياركم قال عليّ فعلم الله فينا خيرا فولى علينا أبابكر (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۶)

اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ خیر چاہیں تو تم پر کسی بہتر شخص کو امیر بنائے گا جس طرح اس نے ہمارے ساتھ خیر کا ارداہ فرمایا اور حضرت ابو بکر کو ہمارا امیر بنادیا تھا

شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) بھی یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے آخر تک کسی کی خلافت کی وصیت نہ کی تھی اور یہ بات خود حضرت علیؓ نے کہی ہے

عن أمير المؤمنين عليه السلام لما قيل له ألا توصى فقال ما أوصى رسول الله فأوصى ولكن أراد الله بالناس خيرا استجمعهم على خيرهم كما جمعهم بعد نبيهم على خيرهم (تلخیص الشافی ج ۲ ص ۲۳۷)

حضرت علیؓ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بعد کسی کی وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے کہا کہ حضور ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی

Scanned with CamScanner

تو میں کیوں کروں ہاں اگر اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائیں تو وہ ان کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کردے گا جس طرح اس نے حضور ﷺ کے بعد انہیں بہتر شخص پر جمع کر دیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے حاشیہ خیال میں بھی وصایت امامت کا کوئی تصور نہ تھا اگر آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ آپ کے بعد امام حسنؓ منصوص من اللہ اور مرتبہ امامت پر فائز ہیں اور آپ کے بعد اب وہ خدا کے منتخب نمائندے ہیں تو آپ کبھی یہ نہ کہتے کہ تم جس طرح پسند کرو اس طرح کرنا میری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ تم نے میرے بعد حضرت حسنؓ کو ہی امام بنانا ہے

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کی نگاہ میں حضور ﷺ کے بعد نہایت بہترین شخص تھے اور آپ نے یہ بات بھی کھول دی کہ اللہ تعالی کے ہاں بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بڑا اونچا مرتبہ ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ کے اس جواب سے (جسے شیعہ عالم نے بھی نقل کیا ہے) یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد کسی کی خلافت و امامت کے بارے میں کوئی وصیت نہ فرمائی تھی حضرت علیؓ نے کھل کر بتادیا کہ اگر حضور ﷺ نے کسی کے بارے میں (خواہ وہ میرے متعلق ہی کیوں نہ ہو) وصیت کی ہوتی تو میں بھی ایسا ضرور کرتا مگر جب حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو میں بھی آپ کے طریقہ پر رہنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے بارے میں وصیت امامت و خلافت کرنے سے اجتناب کرنا بہتر سمجھتا ہوں اور یہ تم لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ تم جسے پسند کرو اسے اپنے لئے منتخب کرلو۔ محدث امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں

حضرت علیؓ کے اس قول میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے ان کے بعد کسی کو امام و خلیفہ بنانے کا صاف اور واضح حکم کسی متعین شخص کے بارے میں نہیں تھا ساتھ ساتھ اس کا عدم ظہور عدم شہرت (بھی اس بات کی دلیل ہے) اگر موجود ہوتا تو مشہور بھی ہوتا اور ظاہر ہوتا مثل قبلہ اور نماز کی ہدلیات کے۔ اور ان کے علاوہ دیگر احکامات کی طرح جن کی ضرورت عام ہے لہذا واجب ہے اس کا تقرر اہل بصیرت پر۔ جب کسی کے بارے میں واضح نص اور حکم موجود نہیں تھا تو صحابہ کرامؓ نے اس بات سے استدلال کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق کو اپنی بیماری کے ایام میں مسلمانوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اور مسلمانوں کی امامت کرنے کا حکم دیا تھا لہذا صحابہ نے دیکھا کہ ابوبکر صدیقؓ کے اندر امامت و خلافت کی شرائط بھی موجود ہیں اور وہ اس بارے میں ہر اعتبار سے درست ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کی جماعت میں سے اس ذمہ داری کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہی انتخاب کیا تھا (شعب الایمان ج ۶ ص ۲۱ مترجم)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی کبھی اپنے آپ کو منصوص من اللہ کہا اور نہ آپ نے اپنی اولاد کے بارے میں یہ عقیدہ بتایا کہ وہ منصوص من اللہ ہیں اور ان کی امامت و اطاعت اسی طرح ضروری ہے جس طرح نبی کی نبوت اور ان کی اطاعت ضروری ہے

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۳۴۶ھ) کے اس بیان پر علماء شیعہ کو ضرور غور کرنا چاہیئے

. جناب امیر (حضرت علی مرتضیٰ) اور جناب امام حسنؓ کے حالات میں غور

Scanned with CamScanner

کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے بیعت اہل حل وعقد سے پیشتر کسی خلیفہ (حضرات خلفائے ثلاثہ) کے ساتھ قتل وقتال تو درکنار مخالفت اور چوں وچرا بھی نہیں فرمائی اور بعد بیعت اہل حل وعقد مخالفت پر آمادہ کار زار ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک بھی خود خلافت منصوص نہ تھی اور انعقاد خلافت کا مدار بیعت اہل حل وعقد پر تھا ورنہ قبل البیعۃ اور بعد البیعۃ میں فرق نہ فرماتے یا دونوں مواقع میں قتال فرماتے اور اگر تقیہ واجب ہوتا تو دونوں جگہ تقیہ کرکے دبک جاتے (مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامۃ ص ۲۸۶)

ان حقائق کے ہوتے ہوئے اب بھی کوئی یہی کہتا رہے کہ حضرت علیؓ وصی تھے اور ان سے خلافت کا حق غصب کیا گیا تو ہم اسے اس کی جہالت یا پھر حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ اس کی عداوت کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں

(نوٹ) حضرت علی مرتضیٰ کے تفصیلی حالات کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿زبدۃ المناقب من حیات سیدنا علی بن ابی طالب﴾ (دو جلد) کا مطالعہ فرمائیے

☆...... سیدنا حضرت حسنؓ کی خلافت

جب حضرت علیؓ کا انتقال ہوا تو حضرت حسنؓ نے اپنے والد محترم کی نماز جنازہ پڑھائی حضرت علی مرتضیٰ کی تدفین کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے تو مسلمانوں کے جم غفیر نے رمضان المبارک ۴۰ ہجری میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کو مسلمانوں

Scanned with CamScanner

آپ نے بیعت لینے سے قبل لوگوں پر یہ بات واضح کردی تھی کہ میں یہ عہدہ اس وقت قبول کروں گا جب مجھے ہر معاملہ میں کلی اختیار ہو گا کہ میں جس سے چاہوں صلح کروں جس سے چاہوں جنگ کروں چنانچہ لوگوں نے آپ کی یہ شرط قبول کرلی (طبری ج ۶ ص ۹۲ البدایہ ج ۸ ص ۱۷) کا خلیفہ تسلیم کر لیا

بیعت کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور نبی کی سنت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور اپنے والد مکرم حضرت علی مرتضٰی کی منقبت بیان کرتے ہوئے کہا

اے لوگو کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ علمی مقام میں نہ اگلے اس سے بڑھ سکے نہ پچھلے اس کو پا سکیں گے حضور اکرم ﷺ انہیں اپنا علم (جھنڈا دے کر لڑائیوں میں بھیجا کرتے تھے اور وہ پھر کبھی جنگ سے ناکام نہیں لوٹتے تھے آپ کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوتے تھے انہوں نے سات سو درہم کے سوا جو آپ کی تنخواہ میں بچ گئے تھے سونے چاندی کا کوئی ذرہ نہیں چھوڑا اور یہ درہم بھی ایک غلام خریدنے کے لئے تھے

حضرت علی مرتضٰیؓ کی شہادت کے بعد سبائیوں کی یہ کوشش رہی کہ حضرت امام حسنؓ کو حضرت معاویہؓ کے خلاف اکسا کر پھر ایک بار جنگ کا شعلہ بھڑکا دیا جائے قبل اس کے کہ جنگ کی آگ بھڑکے آپ کو پتہ چل گیا کہ آپ کو جنگ پر اکسانے والے آپ کے ہرگز خیر خواہ نہیں ہیں آپ خود بھی قدم قدم پر ان کی بے وفائی کے مناظر دیکھ آئے تھے آپ کو یہ خبر بھی مل چکی تھی کہ جو لوگ آپ کا نعرہ لگاتے ہیں وہ دن کے وقت آپ کے ساتھ ہوتے

Scanned with CamScanner

ہیں جبکہ ان کی راتیں حضرت معاویہؓ کے لشکریوں کے ساتھ گزر تیں ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے خود یہ بات آپ تک پہنچادی تھی کہ یہ لوگ رات کے وقت ہمارے لشکر میں آتے ہیں اور آپ کے خلاف طرح طرح کی باتیں کر کے انہیں اکساتے ہیں اس لئے آپ ان کے فریب میں نہ آئیں یہ آپ کو میدان جنگ میں لاکر آپ سے بے وفائی کریں گے اور جس طرح انہوں نے آپ کے والد محترم کے ساتھ غداری کی ہے یہ لوگ وقت پر آپ کو بھی دھوکہ دے دیں گے۔

شیعہ دوستوں کو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو کم از کم وہ اپنے ہی ملا باقر مجلسی سے سن لیں یہ تو آپ کے مجتہد اور مانے ہوئے شیعی اثنا عشری ہیں مجلسی لکھتا ہے

> معاویہؓ نے دوسرا خط امام حسن کے پاس بھیجا اور فہرست اسماء منافقین اصحاب آنحضرت (یعنی حضرت امام حسنؓ کے خاص ساتھیوں) جنہوں نے اسے (یعنی حضرت معاویہؓ کو) لکھا تھا اور (ان سے) اظہار اطاعت وانقیاد کیا تھا اور اپنے نامہ میں ملفوف کر کے حضرت (امام حسنؓ) کے پاس بھیج دی اور لکھا کہ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے موافقت اور تعاون نہ کیا اور تم سے بھی وہ موافقت وتعاون نہ کریں گے (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۴)

حضرت امام حسنؓ کا مزاج ہمیشہ سے ہی صلح پسندانہ تھا آپ شہزادہ امن تھے اب آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے ساتھی اور آپ کی محبت کا دم بھرنے والے کس قدر آپ سے بے وفائی کر رہے ہیں سو آپ نے اس بنیاد پر کہ مسلمانوں کے درمیان مزید انتشار اور خون ریزی نہ ہو اور آپ کی صف میں موجود یہ سازشی لوگ اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکیں آپ نے پوری دیانت داری سے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کا فیصلہ کر لیا

Scanned with CamScanner

اور اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان سے مشورہ چاہا۔ ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا

اے لوگو مخلوق خدا پر اللہ کے فضل سے میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کوئی کینہ نہیں ہے اور نہ کسی کے بارے میں میرے دل میں کوئی ارادہ بد ہے میں تم کو اسی نظر سے دیکھتا ہوں جس نظر سے اپنے آپ کو دیکھتا ہوں سو میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں امید ہے کہ تم اسے مسترد نہیں کرو گے جس اتحاد و یک جہتی کو تم لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو وہ اس اختلاف اور تفرقہ سے بدرجہا بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جنگ سے پہلو تہی کر رہے ہو لہذا میں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں مجبور نہیں کر سکتا (جلاء العیون ص ۳۱۳)

یہ بات سنتے ہی مجلس میں شور شر لا پیدا ہو گیا اور وہ سب حضرت حسنؓ پر چڑھ دوڑے اور کہنے لگے کہ

ان کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے اور چاہتے ہیں کہ خلافت معاویہ کے حوالہ کر دیں یہ شخص اپنے باپ (یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ) کی طرح کافر ہو گیا ہے

پھر وہ سب لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے آپ کا ساز و سامان لوٹ لیا یہاں تک کہ جائے نماز حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی اور چادر دوش مبارک سے اتار لی پس امام حسنؓ نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوئے اور اہل بیت آنحضرتؐ نے تھوڑے سے شیعوں کے

ہمراہ حضرتؓ کو درمیان میں لے لیا اور جب ساباط سے مدائن پہنچے تو جراح بن سنان اسدی ثقفی نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور خنجر ران مبارک پر مارا کہ ہڈی تک شگاف ہو گیا اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا اور کہا کہ

تم مثل اپنے باپ کے کافر ہو گئے ہو (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۳)

اس وقت حضرت حسنؓ نے ان سے فرمایا

کل تم ہی لوگوں نے میرے والد کو قتل کیا اور آج مجھ پر حملہ آور ہوئے تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تاکہ نیکوکاروں کے زمرہ سے نکل جاؤ اور گناہ گاروں کے گروہ میں شامل ہو جاؤ جلد ہی تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵۲)

حضرت حسنؓ کی محبت کا نعرہ لگانے والے آپ کے خلاف کس ذلیل حرکت تک اتر آئے تھے اسے دیکھئے مؤرخ طبری لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ کی بیعت کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ان پر ان لوگوں نے برچھی کا وار کیا جو اوچھا پڑا (طبری ج ۴ ص ۴۱) انہوں نے حضرت حسنؓ کے خیمہ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ جس فرش پر وہ بیٹھے ہوئے تھے اسے بھی گھسیٹ لیا آپ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور مدائن کے مقصورہ میں جا کر اترے (طبری ج ۴ ص ۳۹)

ایک موقع پر جب آپ نے اپنے لشکریوں کو جنگ کے لئے بلایا تو ان میں سے اکثر بھاگ گئے آپ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا

مجھے فریب دیا جس طرح تم نے اپنے پہلے امام (یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ) کو فریب دیا اور نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کس امام سے مقاتلہ کروگے (جلاء

Scanned with CamScanner

العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۲)

تاریخ گواہ ہے کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے پہلے حضرت علی مرتضیٰؓ سے بے وفائی کی اور پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ بلایا اور ان سے مقاتلہ کیا اور پھر آپ کو بھی شہید کر دیا

حضرت امام حسنؓ نے نہ صرف یہ کہ حضرت معاویہؓ سے صلح کی بلکہ آپ خلافت سے دست بردار ہو گئے اور یہ ذمہ داری آپ کو سونپ دی پھر کھلے عام آپ نے اور آپ کے بھائی حضرت امام حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کی بیعت بھی کی۔ معروف شیعہ کتاب رجال کشی میں امام جعفر صادق کا بیان دیکھئے

ان معاوية كتب إلى الحسن بن علي (صلوات الله عليهما)ان اقدم أنت والحسين وأصحاب علّي فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الانصارى وقدموا الشام فأذن لهم معاوية وأعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع ثم قال للحسين قم فبايع فقام فبايع (رجال کشی ص ۱۱۰)

حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علیؓ کو لکھا کہ آپ اور حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کے دیگر ساتھی ہمارے پاس آئیں چنانچہ دونوں کے ساتھ قیس بن سعد شام گئے حضرت معاویہؓ نے انہیں آنے کی اجازت دی اور ان کے لئے خطباء بلائے۔ بعد ازاں انہوں نے کہا اے حسن اٹھ کر بیعت کیجئے آپ اٹھے اور بیعت کی پھر کہا اے حسین آپ بھی بیعت کیجئے چنانچہ وہ بھی اٹھے اور حضرت معاویہؓ کی بیعت کی

Scanned with CamScanner

علامہ خمینی کے ممدوح ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) نے بھی اس بات کو اپنی کتاب بحار الانوار میں نقل کیا ہے (دیکھئے ج ۱۰ ص ۱۲۴ طبع ایران)

شیعہ کی مستند کتابیں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کی تھی مگر شیعہ کے بعض علماء اب تک اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں جامع شیعہ کرشن نگر لاہور کے خطیب سید محمد جعفر کو دیکھئے کس ڈھٹائی سے اس بیعت کا انکار کر رہے ہیں موصوف لکھتے ہیں

جب یہ ثابت ہے کہ امام حسنؓ وامام حسینؓ اور ان کے خاندان اور متبعین نے حضرت معاویہؓ کی خلافت کو تسلیم ہی نہیں کیا (شہید انسانیت ص ۱۲)

ہم پڑھے لکھے شیعہ دوستوں سے درخواست کریں گے کہ وہ بتائیں کیا ثابت ہے ؟ شیعہ کتابوں کی روشنی میں آپ کا بیعت کرنا ثابت ہے یا کرشن نگر کے خطیب کا اس بیعت سے انکار ثابت ہے ؟ پھر شیعہ علماء میں ان کی بھی کمی نہیں جو کہتے ہیں حضرات حسنین کریمینؓ کا حضرت معاویہؓ سے بیعت کرنا صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے تھا یہ صرف ظاہرا تھا اندر سے وہ کبھی اس پر راضی نہ تھے آخر لوگوں کو دکھانے کے لئے کچھ تو کچھ نہ تو فریب سے کام لیناہی پڑتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں

حضرات امامین ہمامین الحسن والحسین رضی اللہ عنھما نے جس شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کی شیعہ اس کو تو لعنت اللہ علیہ سے یاد کرتے ہیں اور جس ملعون (یعنی مختار کذاب (دیکھئے نوٹ) نے نبوت کا دعوی کیا اور وہ ائمہ پر جھوٹ کا طوفان باندھتا تھا وہ شیعہ کے نزدیک رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اسے مقبولان بارگاہ الٰہی میں

شمار کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون (ہولتے حقائق ص ۲۶۸)

(نوٹ) مختار بن ابو عبید ثقفی مدعی نبوت تھا اور بقول امام جعفر صادقؒ وہ اماموں کے نام پر جھوٹ بھی بولتا تھا تاہم حضرت حسینؓ کے صاحبزادے امام زین العابدینؒ اس کے بارے میں جزاہ اللہ خیرا کہتے تھے (رجال کشی ص ۱۲۷) امام محمد باقرؒ اس کے حق میں دعائے رحمت کرتے تھے (ایضا ص ۱۲۶) نور اللہ شوستری علامہ حلی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مختار مقبولان بارگاہ الہی میں شمار ہوتا تھا (مجالس المؤمنین ص ۱۵)

حضرت حسنؓ کے اس طرز عمل (یعنی صلح) سے ان کے اپنے بہت سے ساتھی ناراض تھے اور آپ کو طعنے بھی دیا کرتے تھے ابو عمر سفیان بن ابی لیلی نامی شخص نے آپ کو مخاطب کر کے اس طرح سلام کیا ﴿السلام عليك يا مذل المؤمنين﴾ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا ابو عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو کبھی ذلیل نہیں کیا ہاں میں نے ضرور اس بات کو برا جانا ہے کہ میری حکومت کی خاطر مسلمانوں کا خون بہے۔

کرهت ان اقتلهم على الملك (البدایہ ج ۸ ص ۱۹ مرقات ج ۹ ص ۳۹۷۰)

عمار دہنی کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ کی خلافت میں ایک وقت آیا کہ آپ حالات کے پیش نظر مجبورا اہل شام سے مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے تھے اور اس سلسلے میں مدائن تشریف بھی لائے مگر آپ کی جماعت کے لوگوں نے آپ کے ساتھ پرلے درجہ کی بدسلوکی کا مظاہرہ کیا اور آپ کی ایذا رسانی سے بھی وہ باز نہ آئے انہوں نے آپ کے ساتھ یہ ستم تک کیا کہ آپ کو نیزوں سے چھلنی کر دیا اور آپ کے گھریلو سامان تک لوٹ لئے

نزل الحسن بن على المدائن و كان قيس بن سعد على مقدمته ونزل

Scanned with CamScanner

الانبار فطعنوا حسنا وانتهبوا سرادقه (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۹۶)
خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) نے اپنی تاریخ میں یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت حسنؓ ان واقعات سے اس قدر ملول اور کبیدہ خاطر ہوئے کہ آپ حضرت معاویہؓ سے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے کہ جن لوگوں کی خاطر آپ نے آگے بڑھنا تھا اور جن لوگوں نے آپ کی حمایت ونصرت کے نعرے لگائے تھے وہ ذلیل حرکتوں تک اتر آئے تھے اس وقت آپ نے اپنے لشکریوں کو قصر مدائن میں جمع کیا اور کہا

يا أهل العراق لو لم تذهل نفسی انفسكم إلا لثلاث خصال لذهلت بقتلكم أبی ومطعنكم بغلتی وانتهابكم ثقلی أوقال ردائی عن عاتقی وانكم قد بايعتمونی علی أن تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت وإنی قد بايعت معاوية فاسمعوا له وأطيعوا ثم نزل فدخل القصر (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۹ الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۰)

اے عراقیو! میں تمہیں بھول جاتا اور تم سے غافل ہو جاتا مگر اب تین چیزوں کی وجہ سے میں تمہیں نہیں بھلا سکتا (۱) تم نے میرے والد حضرت علی مرتضیٰؓ کو شہید کیا (۲) تم نے ہماری سواریوں کو اپنے نیزوں سے زخمی کیا (۳) تم نے ہمارا سامان لوٹ لیا حتی کہ میری چادر بھی میرے کندھوں سے کھینچ لی حالانکہ تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر ان شرطوں کے ساتھ بیعت کی تھی کہ میں جس کے ساتھ صلح کرلوں گا تم بھی میرا ساتھ دو گے اور جس سے میں لڑوں گا تم بھی میرے ساتھ ساتھ رہو گے اب میں نے معاویہ کی بیعت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے سو تم اب ان کی بات سننا اور ان کا حکم ماننا بعد ازاں آپ اپنے گھر چلے

Scanned with CamScanner

گئے

حضرت حسنؓ کی محبت کا دم بھرنے والے بہت سے لوگ آپ کو یا عار المؤمنین (اے اہل ایمان کے باعث ننگ و عار) کہتے تو آپ فرماتے کہ ﴿ العار خیر من النار ﴾ عار آگ سے بہتر ہے۔ میں ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جس سے مسلمانوں کا ناحق خون ہو اور وہ میرے لئے عذاب خداوندی کا باعث بنے مجھے تمہاری جلی کٹی باتیں منظور ہے جو چاہو کہہ سکتے ہو (البدایہ ص ۴۱) پھر آپ نے کوفہ کو خیر باد کہہ دیا اور مدینہ منورہ آگئے اور بقیہ زندگی یہیں بسر کی آپ نے جاتے جاتے بھی پوچھنے والوں کو یہ جواب دیا کہ کوفہ والوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے ان سے میرے والد محترم کو بھی بہت سی اذیتیں پہنچیں ہیں (دیکھئے الکامل ج ۳ ص ۲۰۴)

شیعہ عالم احمد بن علی طبرسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

أری واللہ معاویة خیر لی من ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعة ابتغوا قتلی وانتھبوا ثقلی وأخذوا مالی (احتجاج طبرسی ص ۱۴۸)

خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے (یعنی ان شیعوں سے) تو معاویہؓ میرے لئے بہتر ہیں جو لوگ میرے شیعہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں انہوں نے ہی تو میرے قتل کے منصوبے بنائے اور میرے مال کو لوٹا ہے

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ آپ نے کہا

واللہ لان آخذ من معاویة عھدا احقن به دمی وآمن به فی أھلی خیر من أن یقتلونی فتضیع أھل بیتی وأھلی (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۱۰)

Scanned with CamScanner

خدا کی قسم میں معاویہؓ سے ایسا عہد لے لوں جس میں میری جان کی حفاظت ہو اور میرے گھر والوں کو امان ملے وہ میرے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ میرے شیعہ مجھے مار ڈالیں اور میرے گھر والوں کو تباہ کریں

☆...... حضرت امیر معاویہؓ سے کس طرح صلح ہوئی

حضرت امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوج ایک دوسرے کے سامنے آگئی جو ایک بڑی فوج تھی تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسے دیکھ کر کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ اب یہ ایک دوسرے کو ختم کئے بغیر یہاں سے نہ ہٹیں گے حضرت امیر معاویہؓ نے جب یہ بات سنی تو کہا کہ اگر ایک گروہ دوسرے گروہ کو قتل کرڈالے اور دوسرا پہلے گروہ کی جان لے لے تو بتاؤ پھر مسلمانوں کے معاملات کون چلائے گا اور ان کے بچوں اور ان کی عورتوں کی کون دیکھ بھال کرے گا؟ یعنی اگر سارے ہی مرد ختم ہوگئے تو ان کا پرسان حال پھر کون ہوگا؟ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے بنی عبد شمس کے دو فرد عبدالرحمٰن بن سمرۃ اور عبداللہ بن عامر کو حضرت امام حسنؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے بات کریں اور صلح کا کوئی راستہ نکالیں اور آپ کی جو ضروریات ہیں اور مطالبات ہیں وہ پورے کئے جائیں گے چنانچہ جب یہ بات حضرت امام حسنؓ کو پہنچی تو آپ اتحاد امت کی اس دعوت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ان باتوں کا ذمہ دار کون بنے گا؟ انہوں نے کہا ہم اس عہد کے ذمہ دار ہیں چنانچہ حضرت امام حسنؓ نے پھر حضرت معاویہؓ سے مصالحت اختیار کرلی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۲)

Scanned with CamScanner

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) محدث ابن بطال (۴۴۹ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی اور خلافت کا معاملہ آپ کے حوالہ کر دیا تو آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کے شرائط میں سے یہ بھی تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو قائم رکھا جائے گا ﴿ علی إقامة كتاب الله وسنة نبيه ﴾ چنانچہ حضرت معاویہؓ کوفہ میں آئے اور لوگوں نے آپ کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ لوگوں کے بڑے اجتماع اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ٹل جانے کی بناء پر اس سال کو اتفاق اور جماعت کا سال کہا گیا

﴿ فسميت سنة الجماعة لاجتماع الناس وانقطاع الحرب ﴾ .

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت حسن کو تین لاکھ درہم دیئے اور ایک ہزار پوشاک کے کپڑے تیس غلام اور ایک سو اونٹ دیئے پھر حضرت حسنؓ مدینہ منورہ تشریف لے آئے (فتح الباری بشرح البخاری ج ۱۳ ص ۷۹ طبع بیروت)

امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) نے امام شعبیؒ (۱۰۴ھ) سے نقل کیا ہے کہ جب ان دونوں بزرگوں کے درمیان صلح ہو گئی تو حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ آپ لوگوں کو اس بارے میں خود ہی ارشاد فرمادیں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد اپنے خطبہ میں فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اولین آدمی کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی اور ہمارے آخری آدمی کے ذریعہ تمہارے جان و مال کی حفاظت کی حقیقت میں تو بہترین پونجی تقوی ہے اور بدترین لاچاری بداعمالی ہے (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵۳) جہاں تک خلافت کے معاملہ میں میرے اور معاویہؓ کے مابین اختلاف ہوا تھا اس بارے میں وہ زیادہ حقدار ہیں یا میں اس کا

Scanned with CamScanner

حقدار ہوں بہر حال میں اہل اسلام کی بھلائی کے لئے اور ان کی خون ریزی کی حفاظت کے لئے اپنا حق ترک کرتا ہوں پھر آپ استغفار فرما کر منبر سے اترے

إن هذا الامر الذى اختلفت فيه أنا ومعاوية حق لامرى كان أحق به منى أوحق لى تركته لإرادة اصلاح المسلمين وحقن دمائهم ...... الخ (سنن کبری ج ۸ ص ۱۷۳)

حضرت الاستاذ حضرت علامہ خالد محمود صاحب مد ظلہ العالی ایک بحث میں لکھتے ہیں

حضرت امام حسنؓ کا امیر معاویہؓ کی بیعت کرنا ہر گز غلطی نہ تھا بلکہ اسی مصالحت نے انہیں سید ہونے کی شان سے ممتاز فرمایا خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اصلاح فرمائیں گے۔ (الحدیث) یہاں لسان نبوت سے امیر معاویہ اور ان کی جماعت کے لئے بھی مسلمان ہونے کے الفاظ وارد ہیں پس یہ اختلافات کوئی کفر و اسلام کے اختلافات نہ تھے محض انتظام و معاملات کے تھے غور کیجئے کہ امام حسنؓ کا یہ عمل اگر کسی طرح غلط ہوتا تو حضور ﷺ اس پر انہیں سید ہونے کی بشارت نہ دیتے۔ پھر امام باقرؒ کا ارشاد ہے کہ

واللہ للذی صنعه الحسن بن علی کان خیرا لهذا الامة مماطلعت علیه الشمس (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۶۴ الروضۃ من الکافی ج ۲ ص ۲۵۲)

امام حسنؓ نے جو کچھ کیا وہ اس امت کے لئے ہر اس چیز سے بہتر تھا جس پر کبھی سورج طلوع ہوا (عبقات ص ۵۵)

حضرت علامہ صاحب مد ظلہ العالی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ کو جو سیاسی حالات اپنے والد سے وراثت میں ملے اور بطور خلیفہ پنجم آپ نے اپنی راہ میں جو مشکلات دیکھیں ان میں پہلے نمبر پر اہل کوفہ کی انتہا درجہ کی ایذار سانیاں ہیں۔

حضرت علیؓ اپنی شہادت سے ایک سال پہلے حضرت معاویہؓ سے عبوری صلح کر چکے تھے حضرت حسنؓ نے یہی سیاسی سطح وراثت میں پائی تھی آپ کا انتخاب شوریٰ سے عمل میں آیا حضرت علیؓ نے انہیں نامزد نہ کیا تھا لیکن حضرت علیؓ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے آپ پر اس معاہدے کی پابندی لازم تھی جو عام الہدنہ میں وقت کے ان دو بڑوں میں ہوا تھا حضرت حسنؓ نے نہ صرف اس کی پوری پاسداری کی بلکہ اس عبوری صلح کو ایک مستقل صلح میں بدل دیا ادھر آنحضرت ﷺ کی بھی ایک پیشن گوئی آپ کے حق میں چلی آرہی تھی حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

إبنی هذا سید ولعل الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین (صحیح بخاری ج اص ۵۳۰)

میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائیں گے۔

حضور ﷺ نے اس حدیث میں حضرت معاویہؓ اور ان کی پوری جماعت کو مسلمانوں میں ذکر کیا ہے یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی امامت کوئی آسمانی منصب نہ ہو ماموں من اللہ کا انکار کفر ہے اور اس کے محارب کبھی مسلمان نہیں سمجھے جاتے پھر حضور ﷺ نے مسلمین کے ایک لفظ میں

دونوں گروہوں کو یکساں ذکر فرمایا ہے اگر ان میں کوئی گروہ فئۃ باغیۃ ہوتا تو حضور ﷺ جو افصح العرب والعجم تھے ضرور ان دو میں فرق کرتے موقع بیان میں عدم بیان۔ بیان عدم کا فائدہ دیتا ہے

اس میں یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ اس صلح سے خوش تھے اگر یہ صلح بالکل ایک نمائشی صلح ہوتی اور کوئی گروہ اندر سے اس میں مخلص نہ ہوتا تو یہ نہ ہو سکتا تھا کہ حضور ﷺ اس برائے نام اور محض ایک نمائشی صلح پر اس طرح خوشی کا اظہار فرمائیں

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی اس صلح کا خوشی سے ذکر نہیں کرتا وہ سید کہلانے کا مستحق نہیں (اس کا خاندان نبوت سے محبت کا دعوی جھوٹ ہے) کیونکہ حضور ﷺ نے اس کار خیر پر حضرت حسنؓ کو سید ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے (خلفاۓ راشدین ج۲ص ۴۵۷)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ (۱۴۲۰ھ) لکھتے ہیں

میں اپنے تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں صاف کہتا ہوں کہ حضرت حسنؓ کا اقدام بالکل صحیح تھا جو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں کیا تھا اور پھر خود آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا ﴿إن ابني هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين من المسلمين﴾ میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا یہ بات حضرت حسنؓ کے لئے ایک خبر نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے

Scanned with CamScanner

لئے ایک وصیت تھی منشاء رسول تھا اللہ کے رسول کا منشاء بھی اور پیارے نانا جان کا منشاء بھی۔ چنانچہ حضرت حسنؓ نے اس کو خالص حکم نبوی سمجھا اور اس کے مطابق جو اقدام کیا وہ بالکل صحیح تھا کہ معاملہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھا وہ صحابی تھے کاتب وحی تھے قریبی رشتہ دار تھے اور کوئی بات موجب خروج اور تلوار اٹھانے کی نہ تھی ان کی مخالفانہ فوجی اقدام کا نتیجہ خونریزی کے سوا کچھ نہ ہوتا ان کو جب بعض جوشیلے لوگوں نے طعنہ دیا کہ یہ ننگ وعار کی بات ہے تو فرمایا العاز خیر من النار ......(خطبات علی میاں ج ۵ ص ۳۱۴)

نفیر حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ

کانت جماجم العرب بیدی یسالمون من سالمت ویحاربون من حاربت فترکتها ابتغاء وجه الله وحقن دماء المسلمین (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۷۱ للدولابی۔ البدایہ ج ۸ ص ۴۲)

عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں تھیں جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا وہ جنگ کرتے لیکن میں نے اللہ کی خوشنودی اور مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کی کی خاطر خلافت سے دستبرداری کرلی

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

بہت سے وہ لوگ جنہوں نے فوجیوں کی کمی کے باوجود جنگیں لڑی ہیں حضرت حسنؓ بھی ان میں سے تھے آپ اپنے ساتھیوں کی کمی کے باوجود حضرت معاویہؓ سے جنگ کرسکتے تھے لیکن وہ امت میں اختلاف وانتشار کو سخت ناپسند کرتے

Scanned with CamScanner

تھے اور امن و مصالحت کو زیادہ پسند کرتے تھے اللہ تعالی نے ان کے ذریعہ امت کا اختلاف ختم کر کے انہیں دوبارہ متحد کر دیا (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۵۳۶)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم کہتے ہیں

آں یکے شمع شبستان حرم حافظ جمعیت خیر الامم

اور ہاں وہ شبستان حرم کی ایک یگانہ روزگار شمع جو کہ خیر الامم (امت محمدیہ) کی جمعیت دوحدت کے محافظ تھے (یعنی سیدنا حضرت حسنؓ) جو امت کی خاطر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور صلح کر لی تاکہ امت کا رشتہ وحدت قائم رہے

تا نشیند آتش پیکار و کیں پشت پا زد برسر تاج ونگیں

تاکہ اس صلح کی برکت سے امت میں جنگ وجدل کی آگ کے شعلے بجھ جائیں سو آپ نے تاج و تخت کے سر پر پاؤں کی ٹھوکر لگائی

بعض لوگ اس صلح پر بڑے برافروختہ ہیں گویا یہ سیدنا حضرت حسنؓ سے فہم و فراست اور دینداری میں آگے ہیں کہ حضرت سیدنا حسنؓ نے مملکت اسلامیہ کی باگ دوڑ ایک نااہل بلکہ باطل کے سپرد کر دی (معاذ اللہ)

آپ کا حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کرنے کا کارنامہ اور ایثار امت کے لئے تا قیامت سرمایہ افتخار ہے اور مسلمانوں کی دو جماعتوں پر احسان عظیم ہے جو لوگ اس صلح پر چین بجبیں ہیں کیا یہ حضرت حسنؓ سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے ہمدرد ہیں ؟ اور کیا یہ لوگ آپ سے زیادہ عقل مند ہیں ؟ کیا آپؓ کا یہ اقدام اسلام کے خلاف تھا ؟ کیا حضرت حسنؓ مرکزی اسلامی حکومت کسی دشمن اسلام کے سپرد کر سکتے تھے ؟ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ آپ کا اسلام

Scanned with CamScanner

اور مسلمانوں پر احسان عظیم تھا(اقبال اور حب اصحاب و آل ص ۲۷ ۲)

حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کس بات پر صلح ہوئی اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہؓ کو کس طرح سپرد کی اسے دیکھئے شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری(۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ

لما رأى الحسن من أصحابه الفشل أرسل إلى عبدالله بن عامر بشرائط اشترطها على معاوية على أن يسلم له الخلافة وكانت الشرائط إلا ياخذ أحدا من أهل العراق باحنة وان يومن الاسود والاحمر ويحتمل مايكون من هفواتهم ويجعل له خراج الاهواز مسلما فى كل عام ويحمل الى أخيه الحسين بن على فى كل عام ألفى ألف ويفضل بنى هاشم فى العطاء والصلات على بنى عبد الشمس (اخبار الطوال ص ۲۱۸)

جب حضرت حسنؓ نے اپنے ساتھیوں میں بزدلی دیکھی تو عبداللہ بن عامر کی جانب صلح کے لئے کچھ شرائط ارسال کیں کہ وہ اس پر حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کردیں گے (۱) اہل عراق پر دشمنی کی وجہ سے پکڑ نہیں ہوگی (۲) ہر گورے کالے کو عام امان دی جائے گی (۳) اور ان لوگوں نے اگر کوئی بدگوئی کی تو اسے برداشت کیا جائے گا (۴) اھواز کے علاقے کا خراج حضرت حسنؓ کے سپرد ہوگا (۵) حضرت حسینؓ کو سالانہ بیس لاکھ درہم دیا جائے گا (۶) عطایا اور صلہ جات میں بنو ہاشم کو بنو عبد شمس پر ترجیح دی جائے گی اور ان کا حق اوپر رکھا جائے گا

Scanned with CamScanner

اور مسلمانوں پر احسان عظیم تھا (اقبال اور حب اصحاب و آل ص ۲۷۲)

حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کس بات پر صلح ہوئی اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہؓ کو کس طرح سپرد کی اسے دیکھئے شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ

لما رأى الحسن من أصحابه الفشل أرسل إلى عبدالله بن عامر بشرائط اشترطها على معاوية على أن يسلم له الخلافة وكانت الشرائط إلا ياخذ أحدا من أهل العراق باحنة وان يومن الاسود والاحمر ويحتمل مايكون من هفواتهم ويجعل له خراج الاهواز مسلما في كل عام ويحمل الى أخيه الحسين بن علي في كل عام ألفي ألف ويفضل بني هاشم في العطاء والصلات على بني عبد الشمس (اخبار الطوال ص ۲۱۸)

جب حضرت حسنؓ نے اپنے ساتھیوں میں بزدلی دیکھی تو عبداللہ بن عامر کی جانب صلح کے لئے کچھ شرائط ارسال کیں کہ وہ اس پر حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کردیں گے (۱) اہل عراق پر دشمنی کی وجہ سے پکڑ نہیں ہوگی (۲) ہر گورے کالے کو عام امان دی جائے گی (۳) اور ان لوگوں نے اگر کوئی بدگوئی کی تو اسے برداشت کیا جائے گا (۴) اھواز کے علاقے کا خراج حضرت حسنؓ کے سپرد ہوگا (۵) حضرت حسینؓ کو سالانہ بیس لاکھ درہم دیا جائے گا (۶) عطایا اور صلہ جات میں بنو ہاشم کو بنو عبد شمس پر ترجیح دی جائے گی اور ان کا حق اوپر رکھا جائے گا

Scanned with CamScanner

عبداللہ بن عامرؓ نے حضرت حسنؓ کی یہ شرطیں حضرت معاویہؓ کو بھیج دیں اور انہوں نے آپ کی یہ شرطیں قبول کرلیں اور اس پر ان کے درمیان صلح ہو گئی

شیعہ علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے اس بات کی بھی شرط لگائی تھی کہ حضرت معاویہؓ کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے طریقہ پر عمل کرنے کے بھی پابند ہوں گے۔ شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اربلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ماصالح عليه الحسن بن علي بن أبي طالب معاوية بن أبي سفيان صالحه على أن يسلم إليه ولاية أمر المسلمين على أن يعمل فيهم بكتاب الله تعالى وسنة رسولهصلى الله عليه وآله وسيرة الخلفاء الراشدين (الصالحين) (کشف الغمہ ج۲ص ۱۴۵ بحار الانوار ج۴۴ص ۶۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسنؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سب کے سب خلیفہ راشد تھے اور ان سب کی سیرتیں صالح تھیں اور اس لائق تھیں کہ امت ان کے طریقہ پر چلے۔ آپ نے کھلے بندوں ان کے طریقوں کو درست اور نیک بتلایا ہے اور بتایا کہ آپ کے نزدیک کتاب و سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت بھی حجت شرعیہ ہے

حضرت حسنؓ بعد ازاں اپنے گھر والوں اور چند مخلص ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور پھر آپ نے یہیں اپنی زندگی کے باقی ایام گزارے یہاں کے لوگ آپ کی خدمت میں تشریف لاتے اور آپ کے علم و فضل سے فیضیاب ہوتے رہے ان دنوں حضور ﷺ کے اجلہ صحابہ کی بھی ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھی اور

Scanned with CamScanner

ان کا علم و عرفان بھی اپنی جگہ پوری طرح جاری و ساری تھا

مگر عراق کے وہی شیعہ جنہوں نے آپ کے ساتھ طرح طرح کی زیادتیوں اور گستاخیوں کا ارتکاب کیا تھا انہوں نے یہاں بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا انہیں معلوم تھا کہ اب حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی رنجش اور اختلاف باقی نہیں ہے مگر وہ اب بھی برابر اس کوشش اور سازش میں لگے رہے کہ اختلاف کی یہ آگ کسی طرح ٹھنڈی نہ ہو پھر ایک مرتبہ تیزی سے بھڑکے اور مسلمان پھر سے ایک دوسرے کے مقابل آجائیں اور یہ صلح پھر سے جنگ وجدل میں بدل جائے انہوں نے حضرت حسنؓ کے نام خطوط پر خطوط لکھے اور آپ کو اپنی حمایت اور تعاون کا پھر ایک مرتبہ یقین دلانے کی کوشش کی مگر آپ نے ان میں سے کسی خط کا جواب دینا تو درکنار ان خطوط کو پڑھنا تک گوارا نہ فرمایا جناب یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسنؓ کاغذوں کا ایک بنڈل لے کر آئے اور ایک بڑا برتن منگوایا پھر آپ نے اس میں پانی ڈالا اور یہ پورا بنڈل اس میں ڈال دیا یزید بن اصم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے کہا یہ کس کے خطوط ہیں؟ آپ نے کہا عراق والوں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ حق کی طرف آتے ہیں اور نہ باطل سے پیچھے ہٹتے ہیں مجھے اپنے بارے میں ان سے کوئی خدشہ نہیں ہے لیکن میں ان کے بارے میں ضرور خدشہ محسوس کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے حضرت حسینؓ کی طرف اشارہ کیا

اما انی لست أخشاهم عن نفسي ولكني أخشاهم على ذلك وأشار إلى الحسين (المعرفۃ والتاریخ ج۲ص ۷۵۶)

حضرت امام حسنؓ نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا بعد کی تاریخ اور حالات وواقعات نے بتایا کہ آپ کا یہ اندیشہ درست ثابت ہوا تھا۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ کا حضرت معاویہؓ کے ساتھ بڑا اچھا تعلق تھا آپ ہر سال حضرت معاویہ کے پاس آتے رہے اور نہایت خوشگوار ماحول میں ان ہر دونوں زرگوں کی ملاقاتیں ہوتیں اور وہ آپ کو عطیات اور تحفے تحائف عطا فرماتے اور امام حسنؓ ان کو خوشی قبول فرماتے تھے ہم آگے چل کر اسے بیان کریں گے

☆...... سیدنا حسنؓ کے ترک خلافت سے عقیدہ امامت کی تردید

شیعہ کے ہاں امامت کا عقیدہ ان کے ضروریات دین میں سے ہے اور یہ شیعیت کا اصل الاصول ہے ان کے نزدیک وہ شخص مسلمان ہی نہیں جو بارہ اماموں کی امامت (باصطلاح شیعہ) اور ان کی معصومیت کا قائل نہ ہو ان کے عقیدہ میں حضرت حسنؓ دوسرے امام تھے حضرت حسنؓ کا چھ ماہ بعد حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت سپرد کر دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ عقیدہ امامت کے ہرگز قائل نہ تھے اگر آپ منصوص من اللہ امام ہوتے تو آپ جان تو دے دیتے مگر بخوشی خلافت کبھی ان کے حوالے نہ کرتے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (سبط اکبر وریحانۃ النبی ﷺ) نے عقیدہ امامت کی جڑوں پر اس وقت تیشہ چلادیا جب چھ مہینے کے بعد خلافت حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادی ان کے اس طرز عمل سے عقیدہ امامت کا گھروندا زمین بوس ہو کر رہ گیا مگر عقیدہ امامت کے مصنفین کی طرف سے ان کو یہ سزا دی گئی کہ آئندہ امامت سے ان کی اولاد کو معزول کر دیا گیا (بولتے

Scanned with CamScanner

حقائق ص۲۶۶)

شیعہ علماء کے ہاں حضرت حسنؓ اولا تو اس لئے لائق عقیدت وعظمت نہیں کہ آپ نے برضاو خوشی خلافت حضرت امیر معاویہؓ کو دے دی اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور ہمیشہ حضرت امیر معاویہؓ سے اچھے تعلقات رکھے اور ان سے مالی عطیات اور تحفے تحائف وصول کرتے رہے یہ بات شیخ الروافض عبداللہ بن سبا کی روحانی اولاد کس طرح برداشت کر سکتی ہے؟

(۲) ثانیا...... حضرت حسنؓ شیعہ اکابر کی نظر میں اس لئے بھی زیادہ لائق پذیرائی نہیں کہ آپ کی اولاد میں سے کوئی بھی آپ کی امامت کا قائل تھا اور نہ وہ حضرت حسینؓ اور ان کی اولاد کو منصوص من اللہ امام سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ یہ بات شیعہ عقائد سے پوری طرح متصادم ہے یہ صحیح ہے کہ عقیدہ امامت کا منکر شیعہ کے ہاں کسی طرح لائق پذیرائی نہیں مگر وہ یہ بات کیوں نہیں بتاتے کہ حضرت حسینؓ اور ان کی اولاد بھی عقیدہ امامت کی قائل نہیں تھی؟

☆......سیدنا حسنؓ کے اخلاق وعادات

حضرت حسنؓ صورت سیرت دونوں میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھے بالخصوص آپ کی شکل وصورت حضور ﷺ سے بہت ملتی تھی حضرت علیؓ فرماتے ہیں سر سے سینہ تک آپ حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی حضرت علی مرتضی سے یہ بات کہی تھی

آپ فرماتے تھے کہ

من أراد أن ينظر إلى وجه رسول الله ﷺ من رأسه إلى عنقه فلينظر إلى الحسن (رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۲۳۰)

حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ

والله ما قامت النساء عن مثل الحسن بن علی (مسند احمد ج ۱ ص ۴۴ البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

خدا...... عورتوں نے حضرت حسن بن علیؓ جیسا بچہ نہیں جنا

حضرت حسنؓ کی شادیاں بہت ہوئیں مگر آپ مطلاق بھی تھے کان کثیر التزوج و کان مطلاقا (البدایہ ج ۸ ص ۳۸) آپ کے عقد میں یکے بعد دیگرے بہت عورتیں آئیں اور کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ نے انہیں جدا کر دیا حضرت علی مرتضیٰؓ اس سے کچھ کچھ پریشان تھے اور انہوں نے چاہا کہ لوگ انہیں لڑکی نہ دیں ایک مرتبہ آپ نے اہل عراق اور اہل کوفہ سے کہا کہ تم حسنؓ کو رشتے نہ دو کیونکہ وہ بہت طلاق دینے والے شخص ہیں لاتزوجوا حسنا فانه رجل مطلاق (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۵۴ الشذرہ فی الاحادیث المشتہرۃ ج ۱ ص ۲۷) آپ نے یہ بھی کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ ان کا یہ طرز عمل کہیں قبائل میں دشمنی کا سبب نہ بن جائے (ایضا) آپ نے حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی کے ساتھ بھی نکاح کی خواہش کی تھی (جلاء العیون ج ۲ ص ۱۱۵)

تاہم آپ کی بات پر لوگوں نے زیادہ دھیان نہ دیا ہر شخص کی خواہش تھی کہ اس کی بیٹی حضرت حسنؓ کے عقد میں آئے خواہ اُسے کچھ وقت کے لئے ہی ان کے ساتھ رہنے کا

Scanned with CamScanner

موقع ملے حضرت حسنؓ کا اپنی ازواج کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رہتا تھا ان کے عقد سے نکل جانے کے باوجود وہ آپ کے حسن سلوک کی ہمیشہ تعریف کرتیں تھیں غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان لکھتے ہیں کہ

حضرت حسنؓ نے تقریبا دو سو عورتوں سے نکاح کیا تھا اور کبھی ایک ہی عقد میں چار عورتیں کرتے (لغات الحدیث ج ۴ کتاب ن ص ۱۴۲)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے یہ تعداد ڈھائی سو سے زائد بتائی ہے

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے امام حسن علیہ السلام نے دو سو پچاس اور بروایت دیگر تین سو عورتوں سے نکاح کیا یہاں تک کہ جناب امیر نے منبر پر فرمایا کہ میرا فرزند حسن مطلاق یعنی طلاق دینے والا ہے اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو لوگ کہتے تھے کہ اگر وہ ایک شب کے لئے ہماری دختر تزویج کریں ہمارے فخر کے لئے کافی ہے (جلاء العیون ج ۱ ص ۳۹۹)

قاضی نور اللہ شوستری شیعی (۱۰۱۹ھ) لکھتا ہے

ان حسنا مطلاق فلا تنکحوا (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۱۳۱)

شیخ نعمت اللہ جزائری شیعی (۱۱۱۲ھ) لکھتا ہے

ان حسن بن علی کان مطلاقا مذوقا (انوار نعمانیہ ج ۴ ص ۱۱۳)

اسی سلسلے کا ایک عجیب واقعہ ملاحظہ کیجئے امام شمس الدین ذہبی" (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت ہو گئی اور لوگوں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تو آپ کی اہلیہ عائشہ دختر خلیفہ نے (جو قبیلہ خثیعمہ سے تعلق رکھتی تھیں) آپ کو خلافت پر مبارک دیتے ہوئے کہا کہ آپ کو منصب خلافت مبارک ہو اس پر حضرت حسنؓ

Scanned with CamScanner

نے اس خاتون سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو حضرت علیؓ کی شہادت پر خوش ہے اسی لئے مجھے مبارک باد دے رہی ہے پھر آپ ان سے ناراض ہو گئے اور اسے بیک وقت تین طلاق دے دی اس خاتون نے آپ سے کہا کہ آپ کو اس مبارک باد دینے سے میرا مطلب ہر گز یہ نہ تھا تاہم حضرت حسنؓ نے اس سے اپنا تعلق ختم کر لیا اور اس کی جانب بیس ہزار درہم بھیج دئے جب یہ درہم اس خاتون تک پہنچے تو وہ کہنے لگی کہ مجھ سے جدا ہو جانے والے محبوب کی طرف مجھے مال بہت کم ملا ہے

حافظ ابن عساکرؒ (۵۷۱ ھ) نے اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس خاتون نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ہر گز یہ مطلب نہ تھا مگر آپ چونکہ اسے بیک وقت تین طلاق دے چکے تھے اس لئے وہ آپ سے الگ ہو گئی اور جب عدت پوری ہوئی تو آپ نے اسے بیس ہزار درہم بھیجے قاصد جب واپس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ اس خاتون نے آپ کو جو مبارک باد دی تھی اس سے ہر گز کسی خوشی کا اظہار نہ تھا حضرت حسنؓ قاصد کی یہ بات سن کر رو پڑے اور کہا کہ اگر میں نے اپنے والد (حضرت علی مرتضیٰ) سے میرے نانا حضور ﷺ کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ عورت اب اس کے حلال نہیں رہی جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے (یعنی اس شوہر نے طلاق دے دی یا اس کا شوہر فوت ہو گیا تو اب اسے پہلے شوہر سے نکاح کی اجازت ہے) تو میں اس سے رجوع کر لیتا اب تین طلاق دینے کے بعد رجوع کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مختصر تاریخ ابن عساکر لابن منظور کا یہ بیان دیکھئے

فاخبر الرسول الحسن بن علی فبکی وقال لولا انی سمعت ابی یحدث عن جدی النبی ﷺ انه قال من طلق امراته ثلاثا لم تحل له

حتی تنکح زوجا غیرہ لراجعتھا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسنؓ کے ہاں بھی بیک وقت دی جانے والی (ایک مجلس کی) تین طلاقیں مؤثر اور واقع ہو جاتی ہیں شیعہ علماء کا یہ موقف کہ بیک وقت تین طلاق دی جائے تو وہ ایک ہی شمار ہوتی ہے اور شوہر اسی بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے ہرگز صحیح نہیں ہے حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت امام حسنؓ کا موقف آپ کے سامنے ہے ان کی بات یہ کہہ کر رد نہیں کی جا سکتی کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے اور ہم کسی صحابی کے امتی نہیں ہیں کہ ان کی بات مانیں اس لئے کہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ سے اور حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے اب یہ کسی امتی کا قول نہیں یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے اور آپ کی بات پر اپنی بات لانا اپنا سب کچھ برباد کر دینا ہے

☆...... سیدنا حسنؓ سے حدیث کی روایت

حضور ﷺ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸ سال تھی اس لئے آپ کو براہ راست آپ ﷺ کے علوم سے پوری طرح استفادہ کا موقع نہ مل پایا البتہ آپ نے اپنے والد محترم اور دیگر اجلہ صحابہؓ سے بھرپور علمی استفادہ کیا حضرت حسنؓ سے کل مرویات کی تعداد ۱۳ ہے اور ان میں زیادہ تر حضرت علیؓ سے مروی ہیں (تہذیب الکمال ص ۷۸)

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

حفظ الحسن بن علی عن رسول الله ﷺ أحادیث ورواها عنه منها حدیث الدعاء فی القنوت ومنها أنا آل محمد لا تحل لنا

Scanned with CamScanner

الصدقة (الاستیعاب ج۱ص ۳۷۶)

آپ نے دعائے قنوت اپنے بچپن میں ہی حضور ﷺ سے سیکھ لی تھی یہ بات خود آپ نے بیان کی ہے (دیکھئے مشکوۃ ص ۱۱۲)

آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ اور ماموں ہند ابن ابی ہالۃ سے بھی روایت حدیث کی ہے

روی عن جده رسول الله ﷺ وأبيه وأخيه حسين وخاله هند بن أبي هالة (تہذیب التہذیب ج۲ص ۲۹۵)

آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی روایت حدیث کا ذکر ملتا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۹۸)

☆...... سیدنا حسنؓ علم وفضل کے اونچے مقام پر

آپ علم وفضل میں اس کمال پر تھے کہ مدینہ منورہ میں جو لوگ منصب افتاء پر فائز تھے ان میں سے ایک آپ بھی تھے تاہم آپ کے فتاوی کی تعداد زیادہ نہیں ملتی (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲) امام زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا مسجد نبوی میں ان کا علمی حلقہ اسی طرح مرجع خلائق تھا جس طرح امت کے دوسرے اکابر اہل علم کے حلقے وہاں لگتے تھے۔ حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مد ظلہ العالی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ قرآنی علمیت اور سیاسی بصیرت میں اس اونچے مقام پر ہیں کہ آپ کے عہد میں اس جامعیت میں شاید ہی کوئی دوسری شخصیت پیش کی جاسکے

Scanned with CamScanner

آپ نے سیاست کے مختلف موڑوں پر جو مشورے اپنے والد محترم کو دئے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں اتنی عظیم شخصیت کو صرف عقیدت کی نظر سے دیکھنا کوئی کمال نہیں اسے افراط و تفریط سے بچتے ہوئے حقیقت وبصیرت کے آئینہ میں دیکھنا چاہئیے پھر پتہ چلے گا کہ آپ کس عظمت کے انسان ہوئے ہیں (مقدمہ فوائد نافعہ ج ۲ ص ۱۷)

آپ اپنے وقت کے بہترین فصیح اللسان خطیب تھے۔ عمرو بن علاء کہتے ہیں

مارایت أفصح من الحسن بن علی رضی اللہ عنہما (الکامل فی التاریخ ج ۴ ص ۱۳۲)

حضرت حسنؓ کے خطبہ کی ایک جھلک دیکھئے آپ نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

ان الحلم زينة والوقار مروة والعجلة سفه والسفه ضعف ومجالسة اهل الدنائة شين ومخالطة الفساق ريبة (سیر اعلام ج ۳ ص ۱۷۵)

بردباری انسان کے لئے زینت کا سامان لاتی ہے اور وقار اچھے اخلاق میں سے ہے جلدی بازی بے وقوفی ہے اور یہ ایک بڑی کمزوری ہے۔ کمینہ لوگوں کی صحبت ایک عیب ہے اور بدکار لوگوں سے میل ملاپ رکھنا تہمت ہے

ایک مرتبہ آپ نے ایک مجلس میں رضا کی حقیقت اس طرح کھولی

من اتكل على حسن اختيار الله له لم يتمن شيئا وهذا حد لوقوف على الرضاء بما تصرف به القضاء (ایضا)

جس آدمی کے حق میں اللہ نے جو چیز پسند کردی ہے اس پر وہ توکل اختیار کرے اور کسی دوسری چیز کی خواہش نہ کرے کہ یہی قضاء الہی کے ساتھ

Scanned with CamScanner

راضی ہونے کی حد ونشانی ہے

ایک دن حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ ایمان اور یقین کے درمیان کتنی دوری ہے؟ آپ نے فرمایا اباجان چار انگل کے فاصلہ پر۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ آپ نے کہا اباجان ایمان ہر وہ چیز ہے جسے کان سنیں اور دل اس کی تصدیق کرے۔ اور یقین ہر وہ چیز ہے جسے آنکھیں دیکھیں اور دل اس پر یقین کرے سو آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہے (التبیین لانساب القرشیین ص ۱۲۷)

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ مجھے موت سے بڑا ڈر لگتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ تم نے اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا اگر تم اس مال کو اپنے آگے (آخرت میں) بھیج دیا ہوتا تو اس تک پہنچنے کے لئے خوفزدہ ہونے کے بجائے مسرور ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ حکومت میں ہم پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا وہی جو حضرت سلیمان بن داؤد نے بتائے ہیں حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تھا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ بادشاہ پر ملک داری کے کیا فرائض ہیں جس سے اس کو نقصان نہ پہنچے...... (اور وہ یہ ہیں) ظاہر وباطن میں خدا کا خوف کرنا...... غصہ اور خوشی دونوں میں عدل وانصاف کرنا...... فقر اور دولت مندی دونوں حالتوں میں میانہ روی قائم رکھنا زبردستی نہ کسی کا مال غصب کرنا نہ اس کو بے جا صرف کرنا جب تک وہ ان چیزوں پر عمل کرتا رہے گا اس وقت تک اس کو دنیا میں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۳۲)

ایک مرتبہ آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو قرآن کریم کی پوری سورت ابراہیم تلاوت کر دی (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰؓ کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسنؓ کو خطابت میں بھی کمال عطا فرمایا ہے چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ تم کبھی تقریر کرتے تو میں بھی سنتا کہنے لگے کہ مجھے آپ کے سامنے زبان کھولتے ہوئے شرم آتی ہے حضرت علیؓ ایک روز ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں حضرت حسنؓ انہیں نہ دیکھ سکیں چنانچہ حضرت حسنؓ نے تقریر فرمائی جب وہ تقریر کر کے چلے گئے تو حضرت علیؓ کی زبان سے نکلا

ذرية بعضها من بعض و الله سميع عليم (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

(یعنی یہ ایک ہی تو ذریت ہے جس میں ایک دوسرے کا بیٹا ہے) یعنی کیوں نہ ہو آخر بیٹے میں باپ کا اثر تو ہوتا ہی ہے

☆...... آپ خاموش طبع تھے تاہم جب گفتگو فرماتے تو سب کا جی چاہتا کہ آپ سلسلہ کلام جاری رکھیں اور خاموش نہ ہوں آپ لڑائی جھگڑے کے کسی معاملہ میں نہ پڑتے اور نہ کسی کے معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہاں جب کوئی ان کے پاس آتا تو آپ بات کو دلیل سے سمجھا دیا کرتے تھے آپ کی زبان سے کبھی کوئی غلط اور فحش بات نہیں سنی گئی (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

اگر کوئی آپ کو برا کہتا اور جھگڑا کرنا چاہتا تو آپ نہ صرف یہ کہ تحمل کا مظاہرہ فرماتے یہاں تک کہ وہ چپ ہو جاتا بلکہ آپ اس کی مالی طور پر اعانت و خدمت بھی کرتے تھے

ایک مرتبہ آپ کوفہ میں اپنے گھر میں تھے کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور دوران گفتگو آپ اور آپ کے ماں باپ کے متعلق سخت زبان بولنے لگا آپ اٹھے اور اس سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے کیا تمہیں بھوک پیاس لگی ہوئی ہے؟ یا اور کوئی وجہ ہے؟ دیہاتی یہ سن کر اور غصہ میں آگیا اور پھر اسی طرح سخت زبان بولنے لگا آپ نے اپنے خادم سے کہا کہ جاؤ ایک

Scanned with CamScanner

تھیلی چاندی کی بھر کر لے آؤ اور اسے دے دو خادم جب تھیلی لے آیا تو آپ نے وہ تھیلی اسے دی اور کہا کہ ہمارے گھر میں اس وقت تو بس یہی ہے اگر اس سے زیادہ میرے پاس ہوتا تو وہ بھی تمہیں دیتا جب دیہاتی شخص نے آپ کا یہ حسن سلوک دیکھا تو فوراً معذرت کرنے لگا

أشهد أنك إبن رسول الله ﷺ من گواہی می دہم که تو پسر پیغمبری ومن ایں جا تجربه حلم تو آمده بودم

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں میں تو آپ کے حلم کو آزمانے کے لئے اس طرح کی باتیں کر رہا تھا

حضرت شیخ علی ہجویریؒ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام حسنؓ کے اس حسن سلوک سے سلوک کا یہ سبق ملتا ہے

وایں صفت محققان اولیاء ومشائخ باشد که مدح وذم خلق بنزدیك ایشاں یکساں بود وبجفا گفتن متغیر نشود

یہ صفت اولیاء ومشائخ محققین رکھتے ہیں ان کے ہاں کسی کی مدح وذم سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور کسی کے برا بھلا کہنے سے ان کے چہرے پر ناراضگی نہیں آتی (کشف المحجوب ص ۵۷)

حضرت حسینؓ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر جب کبھی دو بھائیوں میں کسی بات پر ناراضگی ہو جاتی تو آپ نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ چونکہ میں بڑا ہوں اس لئے میں پہل نہ کروں گا ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا تو آپ نے خود پہل کی اور حضرت حسینؓ کے سر کو بوسہ دیا تھا

أقبل الحسن الى الحسين فاكب على رأسه يقبله (البدایہ ج۸ ص۲۰۸)

Scanned with CamScanner

☆...... سیدنا حسنؓ کا ذوق عبادت

حضرت حسنؓ کا محبوب ترین مشغلہ عبادت الٰہی تھا حضرت امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ آپ مسجد نبوی میں نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھے رہتے تھے اور پھر لوگوں کو ملاقات کا موقع عطا فرماتے دن چڑھ جاتا تو آپ نماز چاشت ادا کرتے اور پھر ازواج مطہرات کی خدمت میں سلام کے لئے جاتے اور پھر اپنا کام کر کے دوبارہ مسجد میں چلے جاتے تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

آپ سورج طلوع ہونے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے

سمع سامع بحمد الله الاعظم لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير سمع سامع بحمد الله الامجد لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير (طبقات ج ا ص ۲۹۱)

سننے والے نے سنا اللہ تعالی کی حمد کو جو عظمتوں والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے باشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سننے والے نے سنا اللہ کی حمد کو جو بزرگیوں والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی لئے باشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

آپ نماز تہجد کے پابند تھے آپ اول لیل میں عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے جبکہ حضرت امام حسینؓ کا معمول رات کے آخری حصہ میں مصروف عبادت رہنے کا تھا (کتاب الزهد ص ۱۷۱ للامام احمد)

Scanned with CamScanner

كان الحسن بن علي ياخذ نصيبه من قيام الليل من أول الليل و كان الحسين ياخذ نصيبه من آخر الليل (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۲)

اللہ کے حضور حاضری (عبادت کرنے) سے قبل آپ کا عالم یہ تھا کہ وضو کے بعد آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن میں کپکپاہٹ طاری ہو جاتی تھی اور آپ فرماتے تھے کہ یہ اللہ کے دربار کی حاضری کا حق ہے

حق لمن أراد أن يدخل على ذی العرش أن يتغير لونه (وفیات الاعیان ج ۲ ص ۶۹)

امام حسنؓ کے خوف خدا اور خشیت الٰہی کا عالم کیا تھا اسے دیکھنے والوں نے کس طرح دیکھا اسے دیکھئے

مارأيت أخوف من الحسن بن علي وعمر بن عبدالعزيز كأن النار لم تخلق إلا لهما (طبقات ج ۵ ص ۳۹۸)

میں نے حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے زیادہ خوف خدا والا کوئی نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہنم ان کے لئے بنائی گئی ہو (اور وہ اس کے خوف میں کانپ رہے ہوں)

آپ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے روزانہ عصر کے بعد طواف کرتے آپ کے ساتھ حضرت حسینؓ بھی ہوتے اور جب لوگوں کی آپ پر نظر پڑتی تو وہ دیوانہ وار آپ کے قریب آجاتے تھے

حضرت حسنؓ کا روزانہ کا معمول تھا کہ سونے سے قبل سورہ کہف کی تلاوت فرماتے آپ

Scanned with CamScanner

نے اسے ایک تختی پر لکھا ہوا تھا آپ جہاں شب گزارتے یہ تختی بھی آپ کے ساتھ ہوتی تھی (البدایہ ج ۸ ص ۳۷) آپ نے کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا

آپ جب مکہ مکرمہ جاتے تو آپ کا زیادہ تر وقت طواف میں گزرتا تھا آپ نے ۲۵ کے قریب حج کئے ہیں جن میں بیس حج پیادہ پا تھے (مستدرک ج ۳ ص ۱۸۵ معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۳) آپ کے پاس سواری کا سامان موجود ہوتا مگر آپ پیدل چلتے تھے (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴) آپ فرماتے تھے کہ میں خدا کے گھر سواری کے ساتھ نہیں جانا چاہتا پیادہ پا حاضر ہونا چاہتا ہوں (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو آپ کے اس پیادہ پا حج پر بڑا ہی رشک آتا تھا (سیر اعلام النبلاء ۔ صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ کی زبان سے کبھی کوئی فحش بات نہیں سنی (تاریخ یعقوبی شیعی ج ۲ ص ۲۲۷) انتہائی ناراضگی کی حالت میں بھی صرف اتنا کہتے ﴿رغف أنفه﴾ تیری ناک خاک آلود ہو

حضرت معاویہؓ کبھی کبھی حضرت حسنؓ سے علمی سوال کرتے تو حضرت حسنؓ اس کا جواب مرحمت فرماتے تھے آپ کی یہ علمی گفتگو حضرت معاویہؓ کو اتنی بھاتی تھی کہ آپ کہتے تھے کہ حضرت حسنؓ اور مزید گفتگو کرتے تو مجھے پسند تھا (معانی الاخبار ص ۵۷ باب ۱۰۴)

زہد و تقوی اور دنیا سے بے رغبتی و بے نیازی آپ کا خاص وصف تھا اور آپ کو اپنے والد حضرت علی مرتضیٰؓ کی یہ نصیحت ہمیشہ یاد رہتی کہ تم اپنے جسم کے اعتبار سے دنیا میں رہو اور اپنے دل کے اعتبار سے آخرت میں رہو (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۸)

آپ نے اپنی انگوٹھی پر بھی تقوی کی بات لکھوائی تھی

قدم لنفسك ما استطعت من التقى ان المنية نازلة بك يا فتى

أصبحت ذا فرح كأنك لا ترى　　احباب قلبك في المقابر والبلى

تو جس قدر بھی تقوی اختیار کر سکتا ہے اسے اپنے آپ کے لئے آگے بھیج دے۔ اے نوجوان موت بلاشک وشبہ تیرے پاس آنے والی ہے تو خوش ہو گیا ہے گویا تو قبرستان اور بوسیدگی میں اپنے دلی احباب کو نہیں دیکھتا (البدایہ ج ۸ ص ۱۴۱ مترجم ج ۸ ص ۷۹۲)

آپ کی نگاہ میں وہ لوگ بڑی عظمت والے تھے جن کی نظر میں دنیا بے وقعت ہوتی تھی ایک مرتبہ آپ نے مجلس میں فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو اپنے ایک بھائی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جس کی میری نگاہ میں بڑی قدر تھی اور وہ عظیم بات جس نے اسے میری نگاہ میں عظمت دی وہ اس کی نگاہ میں دنیا کا ہیچ ہونا تھا وہ اپنے پیٹ کی حکومت کا باغی تھا اور جو چیز نہ پاتا اس کی خواہش نہ کرتا اور جب پاتا تو زیادہ کی خواہش نہ کرتا وہ اپنی شرمگاہ کی حکومت کا بھی باغی تھا اور وہ فائدہ بخش یقین پر ہاتھ پھیلاتا اور اس کے پاؤں نیکی کے لئے اٹھتے تھے نہ وہ ناراض ہوتا نہ زچ ہوتا وہ علماء کی مجلس میں جاتا تو بولنے سے زیادہ سننے کا مشتاق ہوتا وہ عمر کا زیادہ حصہ روزہ دار رہا...... الخ (البدایہ ج ۸ ص ۷۸۹ مترجم)

حضرت سیدنا حسنؓ لوگوں کی مالی خدمت کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی ہمیشہ آگے آگے رہے ہیں آپ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا یا کہیں سے آتا آپ اسے راہ خدا میں صدقہ خیرات کر دیتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ دوسروں کی فیاضی اور سخاوت دیکھتے تو خوش ہوتے اور انہیں دعا دیتے تھے آپ کے پاس آیا مال ہمیشہ غرباء ومسکین کے کام پر صرف ہو جاتا تھا اور اتنا دیتے تھے کہ آپ کے پاس کچھ بھی نہ بچتا تھا۔ حتی کہ آپ کبھی تو اپنے موزے بھی صدقہ میں دے دیتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۷۳)

آپ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ دوسروں کی فیاضی اور سخاوت دیکھتے تو خوش ہوتے اور انہیں دعا دیتے تھے آپ کے در سے کوئی شخص بھی خالی نہ جاتا تھا مدینہ منورہ میں آنے والے مسافر اور نووارد لوگ کئی مرتبہ آپ کے دروازے پر آئے اور آپ نے حسب معمول ان کی اعانت و نصرت کی تھی

ایک مرتبہ آپ کو پتہ چلا کہ ایک آدمی اپنی کسی ضرورت کے لئے اللہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ سعد بن عبدالعزیز کہتے ہیں آپ نے اس شخص کو دس ہزار درہم بھیج دئے تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لے

فانصرف فبعث بها اليه (سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۳ البدایہ ج ۸ ص ۳۸)

آپ کی سخاوت سے دوست دشمن سبھی فائدہ اٹھاتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص مدینہ منورہ آیا وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا مخالف تھا اس نے لوگوں سے مالی امداد چاہی لوگوں نے بتایا کہ یہاں حضرت حسنؓ سے بڑھ کر کوئی فیاض نہیں ہے ان کے پاس جاؤ وہ حضرت حسنؓ کے پاس آیا آپ کو اس خبر کے باوجود کہ یہ میرے والد کا مخالف ہے آپ نے اس کے لئے سواری اور زاد راہ کا پورا پورا انتظام کر دیا تھا (تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۲۱۴)

یوں بھی حضرت امام حسنؓ بڑے سخی دل کے تھے آپ کے در سے کبھی کوئی خالی نہ لوٹتا تھا اور اس میں امیر و غریب کی بھی کوئی تخصیص نہ تھی آپ کو کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ محتاج ہے یا وہ کہیں سفر پر جا رہا ہے تو آپ نے ہمیشہ اس کی مدد فرمائی ہے۔

ابو ہارون کہتے ہیں کہ ہم نے حج پر جانے سے قبل حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں حاضری دی اور دعا سلام کے بعد جب ہم گھر واپس آئے تو حضرت امام حسنؓ نے کسی آدمی کی معرفت ہمارے لئے چار سو درہم بھیج دئے میں نے اس سے کہا کہ اللہ کے فضل سے

ہمارے پاس سفر کے لئے مال موجود ہے اس لئے انہیں شکریہ کے ساتھ واپس پہنچادیں تو قاصد نے کہا کہ آپ لوگ حضرت حسنؓ کے اس نیک عمل کو واپس نہ کریں بعد ازاں ہم خود بھی آپ کی خدمت میں آئے اور ہم نے آپ سے پھر گذارش کی تو آپ نے فرمایا کہ

لاتردوا علی معروفی فلو کنت علی غیر ھذا الحال کان ھذا لکم یسیرا اما انی مزودکم (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۷ لابن منظور)

میرے اس نیک عمل کو واپس نہ کرو اگر میں اس سے زیادہ بھی دیتا تو وہ آپ کے حق میں کم ہی ہوتا یہ رقم تو میں نے آپ کے سفر کے اخراجات کے لئے دی ہے

ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنی حاجت پیش کر کے مدد چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے سوال کی وجہ سے جو مجھ پر حق قائم ہو گیا ہے وہ میری نگاہ میں بہت اونچا ہے اور تیری مدد جو مجھے کرنا چاہئیے وہ میرے نزدیک بہت زیادہ حقدار ہے اور میری حالت اس مقدار کے پیش کرنے سے عاجز ہے جو تیری شان کے مناسب ہے اور اللہ کے رستہ میں تو آدمی جتنا بھی زیادہ سے زیادہ خرچ کرے وہ کم ہی ہے لیکن میں کیا کروں میرے پاس اتنی مقدار نہیں کہ جو تیرا سوال پورا کر سکے۔ سائل نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے آپ جو کچھ بھی دیں گے میں اس کو قبول کر لوں گا اور اس پر شکر گزار رہوں گا اور اس سے زیادہ نہ دینے میں آپ کو معذور سمجھوں گا اس پر حضرت حسنؓ نے اپنے خزانچی سے فرمایا کہ ان تین لاکھ دراہم میں سے جو تمہارے پاس بچ گئے ہوں تو اسے لے آؤ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا آپ نے فرمایا کہ وہ پانچ سو اشرفیاں بھی کہیں ہوں گی اسے بھی لے آؤ وہ بھی لے آیا آپ نے سائل سے کہا کہ مزدور ہو تو لے آؤ تاکہ یہ سب چیزیں تمہارے

Scanned with CamScanner

گھر پہنچادی جائے وہ دو مزدور لے آیا آپ نے سب سامان اس کے حوالہ کر دیا اور اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمادی کہ ان مزدوروں کی مزدوری بھی تمہارے گھر تک پہنچانے کی میری ہی ذمہ داری ہے لہذا یہ چادر فروخت کر کے ان کی مزدوری میں دے دینا۔ حضرت حسنؓ کے غلام نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو اب کھانے کے لئے ایک درہم بھی نہیں آپ نے تو سب کچھ ہی دے دیا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالی شانہ کی ذات سے اس کی قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس کا بہت زیادہ ثواب دے گا (احیاء العلوم۔ فضائل صدقات ص ۵۷۸)

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حج کے لئے نکلے تو راستہ میں سامان سے لدا ہوا اونٹ گم ہو گیا۔ بھوکے پیاسے ایک جگہ پہنچے تو ایک بڑھیا سے کھانے پینے کا سامان مانگا تو اس نے ایک بکری کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے پاس یہ ایک ہی بکری ہے اس کا دودھ نکال کر تھوڑا تھوڑا پی لو اور کھانے کی طلب ہو تو اسے ذبح کر کے کھالو چنانچہ انہوں نے اس کا دودھ پیا اور بعد ازاں اسے ذبح کر کے اپنے پیٹ بھر لیا جب وہ چلنے لگے تو انہوں نے بڑھیا سے کہا کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں حج کے لئے جارہے ہیں جب واپس مدینہ منورہ واپس پہنچ جائیں تو ہمارے پاس آنا تیرے اس احسان کا بدلہ ضروری دیں گے۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئے کچھ عرصہ بعد جب بڑھیا غربت کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تو اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ منورہ آئی تا کہ کچھ مزدوری کر کے اپنا پیٹ بھر سکے۔ ایک دن بڑھیا کہیں کام کر رہی تھی کہ حضرت امام حسنؓ کی اس پر نظر پڑ گئی اور آپ نے اسے پہچان لیا اور اسے اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ بکری والا۔ بڑھیا نے آپ کو نہ پہچانا اور کہا کہ کیا آپ وہی ہیں؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں

Scanned with CamScanner

یہ فرماکر آپ نے اپنے غلاموں سے کہاکہ اس کے لئے ہزار بکریاں خرید ی جائیں چنانچہ وہ خرید کر ان کے حوالہ کردیں اور فرمایاکہ ان کوایک ہزار اشرفیاں بھی نقد دی جائیں پھر اپنے غلام سے فرمایاکہ اسے حضرت حسینؓ کے پاس لے جاؤ جب وہ حضرت حسینؓ کے پاس آئیں توانہوں نے پوچھاکہ میرے بھائی حسنؓ نے کیادیا ہے بڑھیا نے کہاایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں یہ سن کر حضرت حسینؓ نے بھی ہزار بکریاں اور ہزار اشرفیاں دیں پھر اسے حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیاانہوں نے ساری تفصیل سن کر فرمایا کہ اسی دوہزار بکریاں اور دوہزار اشرفیاں دی جائیں اور فرمایاکہ اگر تو میرے پاس پہلے آجاتی تومیں اس سے بھی زیادہ دیتا۔ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار اشرفیاں لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہاکہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۶۵)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) اور علامہ عزالدین ابن اثیرؒ لکھتے ہیں

وكان حليما كريما ورعا دعاه ورعه وفضله إلى أن ترك الملك والدنيا رغبة فيما عندالله تعالى وكان يقول ماأحببت أن إلى امر أمة محمد ﷺ على أن يهراق فى ذلك محجمة دم وكان من المبادرين إلى نصرة عثمان بن عفان والذابين عنه (الاستيعاب ج ۱ ص ۳۷۰ اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸)

سیدنا حضرت حسنؓ بہت ہی بردبار کریم اور پرہیز گار تھے ان کی پرہیزگاری نے انہیں اس بات پر آمادہ کیاکہ انہوں نے اللہ کے یہاں کی نازو نعیم پر قناعت کرکے دنیااور اس کی سلطنت چھوڑدی اور فرمایاکرتے تھے۔ میں نہیں چاہتاکہ

Scanned with CamScanner

ہیں امت محمد ﷺ کا حاکم بن جاؤں اور میری حکومت میں کسی کو خون پچنے سے بھی گرایا جائے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی مدد میں سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ آپ کا سخاوت میں بڑا مقام تھا

وقد كان من الكرم على جانب عظيم (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

حافظ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

كان رضى الله عنه سيدا كريما حليما زاهدا ذا سكينة ووقار وحشمة جوادا ممدوحا (صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

آپ سید کریم حلیم زاہد پر سکون باوقار صاحب حشمت اور قابل تعریف سخی تھے

آپ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے کسی باغ کی طرف سے گزر رہے تھے کہ وہاں ایک نوجوان حبشی غلام کو بیٹھا دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اور سامنے کتا بیٹھا تھا وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کتے کو کھلاتا۔ حضرت حسنؓ نے یہ منظر دیکھا تو کہا تم نے اس روٹی میں کتے کو آدھے حصہ کا شریک بنا لیا خود زیادہ حصہ کیوں نہیں کھایا؟ اس نے کہا کہ میری آنکھیں اس کی آنکھوں کو دیکھ کر شرم محسوس کرتی ہیں کہ میں زیادہ کھاؤں اور وہ اسے کم ملے۔ حضرت حسنؓ نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو کہا عثمان بن ابان کا۔ پوچھا کہ یہ احاطہ کس کا ہے کہا اسی کا ہے۔ آپ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آجاؤں تم یہیں بیٹھے رہنا چنانچہ آپ گئے اور اس غلام اور اس چاردیواری کو خرید لیا اور واپس آکر غلام سے کہا میں نے تم کو خرید لیا ہے اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول اور ان کے بعد میں آپ

Scanned with CamScanner

کی باتوں کو سننے والا اور فرمانبردار ہوں گا۔ حضرت حسنؓ نے اس کی بات سنی اور فرمایا کہ جا تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ چار دیواری تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ (البدایہ ص ۳۸)

ایک مرتبہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا کہ وہ لوگ غربت کے سبب زمین پر ہی بیٹھ کر کھا رہے تھے اور یہ مانگنے والے لوگ تھے حضرت حسنؓ نے ان کو سلام کیا انہوں نے کہا کہ حضرت غریبوں کا کھانا حاضر ہے آپ تشریف لائیں تو زہے نصیب حضرت حسنؓ نے کہا بہت اچھا بہت بہتر اللہ متکبروں کو پسند نہیں کرتا یہ کہہ کر گھوڑے سے نیچے اترے اور زمین پر بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا جب واپس جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر آپ لوگ ایک دن میرے ساتھ کھالیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ چنانچہ وہ ایک دن آئے تو آپ نے ان سب کا بڑا اکرام کیا انہیں اچھے اچھے کھانے کھلائے اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ (آداب الصالحین ص ۲۵ از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

☆......ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے دوران خطبہ فرمایا کہ تمہارے بھائی حسنؓ نے مال جمع کیا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ وہ مال لوگوں میں تقسیم کردیں چنانچہ لوگ یہ سمجھے ہوئے کہ یہ اعلان عام ہے حضرت حسنؓ کے پاس آگئے حضرت حسنؓ ان میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے یہ مال تمہارے فقراء کے لئے جمع کیا ہے سب کے لئے نہیں تو اس مجمع میں سے آدھے لوگ کھڑے ہوگئے پھر آپ نے ان میں اپنا مال تقسیم کردیا ان لینے والوں میں پہلا آدمی اشعث بن قیس تھا۔ (المصنف ج ۱۱ ص ۱۴ لابن ابی شیبہ۔ طبقات ج ۱ ص ۲۷۸)

حضرت امیر معاویہؓ کی جانب سے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک لاکھ بھیجا تو آپ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے والوں میں تقسیم کردیا چنانچہ ان میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار ملا (

Scanned with CamScanner

التاریخ الاسلامی ج ۷ اص ۱۳۶)
حضرت امام حسنؓ ایصال ثواب کے پوری طرح قائل تھے حضرت علی مرتضیٰؓ کے انتقال کے بعد آپ اور حضرت امام حسینؓ نے ان کے ایصال ثواب کے لئے غلاموں کو آزاد کرنے کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا۔ حضرت امام محمد باقرؓ کہتے ہیں

ان الحسن والحسين كانا يعتقان عن علي بعد موته (المصنف ج ۳ ص ۳۸۸)

حضرت حسنؓ بہت متواضع شخص تھے آپ میں تواضع اور مسکنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ صرف غرباء کی خدمت ہی نہیں بلکہ غرباء و فقراء کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو ہمیشہ پسند کیا ہے

ایک مرتبہ آپ اصحاب صفہ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ کھارہے ہیں انہوں نے آپ کو کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ جایئے چنانچہ آپ اسی وقت اپنی سواری سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانے میں شامل ہوئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا لو میں نے تو تمہاری دعوت قبول کرلی اور بیٹھ گیا اب تم لوگ میری دعوت بھی قبول کرو اور میرے ساتھ بھی ایک دن شریک طعام ہو جانا چنانچہ صفہ کے فقراء آپ کے گھر آئے تو آپ نے ان کے لئے جو کچھ بھی تھا پکا کر کھلایا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۲۹)

آپ کے نزدیک کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا بڑی نیکی اور ثواب کا عمل تھا ایک مرتبہ تو آپ نے کسی کی حاجت روائی کے لئے طواف کعبہ ترک کردیا تھا اور اس کی حاجت روائی کے لئے چل پڑے تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ

Scanned with CamScanner

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گیا اور اس کی وہ ضرورت پوری ہو گئی تو اس کے حق میں حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وہ ضرورت پوری نہ ہوئی تو اسے عمرہ کا ثواب تو ضرور ملتا ہے سو میں نے حج اور عمرہ کا ثواب تو پالیا ہے اور میں واپس بھی آگیا ہوں اور طواف کعبہ کر لوں گا۔ (ایضاج ۷ ص ۲۷)

آپ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کی خالصۃ اللہ کے لئے حاجت روائی کرنا ایک ماہ کے نفلی اعتکاف سے زیادہ پسندیدہ ہے

فقال الحسن لقضاء حاجة أخ لي في الله أحب من اعتكاف شهر (کتاب الزہد ص ۲۵۸ روایت ۷۴۶ لابن المبارکؒ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے کہ آپ حضرت حسنؓ کو کہیں جاتا دیکھتے تو بڑھ کر گھوڑے کی رکاب تھام لیتے اور اسے اپنے لئے شرف سمجھتے تھے جبکہ سب مسلمان آپ سے دیوانہ وار محبت کرتے اور سلام ومصافحہ کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑتے تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۹)

مروان بن حکم کہتے ہیں کہ آپ بہت بردبار شخص تھے (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۳۵)

ملک شام کے رہنے والے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے خچر پر سوار ایک شخص کو دیکھا جو بہت خوبصورت اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا وہ مجھے بہت اچھے لگے میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت علیؓ کے بیٹے حسنؓ ہیں یہ سن کر مجھے بہت غصہ آگیا اور مجھے علیؓ پر حسد آیا کہ ان کا اس طرح کا کوئی بیٹا ہے میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا تم علیؓ بن ابی طالب کے صاحبزادے ہو؟ انہوں نے ہاں کہا۔ یہ سن کر میں نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا جب میری بات ختم ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ

Scanned with CamScanner

معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں کے رہنے والے نہیں ؟ میں نے کہاہاں میں باہر سے آیا ہوں انہوں نے کہا آپ ہمارے پاس آئیں رہنے کے لئے جگہ کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں رقم کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں اس کے علاوہ بھی کوئی اور ضرورت ہے تو آپ ہمیں بتائیں ہم اسے پورا کریں گے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں ان کے پاس سے واپس ہونے لگا تو مجھے روئے زمین پر ان سے زیادہ کوئی پسندیدہ نہ تھا میں نے ان کے ساتھ جو کیا اور انہوں نے میرے ساتھ جو اچھابرتاؤ کیا اسے سوچ کر مجھے بہت ندامت ہوئی (وفیات الاعیان ج ۲ ص ٦٨)

حضرت مقداد بن الاسودؓ نے تو اپنے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ ان کے مال میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ۳٦۰۰۰ ہزار درہم دئے جائیں جبکہ امہات المؤمنین کو سات ہزار درہم دئے جائیں (سیر اعلام النبلاء ج ا ص ۲۸۰)

آپ کو مسلمانوں کا اتحاد بہت عزیز تھا اور آپ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے بھی تیار تھے آپ جنگ وجدل سے کوسوں دور تھے مسلمانوں کے درمیان لڑائی کو ایک بڑی آفت سمجھتے تھے چنانچہ ایک وقت آیا کہ آپ نے چند شرائط پر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہؓ سے ملاقات ہوئی اور سب معاملات طے کر لئے گئے حالانکہ اس وقت آپ کے پاس ہزاروں کے قریب جانثار موجود تھے مصالحت کی یہ تقریب ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی تھی

علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلیؒ (۲٦۱ھ) بتاتے ہیں کہ اس وقت آپ کے قریب ستر ہزار جانثار موجود تھے آپ لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

بايع الحسن بعد وفاة أبيه سبعون ألفا فزهد في الخلافة فلم يردها وسلمها لمعاوية وقال لا يهراق على يدي محجمة من دم (تاريخ الثقات ص ١١٦)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

خشيت أن يجيء يوم القيامة سبعون ألفا أو ثمانون ألفا أو أكثر أو أقل كلهم تنضح أوداجهم دما كلهم يستعدي الله فيم هريق دمه (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۱۰۴)

میں ڈر گیا کہ قیامت کے دن ستر ہزار یا اسی ہزار یا کم وبیش افراد اس حال میں آئیں کہ ان کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو اور وہ سب کے سب اللہ کے دربار میں فریاد کر رہے ہوں کہ ہمارا خون کس لئے بہایا گیا

حضرت حسنؓ کے ہاتھوں پر ان ستر اسی ہزار افراد نے بیعت کی تھی تاہم حضرت حسنؓ زاہد شخص تھے آپ نے خلافت کے بارے میں زہد کو پسند کیا اور اسے چھوڑ دیا اور خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ میں اپنے ہاتھوں سینگی کے برابر بھی خون گرانا پسند نہیں کرتا علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

تسليم الحسن بن علي الخلافة اليه مع أن معه أكثر من أربعين ألفا بايعوه على الموت فلم لم يكن أهلا لما سلمها السبط الطيب إليه وحاربه كما حاربه أبوه رضي الله عنه (الناهية ص ۲۶ طبع استنبول)

میں اپنے نفع نقصان کو جانتا ہوں سو تم سب اپنے اپنے علاقوں کو واپس لوٹ جاؤ (دیکھئے تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۸۹)

Scanned with CamScanner

اور اس طرح حضور ﷺ کی آپ کے حق میں کی ہوئی درج ذیل پیش گوئی پوری ہو گئی۔

☆ حضرت حسنؓ کا لسان نبوت سے سید کا لقب پانا

ابو بکرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر تھے اور حضرت حسن آپ کے ایک طرف بیٹھے تھے حضور ﷺ ایک نظر لوگوں پر ڈالتے اور پھر ایک محبت بھری نظر حضرت حسنؓ پر ڈالتے آپ نے ارشاد فرمایا

ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین (البدایہ ج ۸ ص ۱۷۔ سنن کبری للنسائی ج ۵ ص ۴۹)

بیشک یہ میرا بیٹا سید ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کے ہاتھوں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح صفائی کرا دے گا

مؤرخ احمد بن علی بن حسین شیعی نے عمدۃ الطالب میں یہ روایت نقل کی ہے (دیکھئے ص ۴۶)

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

وتواترت الآثار الصحاح عن النبی علیه الصلاة والسلام انه قال فی الحسن بن علی ان إبنی هذا سید وعسی الله أن یبقیه حتی یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواه جماعة من الصحابة (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۰ تحت الاصابہ)

حضرت نواب قطب الدین محدث دہلویؒ (۱۲۸۹ھ) مذکورہ حدیث پر لکھتے ہیں

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دونوں جماعتیں ملت اسلام پر تھیں

Scanned with CamScanner

باوجودیکہ ان میں ایک گروہ مصیب تھا اور دوسرا مخطی اور اہل سنت والجماعت کے لئے امام حسنؓ کی صلح دلیل ہے امارت امیر معاویہؓ کی حقیت پر (یعنی حق اور درست ہونے پر)۔ اور اختیار کیا ہے سلف نے ترک کلام کرنا مشاجرات صحابہ میں اور کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو ان خون سے پاک رکھا ہے تو ہم اپنی زبان کو کیوں اس میں آلودہ کریں اور حضرت امام حسنؓ کے شرف و فضل میں کفایت کرتا ہے حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ امام حسنؓ سید ہیں (مظاہر حق ج ۵ ص ۱۴۹)

حضرت علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

نکتة ...... اذا نظرت فی قوله ﷺ فئتین عظیمتین من المسلمین وجدت ان كلا من الفئتين معظمة ومكرمة (الناهية عن طعن امير المؤمنين معاوية ص ۳۳ طبع استنبول)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) بہت پہلے یہ بات اس طرح لکھ آئے ہیں

دل الحديث على أن معاوية وأصحابه كانوا مؤمنين كما كان الحسن وأصحابه مؤمنين وان الذى فعله الحسن كان محمودا عندالله تعالى محبوبا مرضيا له ولرسوله (فتاوی ج ۴ ص ۴۶۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اخلاص کو اس شان کی قبولیت عطا فرمائی کہ قرب قیامت یہ خلافت پھر سے آپ کی اولاد کے ہاتھ آجائے گی حضرت امام مہدی حضرت سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

الخليفة الراشد المهدى الذى هو آخر الخلفاء يكون من ذرية

Scanned with CamScanner

الحسن (فضل اهل البیت و حقوقہم ص ۷۴ طبع کویت)

حافظ ابن کثیرؒ کی رائے بھی یہی ہے

كثير الاحاديث دالة على ان المهدى يكون من أهل البيت من ذرية فاطمة رضى الله تعالى عنها من ولد الحسن لا الحسين (تعلیق اصبح ج٦ ص١٩٦)

محدث شہیر ملا علی قاریؒ اور محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ لکھتے ہیں کہ امام مہدیؒ باپ کی جانب سے حسنی ہونگے جبکہ ماں کی جانب سے حسینی ہونگے

والاولى ان يقال من ولدهما بان يكون من جهة الاب حسنيا ومن جهة الام حسينيا (بذل المجهود ج ۱۷ ص ۱۹۳۔ مرقات ج۱۰ ص ۱۷۴۔ مظاہر حق ج ۵ ص ۴۰)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ آپ حسنی اور حسینی نسبتوں کے حامل اور جامع ہونگے

ويمكن ان يكون جامعا بين النسبتين الحسنين (مرقات شرح مشکوۃ ج۱۰ ص ۱۷۴)

علامہ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) نے حضرت امام مہدی کے حضرت امام حسنؓ کی اولاد ہونے میں ایک سر لطیف یہ بتایا ہے

وفى كونه من ولد الحسن سر لطيف وهو ان الحسن ترك الخلافة لله فجعل الله من ولده من يقوم بالخلافة الحق المتضمن الذى يملاء الارض وهذه سنة الله فى عباده انه من ترك لاجله شئيا اعطاه الله او اعطى ذريته افضل منه (المنار المنيف ص۱۳۹)

Scanned with CamScanner

حضرت مہدی کے امام حسنؓ کی اولاد میں سے ہونے میں ایک غامض نکتہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ کی رضا کیلئے خلافت چھوڑ دی سو اللہ تعالی نے عالمی خلافت ان کی نسل میں ٹھہرائی۔ اللہ کی یہی سنت اس کے بندوں میں چلی آرہی ہے کہ جو کوئی اس کی رضا کے لئے کوئی چیز ترک کر دیتا ہے اللہ تعالی اسے یا اس کی ذریت میں سے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق کی اولاد میں انبیاء ورسل کی بڑی تعداد ہوئی ہے اور ان کی نبوت اپنے علاقوں اور قوموں تک محدود رہی جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف حضور اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کی نبوت ورسالت کسی خاص علاقے اور قوم کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم کو محیط ہے سو یہاں بھی دیکھئے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ائمہ کرام کی کثرت رہی اور وہ اپنے اپنے زمانہ میں مرجع خلائق رہے جبکہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں امام مہدی آئیں گے اور ان کی خلافت کسی خاص علاقے یا شہر کے لئے نہیں ہوگی آپ اس وقت دنیا بھر میں موجود تمام مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے

فكما ان غالب الانبياء كانوا من ذرية إسحاق فهكذا كان غالب السادة الا ئمة من ذرية الحسين وكما أن خاتم الانبياء الذى طبق أمره مشارق الارض ومغاربها كان من ذرية إسماعيل فكذلك الخليفة الراشد المهدى الذى هو آخر الخلفاء يكون من ذرية الحسن (فصل اهل البيت وحقوقهم ص ۴۷)

حضرت علامہ عبد الرؤف مناویؒ (۱۰۲۹ھ) نے فیض القدیر شرح جامع صغیر پر بھی یہ بات

اپنے انداز میں بیان فرمائی ہے

محدث شہیر حضرت ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ) نے بھی یہاں ایک بڑی نفیس بات لکھی ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ سب انبیاء بنی اسرائیل ان کی اولاد میں سے ہوئے اور ان کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ شرف عظیم نصیب ہوا کہ ان کی اولاد میں صرف خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا اور یہ ایک ہی خوبصورت اور چمکدار روشن ہیرا باقی تمام ہیروں پر فائق و ممتاز ہو گیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسینؓ کو جب یہ سعادت عطا کی کہ اس امت کے اکثر اولیاء اور ائمہ آپ کی اولاد میں ہوئے تو حضرت امام حسنؓ کو یہ شرف عطا کر دیا کہ ان کی اولاد میں حضرت امام مہدی پیدا فرمایا جو سب کے قائم مقام ہو کر خاتم الاولیاء ہوں گے۔ ملا علی قاری کی نفیس عبارت قابل ملاحظہ ہے

والاظهر انه من جهة الاب حسنی ومن جانب الام حسینی قیاسا علی ما وقع فی ولدی ابراهیم وهما اسمعیل واسحق علیهم الصلاة والسلام حیث کان انبیاء بنی اسرائیل کلهم من بنی اسحق وانما نبئی من ذریة اسمعیل نبینا صلی الله علیه وسلم وقام مقام الکل وعم العوض وصار خاتم الانبیاء فکذلك لما ظهرت اکثر الائمة وأکابر الامة من اولاد الحسین فناسب ان ینجبر الحسن بأن اعطی له ولد یکون خاتم الاولیاء ویقوم مقام ساء الاصفیاء علی انه قد قیل لما نزل الحسن رضی الله عنه عن الخلافة الصوریة کما فی ورد

Scanned with CamScanner

في منقبته في الاحاديث النبية أعطى له لواء الولاية المرتبة القطبية فالمناسب أن يكون من جملتها النسبة المهدوية المقارنة للنبوة العيسوية واتفاقهما على أعلاء كلمة الملة النبوية على صاحبها ألوف السلام وآلاف التحية (مرقات ج۱۰ص ۱۷۴)

زیادہ واضح بات یہ ہے کہ حضرت مہدی باپ کی جانب سے حسنی جبکہ ماں کی جانب سے حسینی ہوں گے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادوں میں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے بارے میں ہوا کہ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق کی اولاد میں پیدا ہوئے جبکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے اور تمام انبیاء کے (سرتاج اور) قائم مقام بن گئے پس اسی طرح امت کے اکثر اکابر اولیاء ومشائخ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہوئے تو مناسب ہوا کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں ایک ایسا فرزند جلیل آئے ہو خاتم الاولیاء ہو کر تمام اولیاء کے قائم مقام ہو جائے

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جب حضرت حسنؓ جب ظاہری خلافت سے علیحدہ ہو گئے جیسا کہ احادیث نبوی میں مذکور ہے تو انہیں مرتبہ قطب کا جھنڈا دیا گیا پس مناسب یہ ہے کہ نبوت عیسویہ کے مقارن ان کو نسبت مہدویہ دی جائے اور پھر ان دونوں سے حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی سربلندی ہو۔

حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ الباری ایک اور مقام پر یہی بات ایک اور انداز میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ جب حضرت حسنؓ نے مسلمانوں کو انتشار سے بچانے کے لئے ترک خلافت کی تو اللہ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور اللہ نے اس کے انعام میں آپ اور آپ کی اولاد میں قطبیت کبری کا سلسلہ قائم کر دیا آپ اس سلسلے کے اول ہوئے درمیان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہوئے اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے آپ لکھتے ہیں

لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الاما الحسن ابن سیدنا علی رضی الله عنهما لما ترك الخلافة لما فیها من الفتنة والافة عوضه الله سبحانه وتعالی القطبیة الکبری فیه وفی نسله وکان رضی الله عنه القطب الاکبر وسیدنا السید الشیخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمهدی خاتمة الاقطاب (نزهة الخاطر الفاتر فی ترجمة سیدی الشریف عبدالقادر ص ٦)

مجھے بعض اپنے بزرگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے جب مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور آفت کے اندیشہ کے پیش نظر خلافت چھوڑ دی تو اللہ تعالی نے اس کے عوض ان میں اور ان کی نسل میں قطبیت کبری رکھ دی حضرت امام حسنؓ خود پہلے قطب اکبر ہوئے اور درمیان میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی ہوئے اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے۔

حضرت امام حسنؓ کے ترک خلافت کا مقصد اللہ کی رضا اور مسلمانوں کو خونریزی سے بچانا تھا آپ نہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی تلواریں ایک دوسرے پر اٹھیں مگر آپ کی جماعت میں شامل کئی کالی بھیڑیں تھیں جن کی خواہش تھی کہ آپ خلافت سے دست بردار نہ ہوں اور مسلمان آپس میں لڑ پڑیں جب وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام ہو گئے تو انہوں

Scanned with CamScanner

نے اپنے طعن و تشنیع کے تیر حضرت حسنؓ کی طرف کر دیئے یہ وہی لوگ تھے جو کبھی آپ کو اپنا ہیرو سمجھتے اور آپ پر اپنی جان فدا کرنے کا دعوی کرتے تھے اور اب آپ کو برسر عام برا کہتے انہیں ذرا حیاء نہ آئی حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

وجعل كلما مر بحى من شيعتهم يبكتونه على ما صنع من نزوله عن الامر لمعاوة وهو فى ذلك هو البار الراشد الممدوح وليس يجد فى صدره حرجا ولا تلوما ولا ندما بل هو راض بذلك مستبشر به وان كان قد ساء هذا خلقا من ذويه واهله وشيعتهم ولا سيما بعد ذلك بمدد وهلم جرا الى يومنا هذا والحق فى ذلك اتباع السنة ومدحه فيما حقن به دماء الامة كما مدحه على ذلك رسول الله ﷺ ولله الحمد والمنة (البدايہ ج۸ ص۱۶)

آپ (اس دستبرداری کے بعد) جب کبھی اپنے محلّہ اور شیعوں کے پاس سے گذرتے تو وہ آپ پر ملامت آمیز فقرے کہتے کہ آپ نے معاویہؓ کے حق میں کیوں دستبرداری قبول کی آپ ایک عالی ظرف کریم النفس اور ہر دلعزیز شخصیت تھے آپ نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا آپ اپنے دل میں نہ کسی کے لئے کوئی کینہ رکھتے تھے اور نہ کسی ملامت کا جواب دیتے تھے اور نہ اپنے کئے پر شرمندہ تھے بلکہ آپ اس سے خوش تھے اگرچہ یہ بات بہت سوں کو اچھی نہ لگی تھی جن میں خاندان کے بعض افراد بھی تھے اور ان کے جانثار و محب بھی ۔اور یہ بات اس دن سے آج تک جاری ہے اور اس بارے میں حق یہ ہے کہ آپ نے سنت کی راہ اپنائی اور آپ تعریف کے مستحق تھے اور ہیں کہ امت کے

افراد کو خونریزی سے بچایا جیسا کہ حضور ﷺ نے ان کی مدح میں پیشگوئی فرمائی تھی۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کے خلیفہ راشد ہونے میں کوئی شک نہیں۔

والدليل على انه أحد الخلفاء الراشدين الحديث الذى أوردناه فى دلائل النبوة من طريق سفينة مولى رسول الله ﷺ ان رسول الله ﷺ قال الخلافة بعدى ثلاثون سنة ثم تكون ملكا وإنما كملت الثلاثون بخلافة الحسن بن على فانه نزل عن الخلافة لمعاوية فى ربيع الاول من سنة احدى وأربعين وذلك كمال ثلاثين سنة من موت رسول الله ﷺ فانى توفى فى ربيع الاول سنة احدى عشرة من الهجرة وهذا من دلائل النبوة صلوات الله وسلامه عليه وسلم تسليما (البدایہ ج ۸ ص ۱۶)

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

آخر الخلفاء بنصه (ازالۃ الخفاء ص ۱۴۴)

حافظ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

هو آخر الخلفاء الراشدين بنص جده ﷺ (صواعق محرقہ ص ۱۳۶)

آپ اپنے جد امجد حضور ﷺ کی نص کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں

حضرت حسنؓ کی مدت خلافت تقریباً چھ ماہ کے قریب رہی اور اس پر حضور ﷺ کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی

ولى الخلافة بعد قتل أبيه بمبايعة أهل الكوفة فاقام بها ستة أشهر

Scanned with CamScanner

وأياما خليفة حق وإمام عدل وصدق تحقيقا لما أخبربه جده الصادق المصدوق ﷺ بقوله الخلافة بعدى ثلاثون سنة فان تلك الستة الأشهر هى المكملة لتلك الثلاثين فكانت خلافته منصوصا عليها وقام عليها إجماع من ذكر فلا مرية فى حقيتها۔ (صواعق محرقہ ص۱۳۶)

اپنے والد (حضرت علیؓ) کی شہادت کے بعد اہل کوفہ کی بیعت سے آپ خلیفہ ہوئے اور چھ ماہ اور کچھ دن تک خلیفہ رہے آپ خلیفہ برحق امام عادل اور صادق ہیں اور اپنے جد امجد کی پیش گوئی کو پورا کرنے والے ہیں جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اگر یہ چھ ماہ ان تیس سالوں کی تکمیل کرنے والے ہیں تو آپ کی خلافت منصوص ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اس کے برحق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

مفسر شہیر علامہ ابوبکر محمد بن العربی المالکیؒ (۵۴۳ھ) نے کیا خوب لکھا ہے

فنفذ الوعد الصادق فى قوله ﷺ الخلافة فى أمتى ثلاثون سنة ثم تعود ملكا وكانت لأبى بكر وعمر وعثمان وعلى وللحسن منها ثمانية أشهر لاتزيد ولا تنقص يوما فسبحان المحيط لا رب غيره (احکام القرآن ج۴ ص ۱۷۲)

حضور اکرم ﷺ کا یہ سچا وعدہ صحیح ثابت ہوا کہ خلافت میری امت میں تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہوگی چنانچہ خلفائے راشدین اور حضرت حسنؓ کی خلافت کا دور شمار کریں تو تیس سال سے نہ ایک دن زیادہ ہوتے ہیں اور نہ کم

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو کر اپنے گھر والوں کے ساتھ مدینہ آگئے اور مدینہ منورہ ہی میں گوشہ عافیت اختیار کر لیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں آپ کے علم و فضل سے فیضیاب ہوتی رہی اس دوران حضرت امیر معاویہؓ آپ کو ہر سال ایک لاکھ درہم بھیجا کرتے تھے

وأجرى عليه معاوية في كل سنة الف الف درهم (اصابہ ج ۱ ص ۳۳۰)

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

وكان عطاؤه في كل سنة مائة الف (البدایہ ج ۸ ص ۴۰ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

حضرت معاویہؓ آپ کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ بھیجا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ پر کچھ قرض ہے حضرت حسنؓ نے کہا کہ ہاں میں مقروض ہوں آپ کے پوچھنے پر انہوں نے قرض کی رقم ایک لاکھ درہم بتائی چنانچہ حضرت معاویہؓ نے آپ کو تین لاکھ درہم دئے اور فرمایا

مائة ألف لقضاء دينك ومائة الف تقسيمها في أهل بيتك ومائة الف لخاصة بذانك (کتاب الانساب والاشراف ص ۸۴)

ایک لاکھ آپ کا قرض اتارنے کے لئے ایک لاکھ اپنے گھر والوں میں تقسیم کریں اور ایک لاکھ خاص آپ کی اپنی ذات کے لئے ہے۔

عبداللہ بن بریدہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آج میں آپ کو اتنا دوں گا کہ اس سے پہلے کسی نے آپ کو نہ دیا ہو گا اور نہ کوئی اس کے بعد آپ کو دے گا چنانچہ آپ نے انہیں چار لاکھ دئے

Scanned with CamScanner

لاجيزنك بجائزة لم أجز بها أحدا قبلك ولا اجيز بها أحدا بعدك من العرب فأجازه بأربع مائة الف فقبلها (الناهية ص ۲۷ طبع استنبول المصنف لابن ابی شیبہ ج ٦ ص ۱۸۸۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۶۹)

ایک سال آپ کا کسی وجہ سے حضرت معاویہؓ کے پاس جانا نہ ہوا اور نہ ان کی جانب سے سالانہ تحفہ موصول ہوا تو آپ نے چاہا کہ انہیں خط لکھ کر متوجہ کیا جائے اس دوران آپ کو نیند آگئی خواب میں نانا جان رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ نے فرمایا اے حسن کیا تم اپنی ضرورت کے لئے ایک مخلوق کو خط لکھنا چاہتے ہو تم اپنے رب سے کیوں طلب نہیں کرتے ؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھ پر قرض بہت بڑھ گیا ہے اس پر پریشان ہوں آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یہ دعا پڑھو

اللهم انى اسئلك من كل أمر ضعفت عنه قوتي وحيلتي ولم تنته إليه رغبتي ولم يخطر ببالي ولم يبلغه أملي ولم يجر على لساني من اليقين الذى أعطيته أحدا من المخلوقين الأولين والمهاجرين والآخرين إلا خصصتني يا أرحم الراحمين

اے اللہ میں آپ سے ہر وہ چیز مانگ رہا ہوں جو میری طاقت اور وسائل سے باہر ہے اور ہر وہ چیز جس تک میری رغبت نہیں پہنچ سکتی اور نہ وہ میرے دل میں کھٹکی ہے اور ہر وہ چیز جس تک میری امید نہیں پہنچی اور نہ وہ میری زبان پر آئی ہے (اے اللہ) جو یقین تو نے کسی بھی مخلوق کو دیا ہے چاہے وہ پہلے لوگوں میں ہو یا مہاجرین میں یا دوسرے لوگوں میں اے ارحم الراحمین وہ مجھے بھی عطا فرما۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی تو وہ دعا مجھے اچھی طرح یاد تھی میں یہ دعا

Scanned with CamScanner

پڑھتا رہا اور اس دوران حضرت معاویہ کو میری یاد آئی اور ان کو بتایا گیا کہ حضرت حسنؓ ایک سال نہیں آئے تو انہوں نے دو لاکھ درہم دینے کا حکم دیا (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۸)

ایک مرتبہ جب آپ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے تین لاکھ درہم دینے کا حکم فرمایا وأمر له بثلاث مائة الف (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۷)

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ کے پاس تقسیم کے لئے نقدی موجود تھی مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں لوگوں نے بتایا کہ آپ مکہ مکرمہ گئے ہوئے ہیں چنانچہ آپ وہ ساری نقدی لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے وہاں آپ نے حضرت امام حسنؓ سے ملاقات کی اور کہا کہ ابو محمد (حضرت حسنؓ کی کنیت) میں مدینہ منورہ آیا تھا کچھ نقدی بھی موجود تھی میں اسے تقسیم کرنا چاہتا تھا لیکن جب پتہ چلا کہ آپ مکہ مکرمہ آئے ہوئے ہیں تو وہ سب نقدی لے کر میں یہاں آگیا آپ اسے جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین۔ اللہ آپ کی قرابت داری میں مزید صلہ رحمی پیدا فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے (ماخوذ از سیرت حضرت امیر معاویہ ج ۱ ص ۵۵۶)

مناقب شہر بن آشوب شیعی (ھ) سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ سے سالانہ ۵۰ لاکھ درہم لیا کرتے تھے (دیکھئے کتاب مذکور ج ۴ ص ۳۳)

معروف شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد الدینوری (۲۸۲ھ) کا اعتراف دیکھئے

ولم یر الحسن ولا الحسین طول حیاة معاویة منه سوء فی أنفسهما ولا مکروها ولا قطع عنهما شیئا مما کان شرط لهما ولا تغیر لهما عن بر (الاخبار الطوال ص ۲۲۵)

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے پوری زندگی حضرت معاویہؓ سے اپنے حق میں کوئی بد خواہی نہ دیکھی نہ ان کا اپنے بارے میں کوئی ناپسندیدہ عمل دیکھا نہ حضرت معاویہؓ نے کوئی ایسی بات جس پر آپ نے انہیں عہد دیا تھا توڑ دی اور نہ ہی ان دونوں کے ساتھ آپ نے کسی نیکی میں دریغ کیا (ماخوذ از عبقات ص ۳۹۰)

شیعہ عالم علامہ ابن الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں اور ملا باقر مجلسی شیعی نے جلاء العیون میں امام جعفر صادق کے حوالہ سے بھی ان تحائف کا ذکر کیا ہے جو حضرت امیر معاویہؓ کی جانب سے سیدنا حضرت حسنؓ کو ملتے رہے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوفہ کے خزانے میں سے پچاس لاکھ درہم سیدنا حضرت حسنؓ کو ادا کیے اسی طرح دارابجرد کے علاقے کی سالانہ آمدنی بھی ان کے نام مقرر کر دی اور یہ سب کچھ انہیں ان کی وفات تک ملتے رہے (دیکھئے البدایہ ج ۸ ص ۴۲)

حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ آپ کے خلافت سے دستبرداری کے فیصلے پر لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ نے معاویہؓ سے صلح اور ان کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا جو فیصلہ فرمایا وہ برمحل اور بروقت تھا جس طرح کہ حضرت حسینؓ نے یزید بن معاویہؓ کے معاملہ میں جو موقف اختیار کیا وہ بھی اپنی جگہ اور اپنے وقت پر بالکل حق بجانب تھا کیونکہ حالات ماحول زمان و مکان جن میں حوادث پیش آتے ہیں وہ اپنے اندر ایک خاص ڈگری کی گرمی یا سردی رکھتے ہیں اور حالات و ماحول اور وقت کی نزاکت اور حالات کی شدت دیکھ کر انسان کسی فیصلہ پر پہنچتا ہے اور وقت کے تقاضے کو پورا کرتا ہے ہر جگہ اور ہر حالت میں ایک ہی عمل روا نہیں

Scanned with CamScanner

رکھا جاسکتا حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے یزید کے درمیان سیرت واخلاق رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دیکھنے صحبت اٹھانے اور اسلام میں ان کی خدمات کو سامنے رکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

حضرت معاویہؓ سے جنگ جاری رکھنے کا نتیجہ صرف مسلمانوں کے درمیان خون ریزی اور کبھی نہ ختم نہ ہونے والی جنگ ہوتا اسلامی معاشرہ جو اس وقت تک اندرونی انتشار اور بیرونی خطروں سے دوچار تھا کشیدگی اور کشمکش کا شکار رہتا اور ہر وقت امکان تھا کہ بغاوت پھر بد عہدی اور دھوکہ بازی کی صورت پیش آئے حضرت حسنؓ دوسروں کی بہ نسبت عراقی فوجوں کی نفسیات سے زیادہ واقف تھے جن کو ان کی اور ان کے والد ماجد کی حمایت کرنے کا دعوی تھا ایک سے زیادہ بار یہ فوج ان کے عظیم المرتبت والد ماجد کا عین وقت پر ساتھ چھوڑ چکی تھی اور مستقل مزاجی اور پامردی سے جنگ کے بجائے فرار و فریب کا راستہ اختیار کر چکی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کے ہاتھ جو جھیلا اور جس طرح یہ لوگ نافرمانی خودرائی اور نفس پرستی کی راہ پر لگے رہے حضرت حسنؓ کے سامنے کل کی بات اور عینی مشاہدہ تھا (المرتضٰی ص ۳۴۷)

سیدنا امام حسنؓ نے مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کو کس خوبصورتی سے دور کرنے کی کوشش کی اور ان میں پھر سے پیار اور محبت کا چراغ کس خوبصورت انداز میں روشن کیا اس کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے

شعیب بن یسار کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسنؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے بیٹے کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں ایک خاص ضرورت کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں امید ہے کہ

Scanned with CamScanner

آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے انہوں نے کہا فرمایئے آپ نے کہا کہ میں آپ کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ یہ رشتہ قبول فرمالیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے یہ رشتہ طلب کیا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ جب میں آپ کی خدمت میں آگیا ہوں تو مجھے ناکام نہ لوٹائیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا جب اس بات کی خبر حضرت معاویہؓ کو ملی تو انہوں نے مروان کو لکھا کہ انہیں اختیار دے دو وہ جہاں چاہیں رشتہ طے کریں چنانچہ انہوں نے حضرت حسنؓ کو پسند کیا اور حضرت معاویہؓ نے اس رشتہ کو برقرار رکھا (طبقات ج۱ص ۲۹۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنگ جمل میں آپ حضرت علی مرتضیٰؓ کے فریق مقابل تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے باوجود بہت سے لوگ اس کوشش میں لگے رہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت طلحہؓ کو ایک دوسرے کے خلاف دکھایا جائے اور نفرت وعدوات کی کہانی گھڑی جائے مگر حضرت حسنؓ نے حضرت طلحہؓ کی صاحبزادی سے شادی کرکے ان کی ان ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا اور حضرت امیر معاویہؓ نے بھی اس رشتہ کو بخوشی برقرار رکھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان نفرت وعداوت دکھاتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

☆...... سیدنا حضرت حسنؓ کی شہادت

عبداللہ بن طلحہؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے

Scanned with CamScanner

درمیان قل هو الله أحد لکھا ہوا ہے آپ نے گھر والوں کو یہ خواب سنایا تو وہ اس خواب سے خوش ہوئے لیکن حضرت سعید بن میتبؒ نے خواب سن کر کہا کہ اگر آپ کا خواب درست ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں چنانچہ آپ اس کے تھوڑے دنوں بعد انتقال فرما گئے۔

فقال مابقي من أجله فما بقي إلا أيام حتى مات (البدایہ ج ۸ ص ۴۲ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات زہر دئے جانے کی وجہ سے ہوئی تھی علامہ عزالدین ابن اثیرؒ کا کہنا ہے کہ یہ زہر ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا تھا۔ (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۰) تاہم حافظ ابن کثیرؒ نے (البدایہ ج ۸ ص ۴۳) علامہ ابن خلدونؒ نے (مقدمہ ج ۲ ص ۵۲۷) میں اسے من گھڑت بتایا ہے سو یہ بات پختہ طور پر نہیں کہی جاسکتی کہ آپ کو زہر کس نے دیا تھا

حضرت حسینؓ کے بار بار پوچھنے کے باوجود آپ نے کسی کا نام نہیں لیا اور کہا کہ اگر تو وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ اس سے خود بدلہ لے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ پکڑا جائے (دیکھئے مروج الذهب ج ۳ ص ۵ للمسعودی شیعی) آپ کی وفات زہر دئے جانے کی وجہ سے ہوئی اور آپ مقام شہادت پر فائز ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

انه مات مسموماوهذا شهادة له وكرامة في حقه لكن لم يمت مقاتلا (منهاج ج ۴ ص ۴۲)

تاہم شیعہ عالم احمد بن علی بن حسین (۸۲۸ھ) کا بیان ہے کہ آپ کی وفات بیماری کے

Scanned with CamScanner

باعث ہوئی تھی اور آپ نے ۴۰ دن اسی بیماری میں گزارے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے

فبقي عليه السلام مريضا أربعين يوما (عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۶۴)

آپ کا انتقال ۵ ربیع الاول ۴۹ ہجری (یا ۵۰ھ) کا ہوا اس وقت آپ کی عمر ۴۷ سال کی تھی

حضرت حسنؓ کی خواہش تھی کہ وہ حضور ﷺ کے قریب دفن ہوں آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت مانگی حضرت عائشہؓ نے اجازت مرحمت فرمادی تو آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد دوبارہ پوچھ لینا اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک۔ نہ ملے تو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دینا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں بنو امیہ مزاحم نہ ہوں

جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ پر کچھ گھبراہٹ سی طاری ہوئی حضرت حسینؓ پاس ہی تھے انہوں نے پوچھا کہ یہ گھبراہٹ کیسی ؟ آپ تو حضور ﷺ اور اپنے والد حضرت علیؓ کے پاس جارہے ہیں آپ اپنی نانی حضرت خدیجہؓ اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ اپنے ماموں قاسم وطاہر اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ و جعفرؓ سے ملنے جارہے ہیں یہ سن کر آپ کو کچھ سکون ملا (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰) پھر آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے کہا

أی أخی انی داخل فی أمر الله من أمر الله تعالى لم أدخل فی مثله وأرى خلقا من خلق الله لم أر مثله قط (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۵۴ للمزی۔ تاریخ ص ۱۴۸)

اے میرے بھائی میں اس امر الہی میں داخل ہورہا ہوں جہاں پہلے کبھی جانا نہیں ہوا اور میں اس مخلوق الہی کو دیکھ رہا ہوں کہ اس جیسی مخلوق اس سے پہلے

Scanned with CamScanner

نہیں دیکھی۔

آپ نے اس وقت گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے گھر کے صحن میں لے چلو تاکہ میں آسمانوں کی بادشاہت میں غور کروں لوگوں نے آپ کا بستر صحن میں نکالا آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا

اللهم إنى أحتسب نفسى عندك فانها أعز الأنفس على قال فكان مما صنع الله له أنه أحتسب نفسه عنده (البدایہ ج ۸ ص ۴۳)

اے اللہ میں اپنے نفس کے متعلق تجھ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھے سب سے عزیز تر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کے متعلق اللہ سے ثواب کی امید لگائی۔ (ج ۸ ص ۹۸۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷۹)

انتقال کے بعد حضرت حسینؓ نے حسب ارشاد حضرت عائشہؓ سے دوبارہ اجازت چاہی آپؓ نے اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا کہ مجھے یہ بات بہت خوشی سے منظور ہے

فقالت نعم و كرامة (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۰)

تاہم سیدنا حسنؓ کا اندیشہ درست ثابت ہوا گورنر مدینہ مروان نے اس بارے میں مزاحمت کی حضرت ابو ہریرہؓ کو معلوم ہوا تو آپ سامنے آگئے اور کہا کہ کیا ظلم ہے کہ حضرت حسنؓ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے سے روکا جارہا ہے دونوں طرف بات بڑھنے لگی تھی کہ حضرت حسنؓ کی وصیت یاد کرائی گئی کہ میری وجہ سے مسلمانوں میں انتشار نہ ہو چنانچہ حضرت حسینؓ نے بات وہیں روک لی اور آپ کی وصیت کے پیش نظر آپ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔

Scanned with CamScanner

آپ کی نماز جنازہ سعید بن العاصؓ نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے حالانکہ حضرت امام حسینؓ وہاں موجود تھے آپ نے کہا کہ میں حضرت حسنؓ کی نماز جنازہ پڑھاتا مگر چونکہ سنت یہ ہے کہ امیر شہر پڑھائے اس لئے وہی پڑھائیں گے

عن اسماعيل بن رجاء عمن رأى الحسين بن علي يقدم سعيد بن العاص ليصلي على أخيه وقال لولا أنه من السنة ما قدمتك (الذرية الطاهرة النبوية ص ۷۲ لابی بشر الدولابی المتوفی ۳۱۰ھ)

لما مات الحسن بن علي قدم اخوه الحسين بن علي أمير المدينة للصلاة عليه وقال لو لا انها السنة لما قدمتك والحسين أفضل من ذلك الامير الذى أمره أن يصلي على أخيه لكن لما كان هو الامير (منهاج السنۃ ج ۴ ص ۲۸۱)

آپ کے جنازہ پر پورا مدینہ امنڈ آیا تھا لوگوں نے اتنا بڑا جنازہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اگر اوپر سے سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ کثرت ازدحام کی بناء پر زمین پر نہ گرتی (تہذیب الکمال ص ۸۹ للمزی)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے معلوم نہیں کہاں یہ منظر دیکھ لیا کہ

جمیع زنان آنحضرت جن کو طلاق دی تھیں عقب جنازہ پابرہنہ آئی تھیں اور گریہ وزاری کرتی تھیں (جلاء العیون ج ۱ ص ۳۹۹)

حضرت حسنؓ کے انتقال سے مدینہ منورہ پھر ایک بار رنج و غم میں ڈوب گیا حضرت ابوہریرہؓ مسجد میں کہہ رہے تھے کہ لوگو آج خوب رو لو کہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب دنیا سے رخصت ہو گیا ہے (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۱)

Scanned with CamScanner

حضرت ابو ہریرہؓ کو آپ سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ آپ نے ان سے کہا کہ آپ اپنا کپڑا ہٹائیے میں اس جگہ بوسہ دوں جس جگہ کا حضور ﷺ نے بوسہ لیا تھا چنانچہ حضرت حسنؓ نے کپڑا اہٹایا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اس جگہ بوسہ دیا۔ (مستدرک ج ۳ ص ۱۸۴ البدایہ ج ۸ ص ۳۶)

حضرت امام حسنؓ کے انتقال کی خبر جب حضرت معاویہؓ کو ملی تو آپ کو اس کا بہت افسوس اور دکھ ہوا اس وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت معاویہؓ نے ان سے حضرت حسنؓ کے انتقال پر بہت اچھی طرح تعزیت فرمائی (یعنی ان کے انتقال پر غم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعا فرمائی) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی اس تعزیت پر ان کا شکریہ ادا کیا

لما جاء الكتاب بموت الحسن بن على اتفق كون ابن عباس عند معاوية فعزاه فيه بأحسن تعزية ورد عليه ابن عباس ردا حسنا كما قدمناه (البدایہ ج ۸ ص ۳۰۴)

آپ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح کی مصیبت سے محفوظ رکھے اور آپ پر یہ غم ہلکا کر دے اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ جب تک آپ امیر المؤمنین ہیں اللہ ہم پر کوئی غم نہ لائے گا اور نہ ہمیں کوئی تکلیف و مصیبت ہو گی

لا يحزنني الله ولا يسوءني ما أبقى الله أمير المؤمنين (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۸)

حضرت حسنؓ کے کثیر الازواج ہونے کے باوجود آپ کی اولاد بعض نے چھ اور بعض نے دس لکھیں ہیں جن میں آٹھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆...... حضرات خلفائے ثلاثہ سیدنا حضرت امام حسنؓ کی نظر میں

حضرت امام حسنؓ نے جب سے شعور سنبھالا ہے اس وقت سے آپ نے یہی منظر دیکھا تھا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ ہمیشہ حضور ﷺ کے منظور نظر رہے ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو ان بزرگوں کا اکرام واحترام کرنے اور اپنے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو ان حضرات کی محبت اور اکرام کی تعلیم دیں اور حضرت سیدنا حسنؓ اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیں اللہ تعالی نے آپ کے دل پر ان بزرگوں کی عظمت پوری طرح کھول دی تھی ابو مریم کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا حضرت امام حسنؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے خطبہ میں کہا

یا ایها الناس رأیت البارحة فی منامی عجبا رأیت الرب تعالی فوق عرشه فجاء رسول الله ﷺ حتی قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء أبوبکر فوضع یده علی منکب رسول الله ﷺ ثم جاء عمر فوضع یده علی منکب أابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیده رأسه فقال رب سل عبادك فیم قتلونی قال فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی ألا تری مایحدث به الحسن قال یحدث بما رأی (حجۃ اللہ البالغۃ ج اص ۴۰۰ بحوالہ محدث ابو یعلی موصلی)

اے لوگو کل رات میں نے ایک نہایت عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالی کو عرش پر دیکھا پھر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابوبکر کے شانہ پر رکھ دیا پھر عثمان آئے اور (اس ہیئت کے ساتھ کہ) ان کے ہاتھ میں ان کا سر تھا اور انہوں نے کہا اے اللہ اپنے بندوں سے پوچھ کہ انہوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟ پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دیئے گئے۔

(حضرت علی مرتضیٰؓ اس خطبہ میں موجود تھے) کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کر رہا ہے آپ نے فرمایا جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہی تو بیان کر رہا ہے

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت عمرؓ کے کاموں کو وہ قبولیت و مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو جوں کا توں باقی رکھا تھا

لا أعلم عليا خالف عمر ولا غير شيئا مما صنع حين قدم الكوفة (

ایضاص ۴۰۱)

میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت نہیں کی اور نہ کوفہ میں آکر انہوں نے ان باتوں کو بدلا جو حضرت عمرؓ نے رائج کئے تھے۔

(نوٹ) سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کے آپس میں مخلصانہ تعلقات راقم الحروف کی کتاب ﴿ سیرت سیدنا عمر فاروقؓ ﴾ کی دوسری جلد میں ملاحظہ فرمایئے)

شیعہ علماء یہ بات بتاتے ہوئے کیوں ڈرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دو پوتیوں حضرت حفصہؓ اور حضرت ہندؓ کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادیاں کیں تھیں ملا باقر مجلسی شیعی لکھتا ہے

Scanned with CamScanner

تزوج الحسن حفصة بنت عبدالرحمن بن ابی بکر (بحارالانوار ج ۴۴ ص۱۲۶)

نہج البلاغۃ کے شارح ابن ابی الحدید شیعی نے زوجات امام حسنؓ کے بیان میں لکھا ہے

وتزوج هند ابنة عبدالرحمن بن ابی بکر (شرح ابن حدید ج ۴ ص ۸)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کے داماد تھے نیز یہ بات بھی شیعہ علماء سے مخفی نہیں کہ حضرت امام حسنؓ کی ایک صاحبزادی ام الحسن کا نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے (حضرت اسماءؓ کے بیٹے) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ہوا تھا اس سے شیعہ علماء کا یہ جھوٹ کھل جاتا ہے کہ یہ دونوں خاندان ایک دوسرے سے بہت دور دور تھے اور ان کے درمیان کبھی محبت کی رمق نہیں دیکھی گئی (معاذاللہ)

حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے ساتھ اپنے جس تعلق کی خبر دی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کو اسی محبت و عظمت کی نگاہ سے دیکھیں آپ ﷺ نے حسنین کریمینؓ کو اس دنیا کے مہکتے اور معطر پھول اور جنت کے جوانوں کے سردار فرمایا ہے۔اور حضرت حسنؓ کو بطور خاص سید فرما کر ان کے عظیم اور بلند مقام کی خبر دی ہے اللہ تعالی پوری امت کی جانب سے آپ کو بہترین جزادے اور اپنی رضا سے نوازے آمین

Scanned with CamScanner

نور العین من حیات سیدنا الحسین رضی اللہ عنہ

شہید کربلا

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى...... اما بعد

شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسینؓ حضور ﷺ کے نواسہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے جگر گوشہ ہیں۔ امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) آپ کے تعارف میں لکھتے ہیں

الحسين الشهيد الامام الشريف الكامل سبط رسول الله ﷺ وريحانته من الدنيا ومحبوبه ابوعبدالله الحسين ابن أمير المؤمنين ابى الحسن على بن أبى طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي القرشي الهاشمي (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۸۶)

حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (۴۳۰ھ) آپ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں

ريحانة رسول الله وشبيهه أذن رسول الله فى أذنه حين ولد سيد شباب أهل الجنة خامس أهل الكساء وابن سيدة النساء أبوه الزائد عن الحوض وعمه ذو الجناحين غذته أكف النبوة ونشاء فى حجر

Scanned with CamScanner

الاسلام أرضعته ثديي الايمان كان يشبه رسول الله ﷺ من عنقه الی كعبه خلقا ولونا وسماه حسينا (معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۹)

علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۳۰ھ) آپ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

الحسين بن علي بن أبي طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشي الهاشمي أبوعبدالله ريحانة النبي ﷺ وشبهه من الصدر الى ما أسفل منه ولما ولد أذن النبي ﷺ في أذنه وهو سيد شباب أهل الجنة وخامس أهل الكساء أمه فاطمة بنت رسول الله سيدة نساء العالمين إلا مريم عليها السلام (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۴)

آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت عباسؓ کی اہلیہ ام الفضل لبابۃ بنت الحارث ہلالیہؓ نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ کے بدن کا ایک حصہ کٹ کر ان کی گود میں آگرا ہے وہ اس خواب سے سخت پریشان ہوئیں اور حضور ﷺ کی خدمت میں گھبرائے ہوئے آئیں اور اپنا خواب سنایا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اچھا اور مبارک خواب ہے فاطمہ کے گھر لڑکا ہو گا اور وہ تمہاری گود میں آئے گا

رأيت خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما فيكون في حجرك

(مستدرک ج ۳ ص ۱۹۴)

اسد الغابۃ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب سیدنا حضرت امام حسنؓ سے متعلق تھا (دیکھئے ج ۲ ص ۱۴)

کچھ دنوں کے بعد حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسینؓ کی پیدائش ہوئی یہ شعبان ۴ ہجری کا واقعہ ہے آپ حضرت حسنؓ سے ایک سال بعد پیدا ہوئے شیعہ علماء کہتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

حضرت حسینؓ حضرت حسنؓ کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے

وولدت فاطمة الحسن والحسين وبينهما ستة أشهر (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۴۸ ملا باقر مجلسی شیعی)

کوئی فرزند ششماہی متولد نہیں ہوا کہ زندہ رہا ہو بغیر عیسی بن مریم اور حسین بن علی کے (جلاء العیون ج ۲ ص ۹۹۔ مجلسی شیعی)

حضور ﷺ کو جب حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاں دوسرے بچے کی پیدائش کی خبر ملی تو آپ تشریف لائے بچے کو دیکھ کر خوش ہوئے کان میں اذان دی (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸) تحنیک فرمائی (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰) نام پوچھا تو کہا گیا کہ حرب۔ فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسین ہوگا پھر آپ نے بچے کا عقیقہ کرنے (المصنف ج ۴ ص ۳۳۱) اور سر کے بال اتار کر اس کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کی ہدایت دی (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۶۶)

بعد ازاں آپ کو حضرت ام فضلؓ کے حوالہ کیا گیا اور جب تک آپ نے چلنا نہیں سیکھا تھا حضرت ام فضلؓ ہی ان کو دودھ پلاتی رہیں (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۶۹ للبیہقی) مستدرک حاکم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جناب یقطر کی اہلیہ نے بھی دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا تھا (طبری ج ۵ ص ۲۸۲)

(نوٹ) شیعہ علماء کے ہاں حضرت حسینؓ کی خوشخبری اور پیدائش کے متعلق حضرت فاطمہؓ پر کیا گزری اسے ان کی عجیب و غریب روایات میں دیکھئے۔ شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) امام جعفر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو ایک مولود کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اور تمہاری امت اس کو قتل کرے گی یہ سن کر حضور ﷺ نے کہا کہ اللہ سے کہو

کہ مجھے ایسے بچے کی ضرورت نہیں ہے ﴿ لا حاجة لی فی مولود ﴾ حضرت جبرئیل نے یہ بات خدا تک پہنچادی خدا نے دوبارہ وہی بشارت بھیجی حضور ﷺ نے پھر سے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ تیسری مرتبہ پھر اللہ نے وہی بشارت بھیجی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ خدا اس مولود کی اولاد میں امامت ولایت اور وصیت مقرر کرے گا تو حضور راضی ہوگئے پھر حضور نے یہ بات حضرت فاطمہ کو سنائی حضرت فاطمہ نے سن کر کہا کہ مجھے ایسے بچے کی حاجت نہیں حضور نے کہا کہ اللہ نے اس بچے کے ساتھ یہ دوسری بشارت بھی دی ہے تب حضرت فاطمہ راضی ہوئیں (اصول کافی ۲۹۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ حاملہ ہوئیں تو ان کو یہ حمل ناپسند لگا اور انہیں ان کی پیدائش بھی اچھی نہیں لگی

فلما حملت فاطمة بالحسين كرهت حمله وحين وضعته كرهت حمله (ایضا)

امام جعفر اس پر کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی گئی جس کو اپنے بچے کی ولادت ناگوار گزری ہو سوائے حضرت فاطمہؓ کے کہ ان کو حضرت حسین کی ولادت ناگوار گزری تھی

لم تر فی الدنيا أم تلد غلاما تكرهه ولكنها كرهته (ایضا)

قرآن کریم کی آیت ﴿حملته أمه كرها ووضعته كرها﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھی

فيه نزلت هذه الاية حملته أمه كرها ووضعته كرها (ایضا)

نیز اصول کافی کی روایت میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت حسینؓ نے نہ تو اپنی ماں

Scanned with CamScanner

کا دودھ پیا تھا اور نہ ہی کسی دوسری عورت کا۔ حضور جب اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھتے تو وہ ان انگوٹھوں کو چوس لیا کرتے تھے اور یہ ان کو دو تین دن کے لئے کافی ہو جایا کرتا تھا

ولم یرضع الحسین من فاطمة علیها السلام ولا من انثی (ایضا)

ہم شیعہ علماء کے ان بیانات سے ہرگز اتفاق نہیں کرتے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو حضرت حسینؓ کی ولادت ناگوار گزری تھی اور انہوں نے حضرت اپنی والد محترمہ کا دودھ پینے سے بھی انکار کر دیا تھا شیعہ علماء کو اس قسم کی روایات بیان کرنے سے پہلے کچھ تو سوچ لینا چاہئے

حضرت حسنؓ حضور ﷺ کے چہرہ انور سے بہت مشابہ تھے تو حضرت حسینؓ حضور ﷺ کے جسم مبارک سے مشابہ تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے دونوں شہزادوں کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں

من أراد أن ینظر إلی وجه رسول الله ﷺ من رأسه إلی عنقه فلینظر إلی الحسن ومن أراد أن ینظر إلی مالدن عنقه إلی رجلیه فلینظر إلی الحسین اقتسماه (رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج۲ ص ۲۳۰)

☆...... سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نانا جان کی نگاہ محبت میں

حضور ﷺ آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں آتے تو صرف حضرت حسنؓ سے کھیلتے اور انہیں پیار کرتے اور دعا دیتے جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو اب آپ دونوں بچوں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے ان کی خیر خیریت دریافت کرتے ان کو شفقت اور

Scanned with CamScanner

روحانیت سے بھرپور پیار عطا فرماتے ان سے کھیلتے ان کو گلے لگاتے سینہ مبارک سے چمٹاتے اور ان کو بوسے دیتے تھے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حسنؓ و حسینؓ حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر چڑھے کھیل رہے تھے جب میں نے پوچھا کہ یہ دونوں آپ کو اتنے عزیز ہیں تو فرمایا کیوں نہیں یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

حضور ﷺ ان بچوں کے رونے کی آواز پر تڑپ جاتے اور جب تک بچے چپ نہ ہوتے آپ کو بھی قرار نہ آتا تھا ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ان کا رونا مجھے بے چین کر دیتا ہے (ایضا) پھر آپ ﷺ نے انہیں اٹھالیا اور پیار کیا جب تک وہ چپ نہ ہوئے آپ گھر سے باہر نہیں نکلے (طبرانی ج ۳ ص ۱۱۶)

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرما رکھا تھا کہ انہیں (یعنی حضرت حسینؓ کو) رلانا نہیں۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تھے کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لے آئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب کسی کو اندر نہ آنے دینا اس دوران حضرت حسینؓ آگئے اور دروازہ بند دیکھ کر رونا شروع کر دیا حضرت ام سلمہؓ کو جب ان کے رونے کی آواز آئی تو انہوں نے فوراً دروزاہ کھول دیا حضرت حسینؓ اندر گئے اور سیدھے اپنے نانا ﷺ کی گود میں جابیٹھے (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۸۹)

حضرت ام الفضل کہتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آئی حضرت حسنؓ اس وقت بچے تھے اور آپ کی گود میں تھے اتنے میں حضرت حسن نے پیشاب کر دیا تو میں نے اسے ہلکا سا ہاتھ مارا (جس طرح ماں اپنے بچے کو پیار میں ہلکا ہاتھ مارتی ہیں) حضور ﷺ یہ

Scanned with CamScanner

دیکھ کر تڑپ اٹھے اور کہا کہ چلو رہنے دو اللہ تجھ پر رحم کرے اسے نہ مارو تکلیف ہو گی (مستدرک ج۱ص ۱۶۶)

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو دیکھا کہ حضرت حسینؓ رو رہے ہیں آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ حسینؓ کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے

ألم تعلمي أن بكاء ه يؤذيني (سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۷ ۱۴۸)

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں آرام فرما تھے اور دونوں بچے بھی سو رہے تھے اتنے میں حضرت حسینؓ کو پیاس لگی وہ بیدار ہو کر پانی مانگنے لگا حضور ﷺ فوراً اٹھ گئے اور مشکیزہ سے پانی لے کر حضرت حسینؓ کو پلانے ہی لگے تھے کہ حضرت حسنؓ بھی اٹھ گئے اور پانی پینے کے لئے آگے آئے اور کہا کہ مجھے پہلے پلائیں آپ ﷺ نے کہا بیٹا پہلے بھائی نے پانی مانگا ہے اسے پینے دو حضرت فاطمہؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا کہ کیا آپ کو حسینؓ زیادہ پیارے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو دونوں ہی پیارے ہیں البتہ پانی پہلے حسینؓ نے مانگا تھا اس لئے اسے دیا ہے (تاریخ ابن عساکر ج۴ ص ۳۱۷)

حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت قریب تھا اتنے میں آپ کے ہاں مروان آیا اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی ایک بات سے خفا ہوں اور وہ یہ کہ تم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی محبت و عقیدت میں حد سے بڑھ جاتے ہو (یعنی بہت زیادہ محبت کرتے ہو) راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس کی یہ بات سن کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ میں ان سے اتنی محبت کیوں رکھتا ہوں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ

ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسنؓ

Scanned with CamScanner

و حسینؓ بھی ہمارے ہمراہ تھے دوران سفر حضور ﷺ کو بچوں کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے اپنی سواری تیز کرلی اور حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ انہیں پیاس لگی ہے آپ ﷺ نے مشکیزہ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو اس میں پانی نہ تھا آپ نے قافلہ میں موجود لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے مشکیزوں کو دیکھا مگر ان میں بھی پانی نہ تھا سب ختم ہو چکا تھا

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ ان دو بچوں میں سے ایک بچہ مجھے دو حضرت فاطمہؓ نے تعمیل حکم کیا اور ایک بچہ آپ کو پکڑا دیا حضور ﷺ نے اس بچہ کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹالیا مگر بچہ کا رونا کم نہ ہوا تو حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک اس کے منھ میں رکھ دی جسے بچے نے چوسنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بچہ خاموش ہو گیا اور اس کی پیاس جاتی رہی پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے دوسرا بچہ طلب کیا اور اس کے ساتھ بھی ایسا عمل کیا یہاں تک کہ اس کی بھی پیاس جاتی رہی اور اس کا رونا ختم ہو گیا (درالسحابة فی مناقب القرابة والصحابة ص ۳۰۶ للشوکانی طبع لاہور)

ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اتنے میں دونوں بچے گرتے پڑتے مسجد میں آگئے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو منبر سے نیچے اتر آئے اور دونوں کو اٹھا کر منبر پر اپنے ساتھ بٹھالیا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

ایک مرتبہ آپ نماز ادا کر رہے تھے اور دونوں بچے قریب سے کھیل رہے تھے جب آپ سجدے میں گئے تو حضرت حسینؓ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضور ﷺ کی پیٹھ پر بیٹھ گئے حضور ﷺ نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک وہ آپ کی پیٹھ سے نیچے نہ اتر آئے (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۲)

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ حضور ﷺ کہیں جارہے تھے رستے میں دیکھا کہ حضرت حسینؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں آپ نے انہیں پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے کیا تو حضرت حسینؓ دوڑ پڑے آپ ﷺ یہ دیکھ کر مسکرا اٹھے اور ان کے پیچھے دوڑنے لگے اور جب وہ پکڑے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سے گلے لگالیا اور ان کا منہ چوم لیا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹۵)

اور فرمایا

حسين مني وأنا من حسين أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الاسباط (سنن ابن ماجہ ص ۱۴)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نکلے حال یہ تھا کہ حضور کے ایک کندھے پر حضرت حسنؓ اور دوسرے کندھے پر حضرت حسینؓ سوار تھے یہ منظر دیکھ کر ایک شخص کہنے لگا کہ آپ ان دونوں سے کس قدر محبت رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۲)

ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو دونوں بچے موجود نہ تھے آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں عرض کیا کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ باہر نکلے ہیں چنانچہ حضور ﷺ ان دونوں کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے اور پھر ان دونوں کو اس طرح کھیلتے ہوئے پایا کہ ان کے ہاتھ میں کھجور کا ایک ٹکڑا تھا (ایضا ص ۱۸۱)

آپ ﷺ حضرت حسینؓ کے بارے میں فرماتے تھے کہ حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے ہوں اللہ اس شخص سے محبت کرے جس نے حسینؓ کو محبوب رکھا حسینؓ تو اولاد میں سے ایک فرزند ارجمند ہے

Scanned with CamScanner

حسين مني وأنا من حسين أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الاسباط (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیسا تقدس ہے کہ حضور کے نور سے ان کو خاص تلبس ہے (الافاضات ج ۳ ص ۳۲)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپس میں کشتی لڑ رہے تھے حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا شاباش حسین ﴿ ھی حسین ﴾ حضرت فاطمہؓ نے سنا تو پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کہا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات حضرت جبرئیل کہہ رہے تھے

فقالت فاطمة لم تقول هي حسين فقال ان جبرئيل يقول هي حسين (الاصابہ ج ا ص ۳۳۲)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ روزانہ اپنے نانا جان ﷺ کی خدمت میں آجاتے تھے اور شام تک آپ کے پاس رہتے جب اندھیرا چھانے لگتا تو آپ حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے کہ جاؤ ان کو ان کی والدہ کے پاس پہنچادو

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اندھیرا چھا گیا تھا تو میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ کیا میں ان دونوں کو گھر پہنچا آؤں اتنے میں بجلی چمکی میں ان دونوں کو لے کر نکلا میں نے دیکھا کہ بجلی کی چمک اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ بچے اپنی والدہ کے پاس اندر داخل ہو گئے

﴿ قال فمكث ضوء ها حتى دخلا (مسند احمد ج ۲ ص ۵۱۳ دلائل

Scanned with CamScanner

النبوۃ ج۱ص ۷۶ للبیہقیؒ۔ مرقات ج۹ص ۳۹۷۰ طبع بیروت)

☆...... حضرت حسین شرف صحابیت سے مشرف ہیں

حضرت امام حسینؓ حضور علیہ کی صحابیت کے شرف سے بھی پوری طرح مالا مال تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم علیہ نے جو فضائل و خصائص حضرات صحابہ کرام کے بیان فرمائے ہیں حضرت حسینؓ ان سب فضیلتوں اور خصوصیات کے حامل تھے سو جو لوگ سیدنا حضرت حسینؓ کو صحابیت سے خارج کرنے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے آپ پر کیچڑ اچھالتے ہیں یاد رکھئے اس قسم کے لوگ ضرور کسی روحانی مرض کا شکار ہیں ان کی بات پر ہرگز دھیان نہ دینا چاہیئے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۴۰۳ھ) لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ کی صحابیت قرآن کی دلالت حدیث کی صراحت محدثین و مؤرخین اور اصولیین وغیرھا تمام طبقات کے اتفاق سے ثابت شدہ ہے تو قرآن وحدیث میں صحابہ کے جو مناقب و فضائل اور احوال و مقامات قلب وارد ہوئے ہیں وہ سب کے سب حضرت حسینؓ کے لئے بھی ثابت ہوں گے نیز صحابہ کے جو حقوق کتاب وسنت نے امت پر عائد کئے ہیں وہ سب کے سب حضرت حسینؓ کے بھی ماننے پڑیں گے اسی کے ساتھ صحابہ کے خلاف اور مخالف اقدام کرنے والوں کا جو حکم ہے وہ بھی بلا شبہ مخالفین حسینؓ پر عائد ہونا ناگزیر ہوگا سو جہاں تک مقام صحابیت کا تعلق ہے اسکی عظمت و جلالت کے

Scanned with CamScanner

ثبوت میں اللہ اور رسول سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے (شہید کربلا ص ۵۲)

☆...... حضرت حسینؓ خلفائے راشدین کے دور میں

حضرت حسینؓ سات سال کے تھے کہ حضور ﷺ کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا آپ حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں بہت کم عمر تھے تاہم حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ سے ان کے بارے میں اکثر پوچھا کرتے تھے اور جب ملاقات ہوتی تو آپ ان کو پیار فرماتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ذریعہ سے حضرت سیدہ فاطمہؓ تک اپنا ہدیہ بھی بھیج دیتے تھے عہد صدیقی میں حضرت خالدؓ بن ولیدؓ کے ہاتھوں مقام حیرہ فتح ہوا وہاں سے بہت سا مال حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں آیا ان میں طیلسان کی قیمتی چادریں بھی تھیں حضرت ابو بکرؓ نے حضرت حسینؓ کو ان میں سے ایک چادر عنایت کی

فوهب الطيلسان للحسين بن عليؓ (فتوح البلدان ص ۲۵۴)

(نوٹ) مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿ إزالة الضيق بسيرة سيدنا أبي بكر الصديقؓ ﴾ ملاحظہ کیجئے

☆...... حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت کے آخری ایام میں آپ سن شعور کو پہنچ چکے تھے حضرت عمر فاروقؓ ان کا خاص خیال رکھتے تھے اور ان کا دوسرں کی بہ نسبت بہت اکرام کرتے تھے آپ کے دل میں قرابت نبوی کی عظمت بہت زیادہ تھی

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے کہا کہ والد صاحب کسی ضروری کام میں مصروف ہیں خود مجھے بھی ملاقات کی

Scanned with CamScanner

اجازت نہیں ملی ہے حضرت حسینؓ واپس تشریف لے گئے جب آپ کی حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حسینؓ نے صورت حال عرض کی اور کہا کہ اس وجہ سے میں بھی واپس چلا آیا تھا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا آپ ابن عمرؓ کے درجہ میں ہیں؟ یعنی کیا تم اور ابن عمرؓ برابر کے درجہ میں ہو؟ نہیں...... تمہارا مقام اور ہے اس کا اور ہے جو کچھ ہمیں عزت ملی ہے یہ سب کچھ آپ کے گھرانے سے حاصل ہوئی ہے آپ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مقام کیسے حاصل ہوتا؟ ہمیں اس گھر کی غلامی پر ہی تو فخر ہے

وأنت عندی مثله وهل انبتت الشعر علی الرأس غیرکم (تاریخ عمر لابن جوزی ص ۱۶۴)

(نوٹ) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ کے درمیان محبت وعظمت کے رشتے کے سلسلے میں راقم الحروف کی کتاب ﴿ نور القمر بسيرة سيدنا عمرؓ ﴾ کی دوسری جلد ملاحظہ کیجئے

☆...... سیدنا حضرت عثمان غنیؓ بھی حضرات حسنین کریمینؓ کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے یوں بھی آپ ان کے خالو تھے کہ حضرات حسنین کریمینؓ کی دو خالہ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں تھیں حضرت عثمان غنیؓ ان پر صرف شفقت ہی نہیں حضور ﷺ کے نواسہ ہونے اور ان سے خصوصی محبت فرمانے کی بناء پر ان کی تعظیم بھی فرماتے تھے

حضرت عثمان غنیؓ ایک مرتبہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ساتھ حضرت حسینؓ کو بھی لے لیا تھا ان کے ہمراہ حضرت جعفرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی تھے راستہ میں حضرت حسینؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ نے چاہا کہ وہیں ان کے

Scanned with CamScanner

ساتھ رہیں مگر حضرت حسینؓ نے آپ کو قسم دے کر جانے کو کہا تو پھر آپ عمرہ کے سفر پر نکل پڑے اور حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی

حضرت امام حسینؓ نے عہد عثمانی میں ہونے والے بہت سے غزوات میں بھر پور حصہ لیا تھا اور آپ نے حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی خلافت پر بھر پور اعتماد رکھا تھا آپ حضرت عثمانؓ کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے تھے اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے اور خلیفہ اسلام کی جانب سے جو کچھ بھی ملتا تھا آپ اسے خوشی سے قبول فرماتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ میں خلافت عثمان کو غلط جانتا ہوں اس لئے نہ تو کسی غزوہ میں جاؤں گا اور نہ کوئی ساز و سامان اور وظائف لوں گا اور نہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا

☆......۲۶ ہجری میں طرابلس اور افریقہ کے علاقوں میں معرکہ لگا اس میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پوری طرح شریک تھے اس معرکہ میں عبداللہ نام کے چھ بزرگ بھی شریک تھے (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ۔ اس فوج کے سالار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ تھے

☆......۳۰ ہجری میں خراسان اور پیرستان کے علاقوں میں جہاد ہوا حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس میں بھی پوری طرح شریک رہے اس معرکہ میں بھی عبداللہ نام کے پانچ بزرگ شریک تھے (جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں) اس قافلہ کے امیر حضرت سعید بن العاص الامویؓ تھے

اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ دل کی گہرائیوں سے حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ راشد سمجھتے تھے اور ان کی اطاعت کو اسلام کی

Scanned with CamScanner

اطاعت ہی جانتے تھے اگر اس باب میں آپ کے دل میں ذرا سا کوئی شک ہو تا تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت امام حسینؓ کبھی ان معرکوں میں حصہ لیتے؟ اور ان فتوحات سے ملنے والے اموال اور وظائف کو کسی صورت لینا پسند فرماتے؟ نہیں......

شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب خراسان فتح ہوا تو وہاں کے رئیس کی دو لڑکیاں قید ہو کر آئی حضرت عثمانؓ نے ان میں سے ایک حضرت حسنؓ کو جبکہ دوسری حضرت حسینؓ کو دی تھی

البتہ شیعہ علماء کے اس جھوٹ کا کوئی علاج نہیں کہ حضرت امام حسینؓ یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر کرتے رہے یہ آپ کی ہوشیاری تھی کہ آپ نے دوغلی پالیسی اپنائے رکھی کسی کو پتہ نہ چلنے دیا کہ آپ اوپر سے کچھ ہیں اور اندر سے کچھ اور ہیں آپ اوپر سے تو ان کی بات ماننے کا ڈھونگ رچاتے تھے ان سے برابر تحفے اور وظائف لیتے ان کا ادب واحترام کرتے ان سے محبانہ سلوک کا مظاہرہ کرتے تھے مگر اندر سے پوری طرح ادھار کھائے بیٹھے تھے اور سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جب حضرت عثمانؓ سے ہماری جان چھوٹے گی تا آنکہ مرد مجاہد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا میدان میں نکلا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے مل کر ہمارے لئے سامان نجات پیدا کیا...... شیعہ علماء کے اس عقیدہ اور اس سوچ کو اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو خود ہی غور کر لیں کہ اس سے حضرت امام حسینؓ کی تصویر کیا نظر آتی ہے؟

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف برپا کی گئی بغاوت کے وقت حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ان کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور انہوں نے اپنی ممکنہ حد تک حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی اس میں وہ زخمی ہوئے مگر باغی اپنے مذموم مقاصد

Scanned with CamScanner

تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اس پر حضرت علیؓ کو بہت رنج تھا اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں سے اس پر سخت باز پرس بھی کی تھی اور حضرت حسنؓ کو طمانچہ بھی مارا اور حضرت حسینؓ کے سینہ پر بھی مارا تھا۔ شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتا ہے

قال لابنيه كيف قتل أمير المؤمنين وأنتما على الباب ولطم الحسن وضرب صدر الحسين (مروج الذهب ج ۲ ص ۳۴۵)

☆..... حضرت امام حسینؓ کا خلفائے ثلاثہ کی اقتداء کرنا

حضرت امام حسینؓ جب تک مدینہ منورہ میں رہے خلفاء ثلاثہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے اسی طرح بعد میں بھی جو حضرات مسجد نبوی میں بطور ائمہ خدمت سر انجام دیتے تھے آپ پورے اخلاص کے ساتھ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ ان کی اقتداء جائز نہیں اور نہ کبھی کہا کہ میں یہ نمازیں بطور تقیہ پڑھ رہا ہوں آپ کی اولاد نے ہمیشہ آپ کو ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے کبھی گھر آکر جماعت کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں نہیں لوٹائیں۔ حضرت امام باقرؒ اپنے اور اپنے والد حضرت امام زین العابدینؒ کے بارے میں کھل کر کہتے ہیں

انا لنصلی خلفهم فی غیر تقیة واشهد علی علیّ بن الحسین (زین العابدین) انه کان یصلی خلفهم فی غیر تقیة (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۱۰)

ہم تقیہ کے بغیر یہاں کے ائمہ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں اور میں گواہی

دیتا ہوں کہ میرے والد یعنی امام زین العابدین بھی بغیر تقیہ کے ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

☆...... حضرت امام حسینؓ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں

حضرت امام حسینؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے دور خلافت میں اپنے والد کے معاون بنے رہے اور آپ کی شہادت کے بعد اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ رہے حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے لیکن حضرت حسینؓ کا موقف حضرت حسنؓ سے مختلف تھا تاہم آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کی آپ ان کے تحت لڑی جانے والی لڑائیوں میں برابر داد شجاعت دیتے رہے ہیں
جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت نہ کی تھی وہ جھوٹ کہتے ہیں معلوم نہیں شیعہ ان روایات کا انکار کرنے پر بھی کیوں تل آئے ہیں جنہیں خود ان کے مستند علماء قبول کر چکے ہیں کیا جھوٹ اور محض انکار سے سے کبھی حقائق چھپ سکتے ہیں شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ جب بیعت کر چکے تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے کہا

قال للحسين قم فبايع فقام فبايع ثم قال يا قيس قم فبايع فالتفت الى الحسين عليه السلام ينظر ما يامره فقال يا قيس انه امامى يعنى الحسن عليه السلام (عوالم العلوم ص ۱۵۰ طبع قم۔ رجال کشی ص ۱۱۰۔ جلاء العیون ج ا ص ۳۹۸)

Scanned with CamScanner

کچھ لوگ چاہتے تھے اور دباؤ ڈال رہے تھے کہ حضرت حسینؓ اس بیعت کو توڑ دیں اور اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے موقف کو سرعام مسترد کر دیں مگر آپ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور آپ اپنی بیعت پر آخر تک قائم رہے آپ نے ان لوگوں سے کہا

انا قد بایعنا وعاهدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا (اخبار الطوال ص ۲۲۰)

ہم حضرت معاویہؓ کی بیعت کر چکے ہیں ان کے ساتھ عہد ہو چکا ہے اس بیعت کو توڑنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے ۔

آپ نے حضرت معاویہؓ کے نام ایک خط لکھ کر بھی انہیں پورا اطمینان دلا دیا تھا

فكتب اليه الحسين أتاني كتابك وأنا بغير الذى بلغك عنى جدير والحسنات لا يهدى لها إلا الله وما أردت لك محاربة ولا عليك خلافا (تہذیب ابن عساکر ج ۴ ص ۳۲۷)

حضرت حسینؓ نے لکھا کہ مجھے آپ کا خط ملا جو کوئی بات میری جانب سے آپ تک پہنچی ہے وہ میرے لائق نہیں ہے نیک کاموں کی طرف اللہ ہی ہدایت دیتے ہیں میرا آپ سے لڑائی کا ارادہ ہے نہ ہی آپ کی مخالفت مقصود ہے

جب حضرت حسنؓ وفات پا گئے تو وہی لوگ جو حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین صلح و مصالحت کو ناپسند کئے ہوئے تھے پھر ایک مرتبہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسینؓ کو خطوط لکھ کر حضرت معاویہؓ کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑنے پر ابھارا مگر آپ ان کی باتوں میں نہ آئے اور اپنے عہد کی پوری پاسداری رکھی آپ نے ان سے کہا ہمارے درمیان عہد معاہدہ ہو چکا ہے اب جب تک حضرت امیر معاویہؓ کی مدت خلافت ختم نہیں ہو جاتی ہم اپنے عہد کو کبھی نہ توڑیں گے۔ شیعہ کے معروف عالم شیخ مفید (محمد بن نعمان ۴۱۳ھ) کا

Scanned with CamScanner

بیان دیکھئے

لما مات الحسن علیه السلام تحرکت الشیعة بالعراق و کتبوا الی الحسین علیه السلام فی خلع معاویة والبیعته له فامتنع علیهم وذکر ان بینه وبین معاویة عهدا وعقدا لایجوز له نقضه حتی تمضی المدة (الارشاد ص ۱۸۲)

ایک مرتبہ کسی نے والی مدینہ کو بتایا کہ حضرت حسینؓ حضرت معاویہؓ کی مخالفت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ نے حضرت معاویہؓ تک یہ خبر پہنچادی حضرت معاویہؓ نے والی مدینہ کے نام خط لکھا کہ آپ فکر نہ کریں حضرت حسینؓ نے اخلاص کے ساتھ میری بیعت کی ہے اور وہ کبھی اپنے عہد سے بے وفائی نہیں کریں گے

لا تعرض للحسین فی شیء فقد بایعنا ولیس بناقض بیعتنا ولا محضر ذمتنا (اخبار الطوال ص ۲۲۴ـ از احمد بن داؤد دینوری شیعی متوفی ۲۸۲ھ)

☆...... حضرات حسنین کریمینؓ حضرت امیر معاویہؓ کی نگاہ میں

حضرت امیر معاویہؓ حضور ﷺ کے ان دونوں نواسوں کے ادب واحترام اور ان کی عقیدت وخدمت میں کبھی پیچھے نہیں رہے آپ کی جانب سے ان دونوں شاہزادوں کے لئے ایک بڑی رقم سالانہ بھیجی جاتی تھی اور حضرات حسنین کریمینؓ ان تحائف ووظائف کو خوشی قبول کرتے تھے اور اس سے اپنے گھر کی ضروریات کے علاوہ قرض بھی ادا کرتے اور اس سے غرباء ومساکین کی خدمت بھی کرتے تھے حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

فلما استقرت الخلافة لمعاوية كان الحسين يتردد إليه مع أخيه الحسن فيكرمهما معاوية إكراما زائدا ويقول لهما مرحبا وأهلا ويعطيهما عطاء جزيلا (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰)

جب حضرت معاویہؓ کی خلافت قائم ہو گئی تو حضرت امام حسینؓ اپنے بھائی حضرت سیدنا حسنؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے حضرت معاویہؓ ان دونوں بھائیوں کا بے حد اکرام فرماتے تھے اور انہیں خوش آمدید کہتے تھے اور انہیں بہت زیادہ عطیات دیا کرتے تھے

حضرت سیدنا حسنؓ کے انتقال کے بعد بھی حضرت امام حسینؓ ہر سال حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور حضرت معاویہؓ ان کا بہت زیادہ اکرام فرماتے تھے اور ان حضرات کی ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

لما توفى الحسن كان الحسين يفد إلى معاوية فى كل عام فيعطيه ويكرمه (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے نہ صرف یہ کہ انہیں خوش آمدید کہا بلکہ آپ کو تیس لاکھ درہم بھی دئے

مرحبا وأهلا يابن رسول الله وأمر له بثلاث مائة ألف (ایضاج ۷ ص ۱۳۷)

شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپر (۱۲۹۷ھ) نے بھی اس بات کا کھلا اعتراف کیا ہے

ومقرر داشت كه هر سال هزارهزار درهم ازبيت المال به حضرت او برند وبيرون اين مبلغ همواره خدمتش را به عروض وجوائز متكاثره مى داشت (ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۷۸)

حضرت معاویہؓ کا معمول تھا کہ وہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے
حضرت حسینؓ کی خدمت میں بھیجتے علاوہ ازیں بیش قیمت تحفے تحائف بھی
کثرت سے روانہ کرتے تھے

ایک دن حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں ایک سائل آیا اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں بال بچوں والا اور درویش آدمی ہوں آپ مجھے آج کا کھانا عنایت کیجئے حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ آج ہمارا وظیفہ آنے والا ہے وہ آجائے تو میں آپ کو دوں گا تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے پانچ تھیلیاں (ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے) قاصد نے آپ کی خدمت میں لاکر پیش کیں اور عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ معذرت فرمارہے تھے یہ مختصر سی مقدار ہے اسے آپ اپنے استعمال میں لے آیئے حضرت امام حسینؓ نے انہیں قبول فرما کر اس وقت وہ پانچوں تھیلیاں اسی سائل کو دے دیں اور اس سے معذرت بھی کی (سیرت امیر معاویہ ج ا ص ۵۵۹)

مرزا احمد تقی شیعی (۱۲۹۷ھ) لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ یمن سے لدا ہوا بیت المال کا سامان مدینہ سے گزر رہا تھا تو امام حسینؓ نے وہ سارا اتار کر خود رکھ لیا اور امیرؓ معاویہؓ کو لکھا کہ مجھے اس کی ضرورت تھی...... حضرت معاویہؓ نے جواب دیا کہ وہ مال ادھر آتا تو بھی میں آپ کو بھیج دیتا تاہم یقین رکھیں کہ مجھے آپ کے اس عمل سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے میں آپ کا مرتبہ جانتا ہوں اور یہ عمل معاف کرتا ہوں (ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۵۷ ماخوذ از ایمانی دستاویز ص ۷۵۶)

☆......ایک دن حضرت حسینؓ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک فقیر آپ کے دروازہ پر آیا اور اشعار کی صورت میں اپنے حاجت پیش کر کے امداد کا طالب ہوا آپ نماز پڑھ کر فوراً باہر

Scanned with CamScanner

آئے سائل کی حالت دیکھ کر غلام کو آواز دی کہ ہمارے خرچ اخراجات میں سے کچھ بچا ہو تو لے آؤ اس نے کہا کہ حضور دو سو درہم باقی رہ گئے ہیں جو گھر کی ضروریات کے لئے ہیں آپ نے غلام سے کہا کہ وہ سب لے آؤ ہمارے گھر والوں کی بہ نسبت یہ شخص زیادہ حقدار ہے پھر آپ نے وہ درہم اس سائل کو دے دئے (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۳۱ لابن منظور)

☆......مدینہ منورہ کے آس پاس حضرت علی مرتضیٰ کی ملکیت میں بہت سے چشمے تھے جو آپ نے اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کرر کھے تھے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے تھے ان میں سے ایک چشمہ البغیغات کے نام سے مشہور تھا یہ چشمہ جب حضرت امام حسینؓ کے حصہ میں آیا تو آپ نے اسے پچازاد بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کو دے دیا کہ اب وہ اس سے فائدہ اٹھائیں ایک عرصہ کے بعد پھر حضرت عبداللہؓ نے یہ چشمہ حضرت معاویہؓ کو فروخت کر دیا (تاریخ المدینۃ المنورہ ج ۱ ص ۱۳۸ لابن شبہ)

معروف شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے

قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی کہ ایک روز امام حسنؓ نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے فرمایا کہ جائزہ (یعنی وظیفہ) معاویہؓ کی جانب سے پہلی تاریخ کو تمہیں پہنچے گا جب پہلی تاریخ ہوئی جس طرح حضرت نے فرمایا تھا جائزہ معاویہ پہنچا ان دنوں امام حسنؓ بہت قرض دار تھے جو کچھ حضرت کے لئے اس نے بھیجا تھا اس سے اپنا قرضہ ادا کیا اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں میں تقسیم کر دیا اور امام حسینؓ نے بھی اپنا قرضہ ادا کیا اور جو کچھ باقی رہا اس کے تین حصے کئے ایک حصہ اہل بیت اور شیعوں کو دیا اور دو حصے اپنے

Scanned with CamScanner

عیال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا قرض ادا کیا اور جو باقی بچا وہ معاویہ کے ملازم کو انعام میں دیا اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو اس نے عبداللہ بن جعفر کے لئے بہت مال بھیجا (جلاء العیون مترجم ج ۱ ص ۲۵۹ لکھنو)

شیعہ عالم عبدالحمید بن بہاء الدین (۶۵۶ ھ) (ابن ابی الحدید) لکھتا ہے کہ

معاویہ زمین میں سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے دس دس لاکھ درہم لوگوں کو بطور عطیہ دئے وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہر سال دس دس لاکھ درہم دیتے تھے اسی طرح عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کو بھی اتنی ہی رقم دیا کرتے تھے (شرح نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۷۰۵)

☆.....امیر معاویہؓ کے عہد میں حضرت حسینؓ کا جہاد کے لئے جانا

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں جب اور جہاں جہاد کی ضرورت پیش آئی مسلمانوں نے اس میں بھر پور حصہ لیا ان نوجوانوں میں سے ایک حضرت حسینؓ بھی تھے
آپ نے کبھی نہیں کہا کہ میں ان معرکوں میں اس لئے حصہ نہیں لیتا کہ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے اور حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں میں سے نہیں (معاذ اللہ)
حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ ھ) لکھتے ہیں

لما توفی الحسن کان الحسین یفد إلی معاویة فی کل عام فیعطیه ویکرمه وقد کان فی الجیش الذی غزوا القسطنطنیة مع إبن معاویة یزید فی سنة إحدی و خمسین (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰)

حضرت امام حسینؓ ۵۱ ہجری میں غزوہ قسطنطنیہ کے موقع پر یزید بن معاویہؓ کے ساتھ لشکر میں بھی شامل تھے

شیعہ مؤرخ امیر علی حضرت حسینؓ کے متعلق لکھتے ہیں

He (Hazrat Hussain) had served with honour against the Christians in the siege of Constantinople. (History of Saracens P 84)

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہونے والے غزوات میں (۴۹ھ کا) غزوہ قسطنطنیہ بڑا مشہور معرکہ ہے اس میں حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت زبیرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ (البدایہ ص ج ۸ ص ۳۲) جیسے صحابہؓ شریک ہوئے تھے حضرت ابو ایوب انصاریؓ جیسی جلیل القدر شخصیت بھی اس غزوہ میں شریک رہی اور اسی غزوہ میں آپ کا انتقال ہوا تھا حضرت امام حسینؓ بھی اس غزوہ میں شریک تھے

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت حسنؓ کے بعد بھی حضرت حسینؓ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو صحیح سمجھتے تھے اور ان لشکروں میں پوری طرح شریک رہا کرتے جو مسلمانوں کے سربراہ کی جانب سے مختلف مقامات پر بھیجے گئے تھے

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

اس جہاد میں افواج اسلامی نے مدینہ منورہ سے تقریباً چار ہزار کلو میٹر کا فاصل عبور کیا اس لشکر میں حضرت حسن شامل نہ تھے آپ اس وقت وفات پا چکے تھے

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد بھی حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت سے برابر تعاون کرتے رہے ہیں

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت حسینؓ کوئی ہاشمی اموی تعصب نہ رکھتے تھے

اس لئے آپ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ جو اموی تھے ان کی خلافت کو

Scanned with CamScanner

اسلامی خلافت سمجھتے تھے اور ان کے زیر خلافت کیئے گئے جہاد کو اسلامی جہاد یقین کرتے تھے حضرت معاویہؓ بھی اموی تھے ان سے اموی خلافت کا آغاز ہوا آپ نے ان کی خلافت میں بھی جہاد میں حصہ لیا آپ نے ان کے ادوار میں تین معرکوں میں جہاد کرتے ہوئے تقریباً پندرہ ہزار کلو میٹر کے قریب زمین عبور کی (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۴۵)

☆......بنو ہاشم حضرت امیر معاویہؓ کی نگاہ میں

حضرت امیر معاویہؓ پر یہ الزام کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کے لئے بوجھ تھا سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے آپ بنو ہاشم کی سیادت و عظمت کا کھل کر اقرار کرتے تھے
ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ عزت و شرافت میں بنو امیہ کا مقام زیادہ ہیں یا بنو ہاشم کا؟ حضرت امیر معاویہؓ نے اس کے جواب میں کہا

کنا أكثر أشرافا وكانوا هم أشرف فيهم واحد لم يكن في بني عبد مناف مثل هاشم فلما هلك كنا أكثر عددا وأكثر أشرافا وكان فيهم عبدالمطلب لم يكن فينا مثله فما مات صرنا أكثر عددا وأكثر أشرافا ولم يكن فيهم واحد كواحدنا فلم يكن إلا كقرار العين حتى قالوا منا نبي فجاء نبي لم يسمع الأولون والآخرون بمثله محمد ﷺ فمن يدرك هذه الفضيلة وهذا الشرف؟ (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۸)

ہم بہت زیادہ اشراف والے ہیں اور وہ بھی اشرف ہیں ان میں ہاشم ایک ایسا

Scanned with CamScanner

آدمی ہے کہ بنی عبد مناف میں اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں جناب عبدالمطلب بھی تھے ان جیسا ہم میں کوئی نہ تھا جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں ایک بھی ہمارے ایک کی طرح نہ تھا اور ابھی ہماری آنکھ ٹکی بھی نہ تھی کہ ان میں اعلان ہوا کہ ہم میں نبی ہے اور نبی آیا جس کی مثل اولین و آخرین نے نہ سنا تھا یعنی حضرت محمد ﷺ پس یہ شرف اور فضیلت اب کسے حاصل ہو سکتی ہے؟

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے یہ دونوں شہزادے تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ کے ہاں ہمیشہ سے ہی قابل احترام واکرام مانے گئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں سے بہت پیار فرماتے تھے اور کھلے عام ان سے محبت رکھنے کو اپنے ساتھ محبت رکھنا فرماتے تھے رہی بات خود اہل بیت کے بزرگوں کی تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کے خلفائے کرام سے ہمیشہ عقیدت و محبت کے رشتے قائم رکھے تھے اور کبھی اس رشتہ پر کوئی آنچ نہیں آنے دی تھی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) ایک شیعہ عالم کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

والنقل الثابت عن جميع علماء أهل البيت من بني هاشم من التابعين وتابعيهم من ولد الحسين بن علي وولد الحسن وغيرهما انهم كانوا يتولون أبابكر وعمرو كانوا يفضلونهما على علي والنقول عنهم ثابتة متواترة (منهاج السنة ج ۷ ص ۳۹۶)

بنی ہاشم کے تمام علماء اہل بیت تابعین تبع تابعین جیسے حضرت حسن

Scanned with CamScanner

اور حضرت حسین کی اولاد وغیر ہم بلا شبہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی محبت
کا دم بھرتے تھے اور انہیں حضرت علی پر فضیلت دیا کرتے تھے اور ان سے یہ
بات تواتر کے ساتھ نقل ہو کر ہم تک پہنچی ہے (ترجمہ ج ۲ ص ۲۷۶)

☆...... حضرت امام حسینؓ حضرت ابو ہریرہؓ کی نگاہ میں

حافظ الحدیث سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ حضرت امام حسینؓ کو کس محبت و عقیدت کی نظر سے دیکھتے تھے اسے دیکھئے وہ لوگ جو یہ پراپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے کہ حضرت ابو ہریرہ کے دل میں امام حسینؓ کی محبت و عظمت نہ تھی وہ کم از کم یہ واقعہ تو پڑھیں۔

ایک مرتبہ آپ اور حضرت امام حسینؓ دور کسی جنازہ پر تشریف لے گئے واپسی پر ایک جگہ حضرت حسینؓ آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے ابو المہزم کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی چادر سے حضرت حسینؓ کے قدموں میں لگی غبار کو صاف کر رہے تھے (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۸۸)

حضرت حسینؓ نے ان سے کہا کہ آپ ایسا تو نہ کریں؟ حافظ الحدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے قسم کھا کر فرمایا

فو الله لو يعلم الناس منك ما أعلم لحملوك على رقابهم

اللہ کی قسم آپ کی جو فضیلت مجھے معلوم ہے اگر دوسروں کو اس کا پتہ چل جائے تو وہ آپ کو اپنے کندھوں اور گردنوں پر اٹھالیں (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹)

Scanned with CamScanner

☆...... حضرت امام حسینؓ حضرت جابر بن عبد اللہ کی نگاہ میں

عبد الرحمٰن بن سابط کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابی حضرت جابر نے فرمایا

من سره أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى الحسن بن علي فإني سمعت رسول الله ﷺ يقوله (مسند ابی یعلیٰ ج ۲ ص ۴۴۸ بیروت)

جو شخص کسی جنتی شخص کو یہاں دیکھنا چاہے تو وہ حضرت حسینؓ کو دیکھ لے اس لئے کہ میں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ سے سنی ہوئی ہے

☆...... حضرت امام حسینؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی نگاہ میں

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آپ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اسے دیکھئے آپ کا حضرت حسینؓ کے ساتھ کیا رشتہ تھا وہ بھی سب جانتے ہیں آپ علم و فضل میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں اور باعتبار عمر بھی آپ بڑے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ کہیں جا رہے تھے اور ان کے لئے سواری لائی گئی تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے سواری کی رکاب تھام کو بڑے احترام کے ساتھ آپ کو سوار کرایا اس وقت ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ تو ان سے عمر میں بڑے ہیں پھر بھی ایسا کر رہے ہیں آپ نے کہا تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ یہ کون ہیں یہ حضور ﷺ کے نواسے ہیں اور یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے کہ میں نے انہیں عزت کے ساتھ سوار کرایا ہے

Scanned with CamScanner

☆...... حضرت حسینؓ حضرت عمرو بن العاصؓ کی نگاہ میں

☆...... حضرت عمرو بن العاصؓ کی قدر و منزلت سے کون واقف نہ ہو گا آپ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور فاتح مصر ہیں آپ ایک دن خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت حسینؓ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے انھیں دیکھ کر سب کے سامنے کہا کہ

هذا أحب أهل الارض إلى أهل السماء اليوم (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

اس وقت یہ ہستی زمین والوں میں سے آسمان والوں کے ہاں زیادہ محبوب ہیں

☆...... حضرت امام حسینؓ کا یزید کی بیعت سے انکار کرنا

حضرت امام حسینؓ یزید کے کردار سے سخت نالاں تھے ماہ رجب ۶۰ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید نے تخت سنبھال لیا اسے معلوم تھا کہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ مخالفت کی آواز حضرت حسینؓ کی جانب سے اٹھے گی اس نے چاہا کہ حضرت حسینؓ اس کی بیعت کر لیں مگر وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ سے مکہ چلے آئے جب حضرت حسینؓ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ کو معلوم ہوا کہ آپ مدینہ سے نکل کر جا رہے ہیں تو انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ میرے نزدیک روئے زمین کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں آپ سے گذارش ہے کہ آپ کسی دوسرے شہر میں جانے کے بجائے دیہات یا کسی ویران علاقے چلے جائیں اور وہیں قیام

Scanned with CamScanner

کریں اور پھر وہاں سے حالات کا جائزہ لیں اگر حالات آپ کے موافق ہوں تو پھر کسی شہر چلے جائیں اور اگر کسی شہر جانے کی ہی خواہش رکھتے ہیں تو پھر مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں (البدایہ)

چنانچہ دوسرے دن آپ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ سے باہر نکلے اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کے مشورہ پر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے آپ نے حضرت محمد بن حنفیہؒ کی رائے کی تصویب فرمائی اور ان کا شکریہ ادا کیا راستہ میں عبداللہ بن مطیع ملے تو انہوں نے کہا کہ آپ بیشک مکہ جائیں مگر کوفہ کبھی نہ جائیں وہ غدار لوگ ہیں وہاں کے لوگوں نے آپ کے والدؓ کو شہید کیا ہے پھر انہوں نے آپ کے بھائیؓ کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کیا آپ عرب کے سردار ہیں حرم مکہ میں قیام کریں چنانچہ آپ کے مکہ پہنچنے پر لوگ دیوانہ وار آپ کے پاس آنے لگے ادھر کوفہ سے بھی آپ پر خطوط کا تانتا بندھ گیا کہ آپ جلد کوفہ آئیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے لئے ہماری گردنیں حاضر ہیں آپ آئیں اور ہمیں سنبھالیں چنانچہ آپ نے عراق جانے کا ارادہ کر لیا اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے

☆......صحابہ کرام کا حضرت حسینؓ کو کوفہ جانے سے منع کرنا

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ عراق کا قصد کر کے نکل پڑے ہیں تو آپ ان کے پیچھے گئے تین دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ان سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں روکا۔ حضرت حسینؓ نے کہا کہ میں عراق اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں کے لوگوں نے

Scanned with CamScanner

عہد و پیمان کیا ہے اور مجھے خطوط بھیجے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضرتؓ آپ کبھی ان کے عہد و پیمان پر بھروسہ نہ کریں اور ان کے خطوط پر التفات نہ کریں...... حضرت حسینؓ نے آپ کی بات نہ مانی اور رخصت ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو گلے لگالیا اور آپ بہت روئے (آداب الصالحین ص ۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ سے کیا کہا اسے دیکھئے امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں

ان أهل العراق قوم مناكير قتلوا أباك وضربوا أخاك وفعلوا وفعلوا (

سیر اعلام النبلاء ۱۴۸۹)

آپ عراق نہ جائیں یہ لوگ اچھے کردار کے نہیں ہیں انہوں نے ہی آپ کے والد کو شہید کیا آپ کے بھائی کو مارا اور ان کے ساتھ نہایت نازیبا سلوک کیا تھا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی آپ سے یہی بات فرمائی اور کہا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں آپ کے بالوں کو پکڑ کر آپ کو روک لیتا کہ آپ وہاں نہ جائیں آپ جن کے پاس جارہے ہیں پتہ ہے وہ کون لوگ ہیں ؟

الى قوم قتلوا أباك وطعنوا أخاك (المصنف ج ۱۵ ص ۹۶ کتاب الفتن)

ایسی قوم کے پاس آپ جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کر ڈالا اور آپ کے بھائی کو نیزے کا وار کر کے زخمی کیا ہے

آپ نے ان سے کہا

ان أهل العراق قوم غدر فلا تغترن بهم (البدایہ ج ۸ ص ۱۶۰)

عراقی لوگ غدار ہیں ان سے آپ دھوکہ نہ کھائیں (وہ بلا کر آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے اور آپ سے بے وفائی کر جائیں گے)

Scanned with CamScanner

آپ کے بھائی محمد بن حنفیہؒ نے بھی آپ کی منت سماجت کی کہ وہاں نہ جائیں یہ لوگ غدار ہیں آپ سے کبھی وفانہ کریں گے اس لئے آپ وہاں جانے سے اجتناب برتیں تاہم آپ اپنے بھائی کی اس رائے سے متفق نہ ہو سکے اور اپنا ارادہ نہ بدلا تو انہوں نے اپنے بچوں کو روک لیا

فأبى الحسين أن يقبل فحبس محمد بن الحنفية ولده فلم يبعث أحدا منهم (البدایہ ج۸ ص ۱۶۵)

علامہ علی بن برہان الدین حلبی (ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت حسینؓ کے پاس کوفہ والوں نے اپنا وفد بھیجا کہ آپ کوفہ آیئے ہم آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں حضرت حسینؓ نے (کوفہ والوں کی بات پر اعتبار کر کے) وہاں جانے کا ارادہ کر لیا اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو اس ارادے سے روکا اور ان کو کوفہ والوں کی پچھلی غداریاں یاد دلائیں کہ کس طرح انہوں نے ان کے والد ماجد حضرت علیؓ کو شہید کیا تھا اور کس طرح ان کے بھائی حضرت حسنؓ کو دھوکہ دیا تھا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی ان کو اس ارادے سے روکنے کی کوشش کی مگر حضرت حسینؓ نے ان خطرات کو نہیں مانا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عباس رونے لگے اور کہا کہ افسوس میرے عزیز...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ سے کہا میں آپ کو اللہ تعالی کی امان اور حفاظت میں دیتا ہوں۔ ان کے بھائی حضرت حسنؓ نے (اپنی زندگی میں) ان سے ایک دفعہ کہا تھا کہ

کوفے کے شریروں سے بچتے رہنا کہ وہ تمہیں دغا دے جائیں اور دشمنوں کے حوالے کر دیں اور اس وقت تم پچھتاؤ جبکہ تمہیں ضرورت کے وقت کوئی پناہ گاہ

اور سہارا نہ ملے۔
حضرت حسینؓ کو اپنے قتل کی رات میں اپنے بھائی کی یہ بات یاد آئی اور انہوں نے اپنے بھائی کے لئے دعائے رحمت کی۔
مکہ مکرمہ میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو حضرت حسینؓ کے کوفے جانے پر رنجیدہ نہ ہوا ہو (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۴)
دوران سفر آپ کی ملاقات عرب کے مشہور شاعر فروزوق سے ہوئی آپ نے اس سے عراق کے حالات معلوم کئے تو اس نے کہا کہ حضور سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں آپ کے مخالفین کے ساتھ ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ اپنا ارادہ ملتوی کر دیں اس دوران آپ کو اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر کا خط ملا انہوں نے بھی آپ کو آگے جانے سے رکنے کے لئے کہا پھر وہ خود بھی آپ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کو آگے جانے سے منع کیا مگر آپ آگے بڑھ گئے
حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ کے وہ خیر خواہ جنہوں نے آپ کو عراق نہ جانے کا مشورہ دیا وہ یہ تھے حضرت عبداللہ بن عمر...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ...... حضرت عبداللہ بن زبیرؓ...... حضرت محمد بن علیؓ...... حضرت عبداللہ بن جعفرؓ...... حضرت عبداللہ بن مطیعؓ...... حضرت عبداللہ بن عیاشؓ...... جناب یزید بن الاصمؒ...... جناب ابو واقد اللیثیؓ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ان خیر خواہوں کو عراق کے لوگوں پر ہرگز کوئی اعتماد نہ تھا جس طرح حضرت علیؓ اپنے پورے دور خلافت میں ان کی

Scanned with CamScanner

شکایت کرتے رہے مدینہ منورہ کے اکثر لوگوں کی بھی یہی رائے تھی کہ حضرت حسینؓ کو وہاں نقل مکانی اور عزلت نشینی کے لئے جا رہے ہیں لڑنے کے لئے نہیں لیکن یہ لوگ آپ کو وہاں کسی پیرایہ امن میں نہ رہنے دیں گے ......ان خیر خواہوں میں سے کسی کی زبان سے یہ بات نہ سنی گئی کہ آپ جنگ نہ کریں سب یہی کہتے رہے کہ یہ کوفہ کے لوگ آپ کو وہاں بلا کر دھوکہ دے رہے ہیں

تاہم آپ اپنا ارادہ بدلنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور عراق کی جانب چل دئے تاریخ شاہد ہے کہ وہاں پھر وہی کچھ ہوا جس کا اندیشہ ان بزرگوں (بالخصوص آپ کے برادر اکبر حضرت امام حسنؓ) نے کیا تھا وہ لوگ جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے اور آپ کی مدد و نصرت کے وعدے کئے انہوں نے ہی آپ کی حمایت سے ہاتھ اٹھا دئے اور آپ کو اپنے رفقاء کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا یہ صرف آپ کے ساتھ ہی نہیں ہوا عراق کے ان شیعوں نے حضرت امام حسنؓ کے ساتھ بھی اسی طرح بد سلوکی کی تھی اور آپ کے والد محترم حضرت علی مرتضیٰؓ بھی ان کے ہاتھوں بہت زیادہ تکلیف برداشت کرتے رہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) شیعہ کی بد عہدی بے وفائی اور مال وزر کی حرص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپ کو خطوط لکھے نصرت کے وعدے کئے آپ نے ان کی باتوں پر بھروسہ کر کے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؓ کو وہاں بھیجا مگر ان لوگوں نے انہیں دھوکہ دیا انہوں نے آخرت کے بجائے دنیا کو ترجیح دی اور وہ دشمنوں کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف لڑے حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ بھی ان لوگوں نے یہی سلوک کیا حتی کہ آپ نے انہیں بد دعا دیتے ہوئے کہا اے اللہ میں تو ان سے تنگ آگیا ہوں تو ان کو مجھ سے دور کر دے

Scanned with CamScanner

وأما الشيعة فهم دائما مغلوبون مقهورون منهزمون وحبهم للدنيا وحرصهم عليها ظاهر ولهذا كاتبوا الحسين رضي الله عنه فلما ارسل اليهم ابن عمة ثم قدم نفسه غدروا به وباعوا الآخرة بالدنيا وأسلموه إلى عدوه وقاتلوه مع عدوه فأى زهد عند هؤلاء وأى جهاد عندهم ؟ وقد ذاق منهم علي ابن أبي طالب رضي الله عنه من الكاسات المرة مالا يعلمه إلا الله حتى دعا عليهم فقال اللهم قد سئمتهم وسئموني فأبدلني بهم خيرا منهم وأبدلهم بي شرا مني وقد كانوا يغشونه ويكاتبون من يحاربه ويخونونه في الولايات والاموال(

منہاج السنۃ ج۲ ص۹۱)

شیعہ ہمیشہ سے مغلوب و مقہور اور شکست خوردہ رہے ان پر دنیا کی محبت اور اس کی حرص کھلی ہوئی رہی ہے اسی لئے انہوں نے حضرت حسینؓ کے ساتھ خط وکتابت کی آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو (وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لئے) بھیجا اور پھر خود بھی وہاں آگئے ان خطوط لکھنے والوں نے آپ کو دھوکہ دیا اور دنیا کے بدلے آخرت کو فروخت کر دیا اور آپ کو قاتلوں کے حوالہ کر دیا اور اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کی تو پھر خود ہی انصاف کریں کہ ان میں کونسا خوف خدا تھا ؟ اور وہ کونسا جہاد کر رہے تھے ؟ ان لوگوں کی انہی زیادتیوں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اتنی مصیبتوں سے گزرنا پڑا جن کی حقیقت کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ حضرت علی کو دعا کرنی پڑی کہ اے اللہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں تو انہیں

Scanned with CamScanner

مجھ سے ملول کر دے۔ اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں بہتر ساتھی عطا فرما اور میرے بدلے میں ان کو برا حکمراں دے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ (اور آپ کے خاندان کے ساتھ) خیانت اور دھوکہ دہی کرتے رہے اور ان سے خط و کتابت کرتے جن سے حضرت علی کا مقابلہ جاری تھا یہ لوگ ولایت اور مالوں میں خیانت کے مرتکب ہوتے تھے (ترجمہ ص ۱۷۰)

☆...... حضرت امام حسینؓ نے اپنے اور ساتھیوں کی شہادت کا ذمہ دار کسے بتایا ؟

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ (جنہیں حضرت امام حسینؓ نے ان خطوط کی روشنی میں اپنے سے پہلے عراق بھیجا تھا اور ان سے تعاون کرنے کا حکم دیا تھا مگر عراقیوں نے ان کو دھوکہ دیا اور پھر دشمنوں کے نرغے میں انہیں اکیلا چھوڑ دیا اور آخر کار وہ شہید کر دئے گئے) نے وصیت کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ

میری طرف سے حضرت امام حسینؓ کو لکھ دینا کہ کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی ہے ان پر اعتماد نہ کرنا (دیکھئے جلاء العیون)

حضرت مسلمؓ نے امام حسینؓ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ کوفہ کے لوگ بے وفا اور غدار ہیں ان کی باتوں اور خطوط پر اعتبار نہ کریں اور یہاں نہ آئیں ورنہ یہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے

حضرت حرؓ شہید نے بھی کوفہ کے شیعوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اور ان کو بر سر عام برا بھلا کہا (دیکھئے خلاصۃ المصائب ص ۶۰)

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسینؓ کے ایک اور جانثار بریر بن حضیر نے بھی اہل کوفہ کو اس کا مجرم ہتایا اور کہا کہ تم نے حضرت حسینؓ کو مدد کے وعدے کر کے بلایا اور پھر ان پر پانی تک بند کر دیا (دیکھئے جلاء العیون)

حضرت زینبؓ نے بھی اہل کوفہ کو غدار فریبی اور مکار جیسے الفاظ بر سر عام کہے اور کہا کہ اب تم ہم پر ماتم کرتے ہو حالانکہ ہمارے قاتل تم ہو۔ تم نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا تم نے اہل بیت کی باپردہ عورتوں کو بے پردہ کیا ہے۔ (دیکھئے جلاء العیون)

آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا بیان بھی یہی تھا آپ نے کہا

اے اہل مکر و فریب تم نے ہمیں کافر سمجھا اور ہمارے قتل تک کو حلال جانا (احتجاج طبرسی ص ۱۵۷)

خود شہید کربلاء حضرت امام حسینؓ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

تم لوگوں نے مجھے یہاں بلا کر میرا ساتھ چھوڑ دیا مجھے اس پر کوئی حیرانگی نہیں ہے کیونکہ تم اس سے پہلے میرے بھائی اور میرے والد اور میرے چچازاد بھائی مسلم سے بھی اسی طرح بے وفائی کر چکے ہو (دیکھئے طبری ج ۵ ص ۴۰۳)

آپ نے اہل کوفہ سے کہا کہ

تم لوگوں نے خود مجھے بلایا ہے اور خود ہی میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو اللہ تمہیں کبھی سیراب نہ کرے۔ (ناسخ التواریخ ص ۳۳۵)

اے بے وفاؤ غدارو مجبوری کے وقت تم نے اپنی مدد کے لئے ہمیں بلایا اور جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی (ایضاص ۳۹۱)

اے اللہ۔ شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا پھر وہ ہمیں قتل کرنے

Scanned with CamScanner

کے درپے ہیں اے اللہ ان سے میرا انتقام لے اور حاکموں کو کبھی ان سے خوش نہ رکھ (جلاء العیون ص ۴۰۵)

تم پر تباہی ہو حق تعالی دونوں جہانوں میں میرا تم سے بدلہ لے گا خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون خود بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو بدترین عذاب تمہارے لئے تیار ہے (ایضاص ۴۰۹)

حتی کہ جب آپ کے تمام ساتھی کربلاء میں یکے بعد دیگرے شہید کردئے گئے اور آپ کے ہاتھ میں اپنا چھوٹا بیٹا تھا اس کو ایک تیر لگا اور خون اچھلنے لگا تو آپ خون صاف کرتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے

أللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا فقتلونا (البدایہ ج ۸ ص ۱۹۷۔ مروج الذہب ص ۷۰ از مسعودی شیعی)

اے اللہ ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہمیں دعوت دے کر یہاں بلایا کہ وہ ہماری مدد کریں گے (مگر انہوں نے بے وفائی کی اور دغا دیا) اور انہوں نے ہمیں قتل کرڈالا (یعنی ہمیں قتل ہونے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا)

حضرت امام زین العابدینؒ نے کوفیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ

تم نے میرے والد کو بلایا اور دھوکہ دیا اور قتل کردیا...... تم ہلاک ہو گئے (احتجاج طبرسی ص ۱۵۹)

جب آپ کربلاء سے کوفہ آئے تو دیکھا کہ مرد و عورتیں رو رہی ہیں آپ نے انہیں اس طرح روتے دیکھ کر فرمایا

Scanned with CamScanner

ان هؤلاء يبكون علينا فمن قتلنا غيرهم (الاحتجاج ص ۱۵۶)

اب یہ لوگ ہماری شہادت اور ہمارے حال پر ماتم کر رہے ہیں پر یہ تو بتاؤ کہ ان کے علاوہ ہمیں کن لوگوں نے قتل کیا ہے یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو ہمارے قاتل ہیں اور اب دنیا کو دکھانے کے لئے ماتم کر رہے ہیں اور منافقانہ اداؤں سے دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حضرت امام زین العابدینؑ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے

أيها الناس ناشدتكم بالله هل تعلمون إنكم كتبتم إلى أبي وخدعتموه واعطيتموه من أنفسكم العهد والميثاق والبيعة قاتلتموه وخذلتموه فتبا لكم (الاحتجاج ص ۱۵۷)

اے لوگو...... تمہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ تم نے میرے والد محترم کو خط لکھ لکھ کر بلایا پھر تم نے ان کے ساتھ فریب کیا تم نے میرے والد کے ساتھ مدد کا پکا وعدہ کیا تھا اور بیعت کے عہد کئے تھے لیکن تم نے ان سے قتال کیا تم لوگوں نے انہیں رسوا اور ذلیل کیا سو تمہارے لئے بربادی ہو

صاحب اعلام الوری شیعی نے قاتلان حسینؓ کی کس طرح نشاندہی کی ہے اسے دیکھئے

اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑ دی اور آپ کو بے یار و مددگار دشمن کے حوالے کیا آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسینؓ کا کوئی مددگار تھا اور نہ جائے فرار ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قدرت پا کر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی شہید ہوئے تھے (اعلام الوری ص ۲۱۹ ماخوذ

Scanned with CamScanner

از تحفۃ الاخیار ص ۱۴)

بہر حال عراقی شیعہ کے مسلسل خطوط اور ان کی طرف سے تعاون کی یقین دہانیوں کی بناء پر جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں کہ آپ نے پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو بھیجا کہ وہ جا کر وہاں کے حالات دیکھیں اور آپ کو مطلع کریں مسلم بن عقیلؓ مختلف اور دشوار گزار مراحل سے گزرتے ہوئے وہاں پہنچے اور ان لوگوں نے آپ کے ساتھ ظاہرا جس برتاؤ کا مظاہرہ کیا اس سے مسلم بن عقیلؓ متاثر ہوگئے اور حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے کا سگنل دے دیا ادھر اہل کوفہ نے حضرت مسلمؓ کو پھر بے یار و مددگار چھوڑ دیا حضرت مسلمؓ نے یہ خبر حضرت حسینؓ تک پہنچائی تاہم حضرت حسینؓ رکے نہیں کوفہ جانے کے لئے تیار ہوگئے ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ اہل مکہ و مدینہ نے بھی آپ کو کوفیوں کی بے وفائی اور غداری سے خبر دار کیا تھا حضرت عمرو بن عبدالرحمٰنؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم نے آپ کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ سب اس میں ناکام رہے اور آپ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو مکہ مکرمہ سے عراق روانہ ہوئے راستہ میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی اطلاع بھی ملی تو آپ نے اپنے رفقاء کو جمع کر کے فرمایا

قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصائب ص ۴۹) شیعان ما دست از یاری ما برداشت اند (جلاء العیون از ملا باقر مجلسی و ناسخ التواریخ ص ۱۶۳)

بیشک میرے شیعوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میری مدد کرنے سے اپنا ہاتھ اٹھالیا

آپ نے انا للہ پڑھا اور لوگوں نے کہا کہ اب اللہ ہی آپ کا محافظ ہے آپ نے فرمایا ان کے بعد اب زندگی کا مزہ بھی نہیں رہا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ

حر بن یزید نے آپ سے کہا کہ خدارا واپس چلئے میں نے وہاں آپ کے لئے کوئی

Scanned with CamScanner

بھلائی نہیں چھوڑی پھر آپ کو سارا واقعہ بتلایا آپ نے پلٹنے کا اردہ کر لیا تھا لیکن مسلمؓ کے بھائی نے کہا کہ جب تک ہم بدلہ نہیں لے لیتے یا قتل نہیں ہو جاتے واپس نہیں جائیں گے چنانچہ یہ لوگ چل پڑے اور آپ کربلا آئے آپ کے ساتھ ۴۵ لوگ سواری پر تھے جبکہ سو کے قریب افراد پیدل چل رہے تھے (الاصابہ ج ا ص ۳۳۳)

حضرت امام حسینؓ نے جب اپنے ہی شیعوں کی بے وفائی کھلی آنکھوں دیکھ لی اور سمجھ لیا کہ یہ لوگ مجھے دھوکہ دے کر یہاں لائے ہیں اور اب مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں تو آپ نے حالات کے پیش نظر فریق مقابل کے سربراہ عمرو بن سعد سے کہا کہ میں تین باتیں پیش کر رہا ہوں ان میں سے ایک چیز آپ اختیار کر لیں

۱...... میں اسلامی سرحدوں میں سے کسی ایک سرحد پر نکل جاؤں اور وہاں جا کر اسلامی فوج کی حفاظت کروں اور ان کے ساتھ مل کر اعدائے اسلام کا مقابلہ کروں

۲...... میں واپس مدینہ منورہ چلا جاؤں

۳...... یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں

چنانچہ عمرو بن سعد نے ان کی بات قبول کر لی اور یہ معاملہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا عبید اللہ بن زیاد نے جواب دیا کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو میرے حوالہ کریں پھر بات آگے چلے گی (ایک روایت میں ہے کہ یہ بات شمر نے کہی کہ سب سے پہلے ابن زیاد کی بات مانی جائے گی اور اس کی بیعت کی جائے گی پھر بات آگے بڑھے گی) حضرت امام حسینؓ نے یہ بات قبول نہ فرمائی ظاہر ہے کہ اب جنگ کے سوا اور کون سا راستہ نکل سکتا تھا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

أراد الرجوع فأدركته السرية الظالمة فطلب أن يذهب إلى يزيد أو يذهب إلى الثغور أو يرجع إلى بلده فلم يمكنوه من ذلك حتى يستاسرلهم ولكن هو رضي الله عنه أبى أن يسلم نفسه وأن ينزل على عبيد الله بن زياد وقاتل حتى قتل شهيدا مظلوما رضي الله عنه (المنتقى ص ۲۶۸ منهاج السنۃ ج ۴ ص ۵۵۷ وج ۶ ص ۳۴۰)

حضرت حسینؓ نے کربلا سے واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا تو ظالم لشکر نے آپ کو روک لیا آپ نے یزید کے پاس جانے کی مہلت طلب کی یا سرحد کی طرف چلے جانے یا پھر اپنے شہر مدینہ منورہ لوٹ جانے کی پیش کش کی مگر انہوں نے آپ کی ایک بات قبول نہ کی اور کہا کہ پہلے آپ ان کے قیدی بن جائیں مگر آپ نے اپنے آپ کو ان کے حوالہ کرنے اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس جانے سے صاف انکار کر دیا اور جنگ کی یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دئے گئے اور شہید مظلوم ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

قال له الحسين إختر مني إحدى ثلاث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان أرجع إلى المدينة واما أن أضع يدي في يد يزيد بن معاوية فقبل ذلك عمر منه وكتب به إلى عبيد الله فكتب اليه لا أقبل منه حتى يضع يده في يدي فامتنع الحسين فقاتلوه فقتل معه اصحابه وفيهم سبعة عشر شابا من أهل بيته ......الخ (الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۳)

مؤرخ ابن جریر طبری نے تاریخ میں (دیکھئے ج ۴ ص ۲۰۷) حافظ ابن عساکر نے اپنی

Scanned with CamScanner

تاریخ دمشق میں...... امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء...... (دیکھئے ج ۳ ص ۲۱۰) میں بھی مذکورہ بیان نقل کیا ہے

شیعہ علماء کو اہل سنت علماء کے ان بیانات سے اتفاق نہ ہو تو وہ کم از کم شیعہ مؤرخین اور محدثین کی بات پر تو یقین کر لیں۔ ابو الفرج الاصفہانی (۳۵۶ھ) نے مقاتل الطالبین (دیکھئے جلد ۱ ص) میں...... شیخ مفید (۴۱۳ھ) نے اپنی معروف کتاب الارشاد (دیکھئے ص ۲۱۲) میں...... ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار (دیکھئے ج ۱۰ ص ۲۱۱) میں اور شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) نے منتہی الآمال (دیکھئے ص ۳۳۵ھ) میں بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

☆...... حضرت حسینؓ شہید کر دیے گئے

حضرت امام حسینؓ نے اپنی بات ان تک پہنچا دی تھی آپ چاہتے تھے کہ یہ معاملہ امن کے ساتھ کسی نتیجہ پر پہنچ جائے ابن زیاد اور شمر نے آپ کے پیغام امن کو جنگ میں بدلنے کی پوری منصوبہ بندی کر رکھی تھی وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ پر امن طور پر حل ہو جائے وہ جانتے تھے کہ اگر حضرت حسینؓ اور یزید کے درمیان ملاقات ہو جاتی ہے پھر ان کے ناپاک ارادے اور مکروہ منصوبے ناکام ہو جائیں گے اسی لئے وہ اسی بات پر مصر رہے کہ حضرت حسینؓ اپنے آپ کو پہلے ہمارے حوالہ کریں ہماری بیعت کریں پھر بات آگے چلے گی مگر حضرت امام حسینؓ نے ابن زیاد کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر وہاں تاریخ کا وہ المناک غمناک اور افسوسناک حادثہ رونما ہوا جس کے تکلیف دہ اثرات سے امت مسلمہ اب تک تڑپ رہی ہے آپ کے سامنے آپ کے اہل و عیال اور دوست احباب یکے بعد

Scanned with CamScanner

دیگرے شہید ہوتے گئے چھوٹے بچے آپ کے ہاتھ پر تھے ظالموں نے انہیں بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنالیا حضرت حسینؓ اکیلے رہ گئے ظالموں نے آپ پر پے در پے حملے کر کے زخمی کردیا زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کی طاقت جواب دے گئی اور شقی القلب کوفیوں نے آپ کو نہایت ہی بے رحمی سے شہید کردیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ بدن کے مختلف حصوں پر زخموں کے علاوہ ۳۳ زخم تیروں کے اور ۳۴ زخم تلواروں کے تھے آپ نے دس محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن عصر کے وقت عراق کے شہر کربلاء میں جام شہادت نوش کیا اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی ۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آمین

حضرت حسینؓ کے ساتھ اور ۷۲ حضرات بھی شہید ہوئے حضرت محمد بن حنفیہؒ کا بیان ہے کہ آپ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں سترہ افراد حضرت سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے تھے (البدایہ ج۹ ص ۱۸۹ ص ۲۱۲)

آپ کی زوجہ محترمہ جناب عاتکہؓ نے آپ کی مظلومانہ شہادت پر کہا

وا حسينا فلا نسيت حسينا　　　أقصدته أسنة الأعداء

غادروه بكربلاء صريعا　　　لاسقى الغيث بعده كربلاء

ہائے حسین ...... میں اپنے حسینؓ کو کبھی نہیں بھلا سکتی جنہیں دشمنوں کی نیزوں کی دھار نے چھلنی کردیا اور آپ کو کربلاء کے میدان میں شہید کر کے چھوڑا اللہ کرے آج کے بعد کربلاء کو کبھی بارش سیراب نہ کرے

آپ کی ایک اور زوجہ محترمہ جناب رباب نے بھی بڑا رقت انگیز مرثیہ کہا تھا

ان الذى كان نورا يستضاء به　　　بكربلاء قتيل غير مدفون

سبط النبى جزاك الله صالحة　　　عنا وجنبت خسران الموازين

Scanned with CamScanner

قد كنت لي جبلا صعبا الوذبة   و كنت تصحبنا بالرحم والدين

من لليتامى ومن للسائلين ومن   يغني ويأوي اليه كل مسكين

والله لا أبتغي صهرا بصهركم   حتى اغيب بين الرمل والطين

یعنی حضرت حسینؓ تو ایک ایسی روشنی کا مینار تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی آج وہ کربلاء کے میدان میں بے گور و کفن پڑے ہوئے ہیں اے نبی ﷺ کے نواسے اللہ تجھے ہماری طرف سے بدلہ عطا فرمائے اور قیامت کے دن تول کی کمی سے محفوظ رکھے آپ تو میرے لئے ایک مضبوط چٹان کی طرح تھے جہاں میں پناہ لیتی تھی اور آپ انتہائی شفقت و دیانت سے پیش آتے تھے اب یتیموں اور سائلین کو سرپرستی کون کرے گا اور کون انہیں تحفے تحائف دے گا اور وہ کہاں پناہ لیں گے۔ اللہ کی قسم مجھے قبر میں جانے تک آپ کی زوجیت کے بعد کسی اور کی بیوی بن کر رہنا مطلوب نہیں ہے

شیعہ علماء اور ان کے ذاکرین ٹی وی پر سجائی جانے والی مجالس میں نہایت ہی جذباتی انداز میں دعوی کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے رفقاء کی لاشوں کی بڑی ہی بے حرمتی کی گئی اور ان کی لاشوں پر گھوڑے ڈورائے گئے تھے ...... یہ سن کر شیعہ عوام دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟ شیعہ کی مرکزی کتاب اصول کافی سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ شیعہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسینؓ شہید کر دئے گئے تو دشمنوں نے چاہا کہ ان کے جسم کو گھوڑوں سے روندیں اتنے میں ایک شیر نکل آیا وہاں جناب فضہؓ کھڑی تھیں تو فضہؓ نے شیر سے کہا

يا أبا الحارث فرفع رأسه ثم قالت أتدرى مايريد من أن يعملوا غدا

بابی عبدالله يريدون ان يؤطئوا الخيل ظهره قال فمشى حتى وضع يده على جسد الحسين فاقبلت الخيل فما ظهروا إليه قال لهم عمر بن سعد لعنه الله فتنة لا تثيروها انصرفوا فانصرفوا (اصول کافی ص ۲۹۵)

اے ابو الحارث (شیر کی کنیت ہے) تو شیر نے اپنا سر اٹھایا پھر فضہ نے کہا تجھے معلوم ہے کہ دشمنوں کا کیا ارادہ ہے؟ وہ چاہتے ہیں کہ کل حضرت حسینؓ کے جسم پر گھوڑے ڈورائیں راوی کہتا ہے کہ شیر آگے بڑھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا جب گھوڑے پر سوار لوگ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر ہے عمر بن سعد نے کہا کہ یہ ایک فتنہ ہے اس کو مت چھیڑو اور یہاں سے نکل چلو چنانچہ سب واپس چلے گئے (اور آپ کا جسم محفوظ رہا)

جب یزید کو حضرت حسینؓ...... آپ کے گھر والے اور آپ کے رفقاء کی شہادت کی خبر ملی تو اسے افسوس ہوا اور اس نے ابن زیاد پر لعنت بھی کی اور کہا کہ جب حضرت حسینؓ نے تین باتوں میں سے کسی ایک بات پر اپنی رضا کا ظہار کر دیا تھا تو ابن زیاد نے کیوں ان کی بات نہ مانی اور ان کی جان کیوں لی؟ یزید کا کہنا تھا کہ اسی ابن زیاد کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی نظر میں برا اور قابل مذمت بنا اور ان کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت بھر دی گئی خدا اس پر لعنت کرے اس کو رسوا کرے اور اس پر اپنا غضب اتارے امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء میں اور حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے البدایہ میں یزید کا یہ بیان اس طرح نقل کیا ہے

لعن الله ابن مرجانة فانه أخرجه واضطره وقد كان سأله أن يخلى

سبیله أو یاتینی أو یکون بثغر من ثغور المسلمین حتی یتوفاه الله فلم یفعل بل أبی علیه وقتله فبغضنی بقتله الی المسلمین وزرع لی فی قلوبهم العداوة فابغضنی البر والفاجر بما استعظم الناس من قتلی حسینا مالی ولابن مرجانة قبحه الله وغضب علیه (البدایہ ج ۸ ص ۲۳۲)

شیعہ عالم شیخ احمد بن علی طبرسی (۵۴۸ھ) کا بیان ہے کہ یزید نے یہ بات حضرت حسینؓ کے فرزند محترم حضرت امام زین العابدینؒ سے بھی کہی تھی

فقال له یزید لا یودیهن غیرك لعن الله ابن مرجانة فوا الله ما امرته بقتل ابیك ولو کنت متولیا لقتاله ما قتلته ثم احسن جائزته وحمله والنساء الی المدینة (الاحتجاج)

یزید نے ان سے کہا کہ آپ کے قافلہ کی خواتین کو اب آپ ہی مدینہ طیبہ ساتھ لے کر جائیں گے ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو خدا کی قسم میں نے آپ کے والد حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور اگر اس وقت میں وہاں ہوتا تو میں کبھی انہیں قتل نہ کرتا۔ بعد ازاں یزید نے ان کے حق میں اچھا معاملہ کیا ان سب کے لئے سواری کا انتظام کیا اور انہیں مدینہ منورہ روانہ کیا

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نقل کرتا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہوا یزید کے پاس آیا کہ اس نے اس شخص (یعنی حضرت امام حسینؑ) کو شہید کیا ہے جو سب سے افضل ہے تو جواباً یزید نے کہا کہ جب تو ان کو اتنا عظیم شخص جانتا تھا تو پھر اسے قتل کیوں کیا؟ بعد ازاں یزید نے اس شخص کے قتل کا حکم صادر کر دیا (دیکھئے جلاء العیون ج ۲ ص ۲۴۸)

Scanned with CamScanner

شیعہ علماء کم از کم لوگوں کو اس دھوکے میں تو نہ رکھیں کہ امام حسینؓ کے قاتلین اہل شام تھے ان میں سے کوئی بھی عراقی نہ تھا اور نہ آپ کے قاتل کوفہ کے شیعہ تھے سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی یہ بات غلط ہے شیعہ کے معروف مؤرخ علی بن حسین مسعودی (۳۴۶ھ) نے کھل کر لکھا ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو دھوکہ دیا آپ سے جنگ کی اور آپ کے قتل سے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سرخ کئے ہیں بطور خاص سب کوفی تھے ان میں شام کے لوگ نہ تھے

وكان جميع من حضر مقتل حسين من العساكر وحاربه وتولى قتله من أهل الكوفة خاصة لم يحضرهم شامي (مروج الذہب ج ۳ ص ۷۱)

شیعہ کی معروف کتاب خلاصۃ المصائب کا یہ بیان بھی پیش نظر رکھئے

ليس فيهم شامي ولا حجازي بل جميعهم من أهل الكوفة (خلاصۃ ص ۲۰۱)

حضرت حسینؓ کے قاتل صرف کوفی لوگ تھے ان میں شام اور حجاز کا کوئی شخص نہ تھا

ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) نے بھی یہ بات بحار الانوار میں لکھی ہے (دیکھئے ج ۱۰ ص ۲۳۱)

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں

جھوٹے مدعیان تشیع دولاء کی بے ایمانی اور نفاق نے اہل بیت رسالت کو بذلت وخواری میدان کربلا میں ہلاک کیا جس پر آج تک خود ہی نوحہ خوان اور گریہ کنان ہیں (مطرقۃ الکرامۃ ص ۲۸۶)

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت حسینؓ کا کوفہ (عراق) جانا کسی جنگ کے لئے نہ تھا

Scanned with CamScanner

آپ یہ سمجھ کر نکلے تھے کہ جب وہاں کے لوگ مجھے بار بار بلا رہے ہیں اور میری اطاعت کرنے اور میرے موقف کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو آپ نے چاہا کہ وہاں جاکر حالات کا جائزہ لیں اور پھر اس کی روشنی میں سارے معاملات طے کیے جائیں مگر جب آپ آگے بڑھے تو وہی لوگ جو اپنے آپ کو آپ کے شیعہ کہتے تھے اور آپ کے نام کے نعرے لگاتے تھے بڑی عیاری سے دغا دے گئے اور اب آپ کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ رہا کہ حالات کا دلیرانہ مقابلہ کیا جائے خواہ اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) ایک مقام پر لکھتے ہیں

والحسين رضى الله عنه ما خرج مقاتلا ولكن ظن أن الناس يطيعونه فلما راى إنصرافهم عنه طلب الرجوع إلى وطنه أو الذهاب الى الثغر أو اتيان يزيد فلم يمكنه أولئك الظلمة لا من هذا ولا من هذا وطلبوا أن ياخذوه أسيرا إلى يزيد فامتنع من ذلك وقاتل حتى قتل مظلوما شهيدا لم يكن قصده إبتداء أن يقاتل (منهاج السنة ج ۴ ص ۴۲)

اور حضرت حسین قتال کے لئے نہیں نکلے تھے آپ کا خیال تھا کہ وہاں کے لوگ آپ کی اطاعت کریں گے جب آپ کو پتہ چلا کہ وہ آپ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اس وقت آپ نے فریق مخالف سے تین مطالبات کئے (۱) انہیں وطن واپس جانے دیا جائے (۲) آپ کو محاذ جنگ پر جانے دیا جائے تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں (۳) آپ کو یزید کے پاس جانے دیا جائے پس ان ظالموں نے آپ کی ایک بات نہ مانی بلکہ آپ کو گرفتاری پیش کرنے کا کہا گیا

Scanned with CamScanner

تاکہ آپ کو قیدی بنا کر پیش کیا جائے آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ لڑتے ہوئے مظلومانہ حالت میں شہید ہو گئے تاہم آپ کا ارادہ شروع میں ہرگز جنگ کا نہ تھا

علامہ ابن تیمیہؒ ایک اور جگہ بھی یہ لکھتے ہیں

الحسین رضی الله عنه لم يقتل إلا مظلوما شهيدا تاركا لطلب الامارة طالبا للرجوع اما الى بلده أو الى الثغر او الى المتولى على الناس يزيد (منہاج ج۴ ص ۵۳۵)

حضرت امام حسینؓ کے ساتھ آپ کے سوتیلے بھائی جناب ابو بکرؓ اور جناب عثمانؓ بھی کربلاء میں شہید ہوئے تھے مگر آپ نے کسی شیعہ ذاکر کو ان کے نام لیتے نہیں سنا ہو گا۔ حضرات شیخین کریمینؓ اور ان کے ناموں کے ساتھ کینہ اور بغض کی اس سے بری اور بدترین مثال اور کیا ہو گی

آپ کے قاتلوں میں سنان بن انس نخعی اور شمر بن ذی الجرشن کا نام بھی آتا ہے سوال یہ ہے کہ شمر کون تھا؟

جواب یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی سوتیلی والدہ ام البنینؓ بنت خرام (جو حضرت علیؓ کی چوتھی بیوی تھی اور وہ) قبیلہ بنی کلاب میں سے تھیں ان کا نکاح عقیلؓ کی تجویز سے ہوا تھا حضرت علیؓ نے عقیلؓ سے کہا تھا کہ میرے نکاح کے لئے کوئی ایسی عورت تجویز کرو جس کے بھائی عرب کے بڑے بہادروں میں سے ہوں (عمدۃ الطالب و منتخب التواریخ ص ۱۲۱ ایران) اس پر حضرت عقیلؓ نے یہ تجویز دی۔ شمر ملعون انہی میں سے تھا اور بنی کلاب میں سے تھا انہی میں سے حضرت عباسؓ علمدار تھے جو حضرت حسینؓ کے بھائی اور

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے بیٹے تھے شمر اس رشتہ کے تعلق سے اپنے بھانجوں کے لئے ابن زیاد سے امان بھی لکھوالایا تھا جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بہر حال اس لحاظ سے یعنی سوتیلی والدہ حضرت ام البنینؓ کے واسطہ سے شمر حضرت حسینؓ کا رشتہ میں ماموں تھا. واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (عبقات من باب الاستفسارات ص ۲۹۵)

کوفہ کے ان ظالموں نے حضور علیہ السلام کی حرمت کا کوئی لحاظ نہ کیا اور یہ تک نہ سوچا کہ حضرت امام حسینؓ کا اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہے اور آپ خاتون جنت کے فرزند ارجمند ہیں ؟ جس سر کو حضور علیہ السلام بوسہ دیتے تھے چومتے تھے اسی سر کو ظالموں نے تن سے علیحدہ کرنے میں کوئی حیاء نہ کی۔ حضرت حسینؓ اپنے اہل وعیال سمیت میدان کرب وبلاء میں مظلوما شہید کر دئے گئے۔ آپ کی اس مظلومانہ شہادت پر ہر مسلمان دکھی اور غمزدہ ہے اور اسے ہونا بھی چاہئے۔ مفسر شہیر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

فکل مسلم ینبغی له أن یحزنه قتله رضی الله عنه فانه من سادات المسلمین وعلماء الصحابة وابن بنت رسول الله ﷺ التی هی افضل بناته وقد کان عابدا شجاعا وسخیا ولکن لا یحسن ما یفعله الشیعة من إظهارالجزع والحزن الذی لعل أکثره تصنع ورياء وقدکان أبوه أفضل منه فقتل وهم لایتخذون مقتله ماتما کیوم مقتل الحسین فان أباه قتل یوم الجمعة وهو خارج الی صلاة الفجر فی السابع عشر من رمضان سنة أربعین وکذلك عثمان کان أفضل من علی عند اهل السنة والجماعة وقد قتل وهو محصور فی داره فی ایام التشریق من شهر ذی الحجة سنة ست وثلاثین وقد ذبح

Scanned with CamScanner

من الوريد الى الوريد ولم يتخذ الناس يوم قتله مأتما وكذلك عمر بن الخطاب وهو افضل من عثمان وعلى قتل وهو قائم يصلى فى المحراب صلاة الفجر ويقرء القرآن ولم يتخذ الناس يوم قتله مأتما وكذلك الصديق كان افضل منه ولم يتخذ الناس يوم وفاته مأتما ورسول الله ﷺ سيد ولد آدم فى الدنيا والآخرة وقد قبضه الله الى كما مات الانبياء قبله ولم يتخذ احد يوم موتهم مأتما يفعلون فيه مايفعله الجهلة من الرافضة يوم مصرع الحسين ولاذكر آحد انه ظهر يوم موتهم وقبلهم شئى مما ادعاه هؤلاء يوم مقتل الحسين من الامور المتقدمة مثل كسوف الشمس والحمرة التى تطلع فى السماء وغيرذلك وأحسن مايقال عند ذكر هذه المصائب وأمثالها ماراه على بن الحسين عن جده رسول الله ﷺ انه قال مامن مسلم يصاب بمصيبة فيتذكرها وان تقادم عهدها فيحدث لها استرجاعا إلا اعطاه الله من الاجر مثل يوم أصيب منها رواه الامام أحمد وابن ماجة (البدايہ ج ۸ ص ۲۰۳)

ہر مسلمان کو چاہئیے کہ وہ آپ کی شہادت پر غمزدہ ہو بلاشبہ آپ سادات المسلمین اور علماء صحابہ میں سے تھے اور حضور ﷺ کی اس دختر نیک اختر کے شہزادے تھے جو آپ کی بیٹیوں میں سب سے افضل تھی آپ عبادت گزار بہادر اور سخی تھے لیکن شیعہ جس طرح ان کی شہادت پر جزع فزع کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے اور ان کی اکثریت تصنع وریاء سے کرتی ہے آپ کے والد

گرامی آپ سے کہیں افضل تھے وہ بھی شہید ہوئے مگر شیعہ کبھی ان کی شہادت کا ماتم نہیں مناتے بلاشبہ آپ کے والد مکرم حضرت علیؓ ۷ ارمضان ۴۰ھ نماز فجر کو جاتے ہوئے شہید ہوئے تھے اسی طرح حضرت عثمان بھی شہید ہوئے اور اہل سنت والجماعت کے ہاں آپ حضرت علیؓ سے افضل ہوئے آپ ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ کے ایام التشریق میں اپنے گھر میں محصور کئے گئے اور وہیں آپ کو شہید کیا گیا آپ کی شہ رگ کاٹی گئی مگر لوگوں نے آپ کی شہادت والے دن کو کبھی یوم ماتم نہیں بنایا اسی طرح آپ سے پہلے حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی شہید ہوئے جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے افضل تھے آپ محراب میں نماز فجر میں قرآن پڑھتے ہوئے شہید کئے گئے مگر مسلمانوں نے کبھی ان کے لئے ماتم کا دن نہیں بنایا اسی طرح آپ سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جو آپ سے افضل تھے وہ بھی دنیا سے تشریف لے گئے مگر کبھی ان کا یوم ماتم نہیں بنایا گیا اور ان سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ ہیں جو دنیا و آخرت میں سب لوگوں کے سردار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی جیسے آپ سے پہلے انبیاء نے وفات پائی مگر کسی نے بھی اس دن کو یوم ماتم نہیں قرار دیا اور نہ وہ کام کئے جو جاہل رافضی ماتم حسینؓ میں کرتے ہیں اور نہ ان کی وفات کے دن اور نہ ان سے پہلے کسی نے اس طرح کبھی کیا جس طرح یہ لوگ حضرت حسینؓ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ اس طرح کی مصیبتوں کے موقع پر سب سے اچھی بات وہی ہے جو امام زین العابدین نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس کے قدیم العہد ہونے کے باوجود

اسے یاد کرتا ہے اور اس پر اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن کی طرح (صبر کرنے کا) اجر عطا فرماتا ہے (جس دن اسے یہ مصیبت پہنچی تھی)

جناب سلمیٰ کہتی ہیں میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئیں تو آپ کو روتا ہوا پایا میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ کے سر اور داڑھی مبارک پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

شهدت قتل الحسين آنفا (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹)

میں ابھی حسین کی شہادت پر ہو آیا ہوں

(نوٹ) ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہے بعض نے کہا کہ ۶۲ھ میں ہوئی قول اول صحیح تر ہے اور امام حسین کی شہادت ۶۱ھ میں پیش آئی اگر حضرت ام سلمہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی ہو تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقوع سے پہلے ان کو خواب میں یہ منظر دکھایا ہو اور آنفا یعنی اب کہنا باعتبار تحقیق اس کے کہ ہے اس وقت میں۔ (مظاہر حق ج ۵ ص ۱۵۷)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں بلا شک و شبہ حضرت حسینؓ مظلومانہ شہید ہوئے ہیں اور جن کے ہاتھ آپ کے خون سے رنگین ہوئے وہ سب خدا کے مجرم ہیں

أما الحسين فلا ريب أنه قتل مظلوما شهيدا كما قتل أشباهه من المظلومين الشهداء ولم يكن قصده إبتداء أن يقاتل وقتل الحسين معصية لله ورسوله ممن قتله أو أعان على قتله أورضى بذلك وهو

Scanned with CamScanner

مصيبة أصيب بها المسلمون من أهله وغيرأهله وهو في حقه شهادة له ورفع درجة وعلو منزلة فانه وأخاه سبقت لهما من الله السعادة التي لاتنال الا بشيء من البلاء ولم يكن لهما من السوابق مالاهل بيتهما فانهما تربيا في حجرالاسلام في عز وأمان فمات هذا مسموما وهذا مقتولا لينالا بذلك منازل السعداء وعيش الشهداء (منهاج السنة ج ۴ ص ۵۵۰)

الحسين رضی الله عنه لم يقتل الا مظلوما شهيدا (منهاج ج ۴ ص ۵۳۵ وص ۴۲)

رہا حضرت حسینؓ کا معاملہ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نہایت مظلومیت کی حالت میں شہید کئے گئے جس طرح کہ آپ جیسے دوسرے بہت سے لوگ مظلومانہ شہید کئے گئے۔ حضرت حسینؓ کا مقصد شروع میں قتال کرنا نہیں تھا۔ حضرت حسینؓ کو قتل کرنا یا اس پر مدد کرنا یا اس پر راضی ہونا اللہ اور اس کے رسول کی بڑی نافرمانی تھی۔ حضرت حسین کا قتل مسلمانوں کے لئے ایک بڑی مصیبت تھی جو اپنوں اور غیروں کی وجہ سے پہنچی جبکہ یہ شہادت حضرت حسینؓ کے لئے شہادت درجات کی بلندی اور بڑی منزلت کا سبب بن گئی۔ اللہ تعالی کی جانب سے آپ کے لئے اور آپ کے بھائی کے لئے سعادت اور خوش نصیبی مقدر ہو چکی تھی جو کہ کسی امتحان کے آئے بغیر انہیں نہیں مل سکتی تھی اور اس خاندان میں ان دو بھائیوں جیسی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے اسلام کی گود میں عزت وامان کے ساتھ پرورش پائی پھر ان میں سے ایک کو بذریعہ زہر

Scanned with CamScanner

اور دوسرے کو قتل کر کے شہید کیا گیا تاکہ یہ دونوں حضرات جنت میں
شہداء کے درجات حاصل کرلیں۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں
وكان قتله رضى الله عنه من المصائب العظيمة فان قتل الحسين
وقتل عثمان قبله كانامن أعظم اسباب الفتن فى هذه الامة وقتلتهما
من شرار الخلق عندالله (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۴۱۱)
سیدنا حسینؓ کی شہادت عظیم مصائب میں سے ہے کیونکہ حضرت حسینؓ اور
ان سے پہلے حضرت عثمانؓ کی شہادت اس امت کے اندر فتنوں کا سب سے بڑا
سبب ہے اور جن لوگوں نے انہیں شہید کیا وہ خدا کے نزدیک بدترین مخلوق
ہیں (مجموعہ رسائل کبری ص ۳۰۱)

حافظ ابن تیمیہؒ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے عاشورا جیسے محترم و معظم دن میں حضور ﷺ کے نواسہ اور جوانان جنت کے سردار حضرت حسین کو بد نصیب فاجروں کے ہاتھوں شہادت کا اعزاز دے کر انہیں عزت و کرامت عطا فرمائی۔ اللہ تعالی نے حضرت حسینؓ کی عزت افزائی اور ان کے درجات کو بلند کرنے اور شہداء کرام کے مقام و مرتبہ تک پہنچانے کے لئے انہیں اس حادثہ سے دوچار کیا اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس طرح نہیں آزمائے گئے تھے جس طرح ان کے مقدس نانا ﷺ محترم والدہؓ اور قابل احترام چچا (حضرت جعفر اور حضرت عقیلؓ) اللہ کے دین کے لئے آزمائے گئے کیونکہ یہ دونوں شہزادے اسلام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کے ماحول میں آنکھیں کھولیں اور پرورش پائی اللہ نے چاہا کہ ان دونوں کو مقام

شہادت سے سرفراز کریں چنانچہ ان میں سے ایک بذریعہ زہر شہادت کے مقام کو پہنچے جبکہ دوسرے نے میدان کرب وبلاء میں جام شہادت نوش کیا آپ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں ہونے والے بڑے مصائب میں سے ایک ہے جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا اور جنہوں نے اس بارے میں قاتلوں کی مدد کی اس قتل پر وہ راضی ہوئے وہ سب کے سب بدبخت ہو گئے

ان اليوم الذی هو يوم عاشورا الذی أكرم الله فيه سبط نبيه واحد سيدی شباب أهل الجنة بالشهادة على أيدی من قتله من الفجرة الاشقياء وكان ذلك مصيبة عظيمة من اعظم المصائب الواقعة فی الاسلام وقد روی الامام احمد وغيره عن فاطمة بنت الحسين بن علی رضی الله عنهم مامن رجل يصاب بمصيبة يوم اصيب بها ﴾فقد علم الله ان مثل هذه المصيبة العظيمة سيتجدد ذكرها مع تقادم العهد فكان من محاسن الاسلام ان روی لهذا الحديث صاحب المصيبة والماب به أولا ولاريب ان ذلك انما فعله الله كرامة للحسين رضی الله عنه ورفعا لدرجته ومنزلته عندالله وتبليغا له منازل الشهداء والحاقا له باهل بيته الذين ابتلوا واصناف البلاء ولم يكن الحسن والحسين حصل لهما من الابتلاء ماحصل لجدهماولامهما وعمهما لانهما ولدا فی عز الاسلام وتربيا فی حجور المؤمنين فاتم الله نعمته عليهما بالشهادة احدهما مسموما والآخر مقتولا لان الله عنده من المنازل العالية فی دار كرامته مالا

Scanned with CamScanner

ينالها الا اهل البلاء.......... وشقى بقتله من اعان عليه او رضى به (فضل اهل البيت وحقوقهم ص ۳۹ طبع جده)

حضرت حسینؓ کے ساتھ جن ظالموں نے زیادتی کی اس کا سر غنہ عبید اللہ ابن زیاد تھا اس نے جب آپ کے دانتوں کے ساتھ گستاخانہ سلوک کیا تو حضرت زید بن ارقمؓ (یا حضرت انسؓ) نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ ان کے لب مبارک سے چھڑی ہٹالو میں نے حضور علیہ السلام کو بارہا ان لبوں کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔

ورأس الحسين حمل إلى قدام عبيد الله بن زياد وهو الذى ضربه بالقضيب على ثناياه وهو الذى ثبتِ فى الصحيح (منہاج ج ۸ ص ۴۰ اور ج ۴ ص ۵۵۷)

ابن زیاد کی اس گستاخی کی سزا اسے اللہ نے اسی دنیا میں دے دی وہ اور اس کے ساتھی ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھوں (۶۶ھ میں) موصل میں قتل کئے گئے۔ عمارۃ بن عمیر کہتے ہیں

لما جئى برأس عبيد الله بن زياد واصحابه نضدت فى المسجد فى الرحبة فانتهيت اليهم وهم يقولون قد جائت قد جائت فاذا حية قد جائت تخلل الرؤس حتى دخلت فى منخرى عبيد الله بن زياد فمكثت هنيهة ثم خرجت فذهبت حتى تغيبت ثم قالوا قد جائت قد جائت ففعلت ذلك مرتين أو ثلاثا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور ان سب کو مسجد کے ایک صحن میں ساتھ ساتھ رکھا گیا تو میں گیا وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ آگیا آگیا اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ نکلا اور وہ ان سروں کے درمیان سے نکلتا ہوا ابن

Scanned with CamScanner

زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلا اور کہیں غائب ہو گیا تھوڑی دیر بعد لوگوں نے پھر کہا وہ آیا وہ آیا چنانچہ دو تین مرتبہ اس طرح سانپ آتا رہا۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (۱۴۰۳ھ) لکھتے ہیں

یہ درحقیقت چاہ کندرا چاہ درپیش کی کھلی ہوئی مثال ہے یعنی اگر اس نے حضرت حسینؓ کے سر کی بے حرمتی اپنی چھڑی سے کی تو خدا نے اس کے سر کی بے حرمتی اس جانور کے ذریعہ کرائی جو حدیث کی نص سے قبروں میں معذبین پر مسلط کیا جاتا ہے بندوں کی بے حرمتی سے خدا کا کسی کی بے حرمتی فرمانا کہیں زیادہ اشد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ (شہید کربلا ص ۱۳۳)

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

فانه قل من نجا من أولئك الذين قتلوه من آفة وعاهة فى الدنيا فلم يخرج منها حتى أصيب بمرض اكثرهم أصابهم المجنون (البداية ج۸ ص ۲۰۲)

جن لوگوں نے حضرت امام حسینؓ کے قتل میں کسی طرح کا بھی کوئی حصہ لیا ان میں سے بہت کم لوگ ایسے تھے جو کسی نہ کسی ناگہانی مصیبت اور آفت میں گرفتار نہ ہوئے ہوں دنیا سے جانے سے پہلے ان میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی بیماری نے آپکڑا اور ان میں سے اکثر تو پاگل ہو گئے

یہ عبرتناک سزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ اشد ہے جو اس قسم کے گستاخوں کو اپنی

Scanned with CamScanner

لپیٹ میں لے گا (اعاذنا اللہ تعالی)

أيها القاتلون ظلما حسينا البشر وأبا العذاب والتنكيل

كل أهل السماء يدعوا عليكم من نبی و ملك و قبيل

اے حضرت حسینؓ کے ظالم قاتلو...... تمہیں سخت عذاب اور ذلت کی بشارت ہے تمام آسمان والے تم پر بدعائیں بھیجتے ہیں خواہ ان میں نبی ہوں فرشتے ہوں یا دوسرے طبقے کے لوگ ہوں

ہمیں افسوس ہے کہ بعض بدبخت جو صرف اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا پیرو اور دوسروں کو راہ راست سے ہٹا ہوا کہنے میں کوئی حیاء نہیں کرتے ان کی زبانیں حضور اکرم ﷺ کے اس محبوب نواسہ کے بارے میں کس بے دردی سے چلتی اور کس بدتمیزی سے کھلتی ہے اسے دیکھئے حکیم فیض عالم جہلمی کا تعلق کس مکتبہ فکر سے ہے یہ کسی پر مخفی نہیں ہے دیکھئے وہ حضرت حسینؓ پر کس طرح زبان دراز ہو رہے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ آپ (یعنی حضرت حسینؓ) برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کماحقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے (خلافت راشدہ ص ۱۲۴ طبع بکس اینڈ بکس لاہور)

آپ ہی بتائیں کیا یہ زبان کسی اہل سنت کی ہو سکتی ہے ؟ نہیں...... یہ لوگ خارجیت کے مریض ہیں اور اس مرض کے مریض اول مرحلے میں ہی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور پھر جو منہ میں آیا بک دیتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے خاندان اور آپ کے صحابہ کرام کی عزت وناموس سے کھیلنے والا دنیا اور آخرت میں رسوا ہو کر ہی رہتا ہے

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسینؓ یزید اور اس کے کارندوں کے کردار کی کسی صورت حمایت کرنے کے لئے تیار نہ تھے آپ کے نزدیک اس کی حمایت ایک بڑا دینی جرم تھا اور آپ کو معلوم بھی ہو چلا تھا کہ اس راہ میں جان بھی جا سکتی ہے تاہم آپ اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے کیونکہ آپ کو اپنے موقف کی سچائی اور اس کے حق ہونے کا پورا پورا یقین تھا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اسی سلسلے میں فرماتے ہیں

اس سے یہ سبق حاصل ہوا کہ دین کے کام میں اگر ایک شخص اپنے نزدیک حق پر ہو تو اسے کسی کی مخالفت کا خوف نہ کرنا چاہئیے چاہے سارے مسلمان اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور کچھ لوگ جان و آبرو کے بھی درپے ہو جائیں دین کے مقابلہ میں اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئیے آخر موت تو ایک دن آئے ہی گی پھر دین پر جم کر آجائے تو اس سے کیا بہتر ہے (وعظ۔ حقیقت الصبر ص ۴۱)

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں

جب یزید کا معاملہ آیا تو میرے نزدیک حضرت حسینؓ کا اقدام سو فیصد صحیح تھا اور حضرت حسینؓ کو یہی کرنا چاہئیے تھا ورنہ قیامت کے دن تک کے لئے قرن اول کا کوئی نمونہ ہمارے سامنے نہ ہوتا کہ جب کوئی غلط اقتدار قائم ہو جائے اور جب معاشرہ کی سیرت و کردار کے تبدیل ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے جب حکومت بجائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور بجائے تقوی و طہارت پیدا کرنے اور بجائے خدا ترسی اور عبادت کا ذوق بنانے کے سیر و شکار اور تعیش ولذت اندوزی کا ذوق پیدا اور دولت و اقتدار کا غلط استعمال ہونے لگے تو ہمارے سامنے نمونہ اس کا بھی ہونا چاہئیے تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اٹھے اور اس کو

Scanned with CamScanner

چیلنج کرے اور اس کے مقابلہ میں آجائے اگر یہ نہ ہوتا تو آپ اسلام کے بعد کی تاریخ میں دیکھتے کہ وہ ساری کی ساری اس مصرعہ کی تکمیل ہوتی۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی (خطبات علی میاں ج ۵ ص ۳۱۸)

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ محض اس لئے یزید کے مقابلہ پر نکلے کہ آپ حکومت کے خواہش مند تھے اور کاروبار حکومت کے دلدادہ تھے (جیسا کہ ایک خارجی محمود احمد عباسی کا بیان رسومات محرم اور تعزیہ داری ص ۶۰ پر موجود ہے) ان کا کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

ایک شخص ایک روز کہنے لگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ دنیا کے واسطے لڑے تھے میں نے کہا یہ غلط ہے وہ حضرات دنیا کے طالب ہرگز نہ تھے بہت سے بہت یوں کہہ سکتے ہیں کہ سلطنت تو دنیا نہیں آیت الذین إن مکناهم فی الارض أقاموا الصلوة اس کی واضح دلیل ہے (افاضات ج ۵ ص ۲۲۸)

☆...... حضرت حسینؓ کی تعظیم و توقیر ہر صورت واجب ہے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ صحابی ہیں اور بلا شبہ صحابی ہیں صاحب روایت صحابی ہیں اور اہل بیت صحابی ہیں تو بلا شبہ وہ تمام آثار و لوازم صحابیت اور تمام حقوق ان کے لئے ماننے پڑیں گے جو کتاب و سنت نے مقام صحابیت کے لئے ثابت کئے ہیں اور ہمیں تاریخی طور پر نہیں بلکہ بطور عقیدہ کے اس پر ایمان لانا پڑے گا

Scanned with CamScanner

کہ سیدنا حسینؓ بوجہ صحابی ہونے کے متقن عدول پاک باطن صاف ظاہر محبت جاہ ومال سے بری ہوس اقتدار سے بالاتر اور تمام ان رذائل نفس سے پاک تھے جو ان مقدسین سے بنص کتاب وسنت دھودیئے گئے پھر حضرت حسینؓ نہ صرف صحابی رسول ہیں بلکہ قرابت نبوی کی خصوصیت سے بھی مالامال ہیں جو اہل بیت کا مخصوص حصہ تھا اور اس کی بناء پر ان کی قلبی تطہیر اور رجس ونجس باطن سے پاکی اور بھی زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے...... اور قلبی تطہیر کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ قلب دنیاوی رذائل حب جاہ ومال اور ہوس اقتدار وریاست سے بری ہو جائے اور آدمی عبدالدینار وعبدالدراہم نہ رہے اس لئے حضرت حسینؓ کے صحابی ہونے کے علاوہ اہل بیت میں سے ہونے کی وجہ سے بھی بلاشبہ ان کا ان رذائل سے قلب پاک اور بری ماننا جانا بطور عقیدہ کے ضروری ہے (شہید کربلا ص ۷۸)

اس لئے حضرت حسینؓ کی توقیر وتعظیم واجب ان کے حق میں بدگوئی حرام ان سے حسن ظن اور ان پر اعتماد وثقہ لازم اور ان سے رضا بلا تخصیص واستثناء بوجہ رضائے الٰہی ورضاء نبوی کے ضروری ہے ان کی بدگوئی کرنا یا ان پر زبان طعن وملامت دراز کرنا یا ان پر نکتہ چینی کرنا ممنوع شرعی ٹھہرا کہ یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر قدیما وحدیثا علماء عرفاء فقہاء محدثین اور صوفیاء توارث کے ساتھ جمے چلے آرہے ہیں اور اسی کو قرآن وحدیث کی رو سے اپنا قطعی عقیدہ جانتے ہیں (ایضا ص ۶۲)

حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ آگے چل کر لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جزو رسول ہونے کی وجہ سے انہیں اخلاق نبوت سے جو خلقی اور فطری مناسبت ہو سکتی ہے وہ یقیناً دوسروں کے لحاظ سے قدرتاً امتیازی شان لئے ہوئے ہونی چاہیئے اور اس مناسبت کے معیار سے اگر دوسروں کی رسائی بڑے بڑے مجاہدات وریاضات اور مدتوں کی صحبت ومعیت کے بعد ممکن تھی تو اہل بیت اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے وہ اس خلقی مناسبت کے سبب زیادہ مجاہدہ اور طول صحبت کی متقاضی نہ تھی پھر اور لوگ تو بیرونی مجالس اور مجامع ہی میں اللہ کے رسول کی صحبت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن ان اہل بیت کو اندرون خانہ بھی یہ دولت نصیب تھی اس لئے نبوت کے اخلاقی رنگ سے جس قدر وہ ہم آہنگ ہو سکتے تھے دوسروں کے لئے اتنے مواقع نہ تھے اسی لئے بحیثیت اہل بیت نبوی ہونے کے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارہ میں مخصوص فضائل ومناقب کی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں کہیں ان کو ﴿ سیدا شباب أهل الجنة ﴾ فرمایا گیا کہیں ان کو حضور نے اپنا محبوب ظاہر فرما کر اللہ سے درخواست کی کہ آپ بھی انہیں اپنا محبوب بنالیں کہیں ان سے حضور ﷺ نے اپنی محبت کا بر سر منبر اعلان فرما کر دعا مانگی کہ یا اللہ جو ان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما یعنی محب حسین کو محبوب خداوندی ہونے کی دعا اور بشارت دی نیز وہ حضور ﷺ کی افضل بنات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ ہیں اس لئے ان کی محبوبیت یوں بھی دہری ہو جاتی ہے اور اس لئے ان پر طعنہ زنی اور اتہام تراشی کرنے والا صرف حضرت حسینؓ ہی کو ستانے والا

Scanned with CamScanner

نہیں بلکہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو ایذا پہنچا رہا ہے جو انجام کار اللہ کے رسول کو ایذا رسانی ہے جیسا کہ فاطمة منی من أذاها فقد أذاني (فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا) سے ظاہر ہے پس جبکہ حضرت حسینؓ کے شرف صحبت وصحابیت قرب وقرابت اور حضور ﷺ سے صورتاً وسیرتاً شبہیت کی وجہ سے اور بھی حقوق بڑھ جاتے ہیں تو ان کی ذات گرامی پر مخلصانہ اعتماد واعتقاد اور بھی زیادہ واجب اور ضروری ہو جاتا ہے (ایضاص ۷۹)

آپ مزید لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ کی پوری زندگی محبت نبوی کی وجہ سے غیرت وحمیت سے معمور ہے جس سے اخذ حقوق اور دفع مظالم کے افعال کا ظہور ہوا حتی کہ اسی دفع مظالم اور رد منکرات کے کاموں میں اپنی جان پاک بھی جان آفرین کو دے کر شہادت عظمی کے مقام پر جا پہنچے (ایضاص ۱۲۴)

☆...... حضرت امام حسینؓ کی عبادات

حضرت حسینؓ کو اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح عبادت کا بھی بہت شوق تھا آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ عبادت الہی کو بنایا تھا تمام عبادات میں نماز آپ کو بہت محبوب تھی آپ بکثرت نمازیں پڑھا کرتے تھے کبھی کبھی تو نماز عشاء کے بعد بہت کم سوتے تھے رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگ جاتے اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت

Scanned with CamScanner

کرتے پھر تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لیتے تھے...... آپ روزہ بھی بکثرت رکھتے تھے آپ نے بیس مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ہے عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؓ کو حج کے دنوں میں لوگوں کو حوض سے پانی پلاتے بھی دیکھا ہے (المصنف لعبد الرزاق ج اص ۵۰۵)

آپ ہر نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ اپنے بھائی کی طرح غرباء ومساکین کا بہت خیال رکھتے تھے اور جو کچھ آتا آپ ان پر خرچ کر دیا کرتے تھے

☆......ایک دن حضرت حسینؓ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک فقیر آپ کے دروازہ پر آیا اور اشعار کی صورت میں اپنی حاجت پیش کر کے امداد کا طالب ہوا آپ نماز پڑھ کر فوراً باہر آئے سائل کی حالت دیکھ کر غلام کو آواز دی کہ ہمارے خرچ اخراجات میں سے کچھ بچا کھچا ہو تو لے آؤ اس نے کہا کہ حضور دوسو درہم باقی رہ گئے ہیں جو گھر کی ضروریات کے لئے ہیں آپ نے غلام سے کہا کہ وہ سب لے آؤ ہمارے گھر والوں کی بہ نسبت یہ شخص زیادہ حقدار ہے پھر آپ نے وہ درہم اس سائل کو دے دئے (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۳۱ لابن منظور)

☆......ایک مرتبہ کسی شاعر نے حضرت حسینؓ کی تعریف کی تو آپ نے اس کو بہت سا مال دیا اس پر کسی نے حضرت حسینؓ سے کہا کہ آپ نے اسے اتنا سارا مال دے دیا حضرت حسینؓ نے کہنے والے کو سمجھایا کہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ تم فاطمہؓ بنت رسولؐ اور علیؓ بن ابی طالب کی اولاد نہیں ہو پھر لوگ خوامخواہ اس کی بات کی تصدیق کرتے اور اسے نقل کرتے پھر یہ بات ہمیشہ کے لئے کتابوں میں رہ جاتی اور بیان کرنے والوں کی زبانوں پر رائج رہتی حضرت حسینؓ کا یہ حکمت بھرا جواب سن کر اس شخص نے کہا

Scanned with CamScanner

اے اللہ کے رسول کے بیٹے خدا کی قسم آپ مدح وذم کی حقیقت کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں (الحسن والحسین ص ۲۰)

مدینہ منورہ کے آس پاس حضرت علی مرتضیٰؓ کی ملکیت میں بہت سے چشمے تھے آپ نے اپنے رشتہ داروں کے لئے وہ چشمے وقف کر رکھے تھے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے تھے ان میں سے ایک چشمہ البغیبغات کے نام سے مشہور تھا یہ چشمہ حضرت امام حسینؓ کے حصہ میں آیا تو آپ نے اسے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کو دے دیا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں ایک عرصہ کے بعد پھر حضرت عبداللہؓ نے یہ چشمہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ فروخت کردیا (تاریخ المدینۃ المنورۃ ج۱ص ۱۳۸ لابن شبہ)

علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں

كان الحسين رضى الله عنه فاضلا كثير الصلوة والصوم والحج والصدقة وافعال الخير جميعها (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۷)

حضرت حسینؓ بہت زیادہ صاحب فضیلت کثرت سے نماز روزہ حج صدقہ اور تمام خیر کے کام زیادہ کرنے والے تھے

حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (۴۳۰ھ) لکھتے ہیں

كان تقيا نقيا فى ذات الله مجدا قويا ذا لسان وبيان ونجدة وجنان (معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۹).

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

وكان الحسين دينا كثير الصوم والصلاة والحج (الاستیعاب ج۱ص ۳۷۸)

Scanned with CamScanner

حضرت حسینؓ دیندار صوم وصلوۃ اور حج کی کثرت رکھنے والی ہستی تھے

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

الحسين بن علي بن ابي طالب الهاشمي أبو عبدالله سبط رسول الله ﷺ وريحانته وهو وأخوه الحسن سيدا شباب أهل الجنة...... مصعب قال حج الحسين خمسا وعشرين حجة ماشيا قالوا وكان الحسينؓ فاضلا كثير الصلاة والصوم والحج والصدقة وأفعال الخير جميعها (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۱۶۳)

☆...... حضرت امام حسین صاحب کی کرامت کا ایک واقعہ

☆...... آپ بڑے صاحب کرامت صحابی تھے ابو عون کہتے ہیں کہ جب حضرت حسینؓ مکہ کے ارادے سے مدینہ روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کا گزر عبداللہ ابن مطیع کے پاس ہوا اس وقت وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے ابن مطیع نے حضرت حسینؓ سے عرض کی کہ میں نے اپنے اس کنوئیں کو اس لئے ٹھیک کیا تاکہ اس میں دوبارہ پانی آجائے لیکن ابھی تک پانی نہیں آیا ہے ڈول خالی ہی نکلا ہے آپ ہمارے لئے اس کنویں کی برکت کے لئے دعا کردیں

فلو دعوت الله لنا فيها بالبركة قال هات من مائها فاتي من مائها في الدلو فشرب منه ثم مضمض ثم رده في البئر فأعذب وأمهى (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۱۰)

حضرت حسینؓ نے فرمایا کنویں کا تھوڑا سا پانی لاؤ چنانچہ ابن مطیع اس میں سے

تھوڑا پانی لے کر آپ کے پاس آئے حضرت حسینؓ نے اس سے تھوڑا پانی پیا پھر کلی فرمائی پھر وہ پانی اسی کنویں میں ڈال دیا تو اس کنویں کا پانی میٹھا بھی ہو گیا اور زیادہ بھی ہو گیا

☆...... حضرت حسینؓ کی تواضع

حضرت حسینؓ میں تواضع کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ایک مرتبہ آپ گھوڑے پر جارہے تھے غرباء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ جو زمین پر بیٹھے روٹی کھارہے تھے آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور کہا اے رسول اللہ کے بیٹے تشریف لائیے آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ وہیں زمین پر بیٹھ کر کھانے لگے آپ نے اس وقت یہ بھی فرمایا اللہ تعالی تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (الجوہرۃ ج ۲ ص ۲۱۳)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

حضرت امام حسینؓ کی حکایت ہے کہ آپ کے یہاں چند مہمان تھے کھانے کا وقت آیا غلام کھانا لایا اتفاق سے شوربے کا پیالہ لئے ہوئے تھا کہ فرش پر پاؤں پھسلا پیالے میں سے گرم شوربا آپ کے چہرہ مبارک پر گر پڑا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیسا منظر تھا اس وقت کے اہل جاہ اپنے دل میں ٹٹولیں کہ ایسے موقع پر وہ کیا کرتے ہیں آپ نے کچھ نہیں کیا مگر مصلحت تعلیم نظر تادیب سے اس کی طرف دیکھا اس کی زبان پر فورا یہ جاری ہو گیا ﴿والکاظمین الغیظ﴾ اللہ کے خاص کے بندے غصہ کو پینے والے ہیں آپ نے فرمایا ﴿کظمت غیظی

﴾ کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا پھر غلام نے کہا ﴿ والعافين عن الناس ﴾ اور وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا ﴿ عفوت عنك ﴾ کہ میں نے تجھے معاف کیا پھر اس نے کہا ﴿ والله يحب المحسنين ﴾ اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا ﴿ قد اعتقتك لوجه الله ﴾ کہ میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا۔ (وعظ۔ الھوی والھدی ص ۲۳)

☆...... حضرت حسینؓ کی روایات

حضرت امام حسینؓ حضور ﷺ کے وصال کے وقت چونکہ سات سال کے تھے اس لئے آپ کو حدیث سننے کے مواقع بہت کم ملے اور اس عمر میں سنے بھی ہوں تو پھر یاد رکھنا بھی کچھ آسان نہیں ہوتا حضرت حسینؓ سے آٹھ روایتیں ملتی ہیں آپ نے حضور ﷺ کی وہ احادیث یاد رکھیں اور اسے آگے پہنچایا (الاصابہ ج ا ص ۳۳۱)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے آپ سے حضور ﷺ کی روایات نقل کیں ہیں (دیکھئے استیعاب)

آپ نے حضرت علیؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت فاطمہؓ وغیرہم سے بھی روایات لیں ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے علیؓ اور زیدؓ آپ کے بھائی حضرت حسنؓ صاحبزادی فاطمہؓ اور سکینہؓ اور دیگر حضرات ہیں (دیکھئے تہذیب ج ۴ ص ۳۴۵ الاصابہ ج ا ص ۳۳۱)

حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) نے آپ سے روایت کرنے والوں میں عبید بن حنین۔ ہمام الفرزدق۔ عکرمۃ۔ شعبی۔ طلحۃ عقیلی۔ آپ کے بھتیجے زید بن الحسن اور آپ کے

پوتے محمد باقرؒ کا بھی ذکر کیا ہے تاہم مؤخر الذکر کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے آپ کا دور نہیں پایا تھا

محمد بن علی الباقر ولم یدرکه (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۸۸)

مسند احمد کی ایک روایت دیکھئے یہ روایت آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؒ آپ سے نقل کرتی ہیں

عن فاطمة ابنة الحسين عن أبيها الحسين بن عليؓ عن النبي ﷺ قال ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها وان طال عهدها قال عباد قدم عهدها فيحدث لذلك استرجاعا الا جدد الله له عن ذلك فأعطاه مثل اجرها يوم أصيب بها (مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۱)

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بھی یہ روایت آپ سے نقل کی ہے (دیکھئے ص ۱۶۶)

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں اور امام احمدؒ (۲۴۱ھ) نے اپنی مسند میں آپ سے مروی روایتوں کو کئی جگہ نقل کیا ہے ان میں آپ حضرت علیؓ اور حضور ﷺ کے مولی اور رافعؓ سے روایت کرتے ہیں تاہم بعض روایات آپ سے براہ راست بھی ملتی ہیں

☆......عن فاطمة بنت حسين عن أبيها حسين بن علي قال قال رسول الله ﷺ للسائل حق وان جاء على فرس (مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۱)

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سائل کا حق ہوتا ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مانگنے آیا ہو

☆......علی بن حسين عن أبيه (حسين بن علي) أن النبي ﷺ

قال البخيل من ذكرت عنده ثم لم يصل على صلى الله عليه وسلم
(مسند احمد ج ا ص ۳۳۱)
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے
اور وہ مجھ پر درود (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ پڑھے

☆......عن حسين بن علی قال قال رسول الله ﷺ ان من حسن
إسلام المرء قلة الكلام فيما لايعنيه (ایضا ص ۳۳۱)
حضور علیہ السلام نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی کم گفتگو اور لایعنی باتوں سے
اجتناب کرنا ہے

☆......عن ربيعة بن شيبان قال قلت للحسين بن علی ماتعقل عن
رسول الله ﷺ قال صعدت معه غرفة الصدقة فاخذت تمرة
فاكلتها فی فی فقال النبی ﷺ ألقها فانها لاتحل لنا الصدقة (ایضا)
ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت حسینؓ سے پوچھا کہ آپ کو حضور علیہ السلام کی کوئی
بات یاد ہو تو ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا ایک دن میں بالاخانہ پر چڑھ گیا تھا
وہاں صدقہ کے کھجور پڑے ہوئے تھے ان میں سے میں نے ایک کھجور لیا اور
منہ میں ڈالا ہی تھا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو باہر نکال لو اس لئے کہ
ہمارے لئے صدقہ کا مال جائز نہیں ہے

☆......عن الحسين بن علی عن النبی ﷺ قال الحرب خدعة (
مسند بزار)
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ ایک دھوکہ ہے (معلوم نہیں کس وقت کہاں

سے کیا معاملہ پیش آجائے)

☆......عن الحسین بن علی عن النبی ﷺ: حدیثا فی ابن صائد اختلفتم و أنا بین أظهرکم فانتم بعدی اشد اختلافا (استیعاب ج ۱ص ۱۴۵)

حضور ﷺ نے ابن صائد کے ذکر میں (لوگوں کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگ اختلاف میں پڑ گئے حالانکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں میرے بعد تم لوگ سخت اختلاف بھی دیکھو گے

☆......سیرت الرسول ﷺ جاننے کا شوق

☆......حضرت حسینؓ کو حضور ﷺ کے حلیہ مبارک اور سیرت مبارکہ معلوم کرنے کا بہت شوق تھا آپ زیادہ سے زیادہ حضور ﷺ کے بارے میں جاننے کی طلب رکھتے تھے اور اس بارے میں آپ اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ پر سبقت لے گئے تھے اس بات کی شہادت خود حضرت حسنؓ نے دی ہے آپ کہتے ہیں

سألت خالی هند بن ابی هالة و کان وصافا عن حلیة رسول الله ﷺ وأنا أشتهی أن یصف لی منها شیئا ...... قال الحسن فکتمتها الحسین زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقنی إلیه فسأله عما سألته فوجدته قد سأل أباه عن مدخله وعن مخرجه وشکله فلم یدع منه شیئا (شمائل ترمذی ص ۲۴)

Scanned with CamScanner

میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک پوچھا اور وہ حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کو بہت کثرت اور بہت اچھی طرح بیان کرتے تھے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ میرے سامنے بھی اس کا بیان کریں چنانچہ آپ نے حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کیا...... حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عرصہ تک حضرت حسینؓ سے اس کا ذکر نہیں کیا جب ایک عرصہ کے بعد ان کو یہ بات بتلائی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو سن چکے تھے اور یہی نہیں کہ انہوں نے ماموں سے سنا بلکہ حضرت علیؓ سے حضور علیہ السلام کے گھر جانے اور واپس آنے اور اس کا طرز و طریقہ بھی تفصیل سے معلوم کر چکے تھے

☆......حضرت حسینؓ علم و فضل کے اعلیٰ مقام پر

☆......ارباب سیر اس پر متفق ہیں کہ حضرت حسینؓ علم و فضل میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے بہت سے لوگ آپ سے مسئلہ پوچھتے اور آپ ان کے فقہی سوالات کے جوابات دیتے تھے حافظ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو فتوی دیتے تھے تاہم ان کی تعداد کم روایت ہوئی ہے

والباقون منهم مقلون فى الفتيا لايروى عن الواحد منهم إلا المسئلة والمسئلتان ...... وهم أبوالدرداء وأبوعبيده بن الجراح وسعيد بن زيد والحسن والحسين إبنا علّى ...... الخ (دیکھئے اعلام

المو قعین ج اص ۱۱)

☆...... حضرت حسینؓ اپنے وقت کے بڑے خطیب تھے اور آپ کو یہ فن اپنے والد محترم سے ملا تھا آپ کے بعض خطبات اس کے شاہد ہیں مسجد نبوی میں آپ کی مجلس لگا کرتی تھی جس میں دور دور سے لوگ آتے اور آپ سے فیض لیتے تھے ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ایک آدمی کسی کام کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تو اس سے کہا کہ جب تم مسجد نبوی جاؤ گے تو وہاں دیکھو گے کہ ایک علمی مجلس قائم ہے اور وہ مجلس اس قدر پر وقار اور پر سکون ہو گی کہ جیسے پرندے ان سب کے سروں پر بیٹھے ہوں تو سمجھ لینا کہ یہ حضرت حسینؓ کا حلقہ ہے (تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۳۲۲ لابن بدران) شمس الائمہ امام سرخسی نے سیر کبیر میں آپ سے کئے گئے سوالات کے جوابات نقل کئے ہیں

☆...... حضرت امام حسینؓ کے اہل و عیال

☆...... حضرت امام حسینؓ نے متعدد شادیاں کیں اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں آپ کے تین صاحبزادے آپ کے ساتھ کربلاء میں شہید ہوئے حضرت امام زین العابدینؒ (حضرت علی بن الحسینؓ) باقی رہ گئے ان سے آپ کی نسل آگے چلی اور اللہ نے اس نسل میں برکت ڈالی۔

☆...... حضرت علی بن حسینؓ (امام زین العابدین) خاندان نبوت کے چشم و چراغ اور کثیر الحدیث محدث اور فقیہ ہیں کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کو زین العابدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالی نے آپ کو بہت اونچا رتبہ اور مقام عطا فرمایا تھا اور علماء اسلام کے ہاں

Scanned with CamScanner

آپ بہت زیادہ مناقب وفضائل کے حامل بزرگ ہوئے ہیں علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

وأما ثناء العلماء على علي بن الحسين ومناقبه فكثيرة (منہاج ج ۲ ص ۴۳۴)

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے زین العابدینؒ سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا شخص نہیں دیکھا (حلیۃ الاولیاء)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوقات میں بہت برکت اتاری تھی حضرت امام مالکؒ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے آپ کا یہ معمول موت تک رہا

انه كان يصلي في كل يوم وليلة ألف ركعة إلى أن مات (تہذیب ج ۷ ص ۳۰۶ سیر اعلام النبلاء ج ص ۲۷۷)

امام زہریؒ کا بیان ہے کہ آپ بڑے اونچے درجہ کے فقیہ تھے تاہم آپ بہت کم گو تھے (ایضاً) آپ کو صدقہ خیرات کرنا بہت محبوب تھا اور آپ کبھی تو اپنا سارا مال اللہ کے رستے میں خرچ کر دیا کرتے تھے (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۴۰)

شعبہ بن نعامہ کا بیان ہے کہ آپ کی وفات پر لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ تو مدینہ منورہ کے ... سے زائد گھرانوں کی کفالت کیا کرتے تھے (طبقات ج ۵ ص ۲۲۲ منہاج ج ۴ ص ۴۹)

آپ خود اپنی کمر پر اناج وغیرہ لے کر جایا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی کمر پر کچھ نشانات بھی پڑ گئے تھے (حلیۃ الاولیاء)

محمد ابن سعد آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

كان ثقة مامونا كثير الحديث عاليا رفيعا ورعا (سیر اعلام النبلاء ۲۷۸۔ تہذیب ج ۷ ص ۳۰۵)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

وأما علی ابن الحسین فمن کبار التابعین وساداتهم علما ودینا (منهاج السنة ج۴ ص۴۹)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) تقریب میں لکھتے ہیں

ثقة ثبت عابد فقیه فاضل مشهور (تقریب التهذیب)

آپ کی حدیث کی مجلس مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی آپ کے قریب حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مولی حضرت سلیمان بن یسار ہلالی کی مجلس حدیث رہتی سلیمان بن یسارؒ مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں یزید بن حازم اس مجلس میں جایا کرتے تھے اور اس مجلس کے عینی شاہد تھے وہ فرماتے ہیں

رأیت علی بن حسین وسلیمان بن یسار یجلسان بین القبر والمنبر یتحدثان إلی أن ارتفاع الضحی ویتذاکرون فإذا أراد أن یقوما قرء علیهم عبدالله بن أبی سلمة سورة فإذا فرغ دعوا (طبقات ابن سعد ج۵ ص۲۱۷)

میں نے حضرت علی بن حسینؓ اور حضرت سلیمانؒ کو دیکھا ہے دونوں مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے روضہ اطہر اور منبر شریف کے درمیان بیٹھتے تھے اور دن چڑھے تک حدیث کی روایت اور اس کا مذاکرہ کرتے تھے اور جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبد اللہ ابن ابی سلمۃ قرآن کی کوئی سورت تلاوت کرتے اس کے بعد یہ دونوں حضرات دعا کرتے تھے

آپ روزانہ نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی کے آخر حصہ میں بھی بیٹھا کرتے تھے آپ کے

Scanned with CamScanner

ساتھ حضرت عروہ بن زبیرؓ بھی ہوتے تھے (طبقات ابن سعد) اور لوگ آپ کی اس مجلس سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ان لوگوں کی مجلس میں کیوں بیٹھتے ہیں جو مرتبہ میں آپ کے برابر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھتا ہوں جن سے مجھ کو دینی نفع ملتا ہے

إني أجالس من انتفع بمجالسته في ديني (تہذیب ج ۷ ص ۳۰۵)

آپ کے شیوخ حدیث میں آپ کے والد محترم اور حضرت عبداللہ بن عباس مسور بن مخرمۃ ابو رافع ام المؤمنین حضرت عائشۃ ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین حضرت صفیۃ مروان بن حکم سعید بن مسیّب عبداللہ بن عثمان بن عفان ذکوان وغیرہم ہیں (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۴۸)

فضیل بن مرزوق نے حضرت زین العابدینؒ سے پوچھا کہ کیا اہل بیت میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کی اطاعت امت پر فرض قرار دی گئی ہو آپ نے کہا نہیں اہل بیت میں کوئی ایسا نہیں جو مفترض الطاعت ہو جو شخص ایسی باتیں کرتا ہے وہ پرلے درجہ کا جھوٹا آدمی ہے فضیل نے پوچھا کہ روافض یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے لئے اور حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کے لئے اور حضرت حسنؓ کے حضرت حسینؓ کے لئے ...... (علی ھذا القیاس) امامت کی وصیت کی تھی (کہ ان کے بعد یہ اور ان کے بعد وہ امام ہوں گے) آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میرے والد کا اس حال میں انتقال ہوا کہ انہوں نے اس باب میں دو حرف کی بھی وصیت نہ کی تھی جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ ہماری طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بیت کے نام پر اپنا پیٹ بھرتے

Scanned with CamScanner

ہیں (تہذیب الکمال ج۲۰ ص۳۹۶)

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں پوچھا کہ آپ کی
ان کے بارے میں کیارائے ہے آپ نے حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف اشارہ فرمایا
اور کہا کہ ان کے مقام و مرتبہ کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ سرور دوعالم رسول اکرم
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آرام فرما ہیں (سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۷۰
تہذیب ج۷ ص۳۰۶)

حضرت زین العابدینؒ کے صاحبزادے حضرت امام محمد باقرؒ کہتے ہیں میں اپنے والد حضرت
زین العابدینؒ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بنی امیہ کی اقتداء میں بغیر کسی تقیہ کے
نمازیں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا بھی یہی معمول ہے (طبقات ج۵ ص۲۱۷) آپ کی وفات
۹۴ھ کو مدینہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کی تدفین عمل میں آئی

(نوٹ) جس طرح حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد شیعہ گروہ امامت کے عنوان پر ایک
دوسرے کے مقابل آگیا اور ہر کوئی اپنی پسندیدہ شخصیت کو امام بتانے لگا اسی طرح حضرت
علی بن حسینؒ کی وفات کے بعد بھی امامت کے مسئلہ پر ایک طوفان کھڑا ہو گیا تھا۔ شیعہ
روایات بتاتی ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت زیدؒ نے دعوی امامت
کردیا (ان کی امامت کے قائلین کو زیدیہ کہا جاتا ہے) اور وہ چالیس ہزار کا لشکر لے کر عراق
کے حاکم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مگر ان میں سے تیس ہزار نے عین موقع پر آپ
سے بےوفائی کرلی اور حضرت زیدؒ شہید کردئے گئے......انہی دنوں کچھ لوگ حضرت حسن
مثنیٰ بن حضرت حسن بن علیؓ کی امامت کے قائل ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ
محضؒ پھر ان کے بعد ان کے پوتے محمد نفس زکیہؒ کی امامت کے قائل ہوئے اور انہوں نے

Scanned with CamScanner

آپ کو امام مہدی سمجھا ...... ایک گروہ حضرت زین العابدینؒ کے بعد آپ کے دوسرے بیٹے حضرت محمد باقرؒ کی امامت کا قائل ہوا اس گروہ میں چار لوگ ایسے تھے جن کے بارے میں حضرت جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ وہ اگر نہ ہوتے تو ہمارا کہیں ذکر بھی نہ ہوتا۔ زرارہ، ابو بصیر۔ محمد بن مسلم۔ برید بن معاویہ (دیکھئے رجال کشی ص ۱۳۶)

ہم اس وقت اس تفصیل میں نہیں جاتے کہ ان چاروں نے اہل بیت نبوت کے نام پر کس قدر شرمناک تماشا برپا کیا اور ان بزرگوں کے نام سے کتنی شرمناک روایات وضع کر ڈالیں یہ بات خود شیعہ علماء بھی تسلیم کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جب ان بزرگوں کو ان کی خرافات کا پتہ چلتا تو وہ ان پر لعنتیں بھیجا کرتے تھے اور ان کو پرلے درجے کا جھوٹا کہتے تھے

☆...... حضرت حسینؓ کی ایک بیٹی فاطمہؒ کا نکاح حسن مثنیٰؒ سے ہوا جو آپ کے بھتیجے تھے ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمروؒ سے ان کی شادی ہوئی۔

آپ کی دوسری صاحبزادی حضرت سکینہؒ کی شادی عبداللہ الحسنؒ سے ہوئی تھی مگر رخصتی سے قبل عبداللہؒ فوت ہوگئے پھر ان کا نکاح مصعب بن زبیرؒ سے ہوا ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے حضرت زید بن عمروؒ سے ان کا نکاح ہوا۔

یاد رہے کہ حضرت حسنؓ کی دونوں بیٹیاں بھی حضرت عثمانؓ کے خاندان میں بیاہی گئیں ان نکاحوں کی تصریح شیعہ کی معتبر کتابوں تذکرہ بن سبط جوزی اور منتخب التواریخ ص ۲۴۱ طبع ایران میں موجود ہے اور شیعہ مؤرخ امیر علی نے بھی اپنی کتاب تاریخ صحرانشیناں (ص ۲۰۲ حاشیہ) پر سیدہ سکینہ بنت الحسینؓ کے حضرت عثمانؓ کے پوتے کے نکاح میں آنے کو صریح لفظوں میں تسلیم کیا ہے (عبقات ۲۱۶)

حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی پیشگوئی پہلے ہی فرمادی تھی چنانچہ آپ کی

Scanned with CamScanner

شہادت دس محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال اور ساڑھے چھ ماہ تھی۔ آپ کا مزار مبارک عراق میں مرجع خلائق ہے اور ہزار ہا لوگ دن رات آپ کے مزار پر سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں علامہ عزالدین ابن اثیرؒ لکھتے ہیں

وقبرہ مشہور یزار (اسد الغابۃ ج۲ص۲۷)

آپ کی قبر مشہور اور زیارت گاہ خلائق خاص وعام ہے

وقبره مشهور يزار به ويتبرك به وحزن الناس عليه كثيرا واكثروا فی المراثی (تہذیب الاسماء ج اص ۱۶۳)

اللہ تعالی نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت حسینؓ کی قبر مبارک کو نور سے منور فرمائے آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور سب مسلمانوں کی جانب سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے آمین

Scanned with CamScanner

حضرات حسنین کریمین کے فضائل و مناقب

حضور علیہ السلام کو اپنے دونوں نواسے بہت عزیز تھے اور آپ دونوں سے بہت محبت کرتے تھے
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام فرماتے تھے کہ
اہل بیت میں مجھ کو حسنؓ اور حسینؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۵)

...... حضور علیہ السلام جب نماز میں ہوتے اور آپ سجدہ میں جاتے تو بچے آپ کی پشت پر چڑھ جاتے تھے اور آپ انہیں منع نہ کرتے تھے اور آپ نماز سے فارغ ہوتے تو بچوں کو اپنی گود میں لے لیتے ایک مرتبہ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ان دونوں سے بھی محبت رکھے

من أحبني فليحب هذين (مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۲۶ و ص ۱۶۲ انسائی کبری ج ۵ ص ۵۰)

ابو بریدہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ کھیلتے ہوئے ادھر آنکلے اور لڑکھڑاتے ہوئے حضور علیہ السلام کی جانب بڑھے انہیں دیکھ کر حضور علیہ السلام منبر سے نیچے اتر پڑے ان دونوں کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا اللہ نے سچ کہا ہے تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں میں نے ان دونوں کو لڑکھڑاتے ہوئے آتے دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا یہاں تک کہ میں نے اپنا خطبہ منقطع کر دیا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

فلم اصبر حتی قطعت حدیثی و رفعتهما (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶)

☆...... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام گھر گئے تو بچے نہ تھے تھوڑی

Scanned with CamScanner

دیئے میں دونوں گھر آئے تو آپ نے ان دونوں کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان سے محبت رکھتا ہے تو ان سے بھی محبت رکھ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲ بخاری ج ۱ ص ۲۸۵)

☆...... حضرت یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ تک پہلے پہنچنے کے لئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دوڑ رہے تھے اور جب وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان دونوں کو اپنے بدن سے چمٹا لیا اور ان کو بوسے دئے اور فرمایا کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اس لئے تم لوگ بھی ان سے محبت کرو...... الحدیث (مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۲)

☆...... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو حسنؓ اور حسینؓ سے محبت رکھے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۴۹ ۴ ابن ماجہ ص ۱۳)

☆...... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اس دن سے ان کو محبوب رکھتا ہوں جب سے میں ان کو حضور ﷺ کی گود میں دیکھا ہے یہ آپ کی ریش مبارک سے کھیلتے تھے اور حضور ﷺ اپنی زبان مبارک ان کے منھ میں دے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۵)

☆...... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ گھر آئے تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپ سے لپٹ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں اس امت کے مہکتے پھول ہیں ریحانتی من هذه الامة (سنن نسائی کبری ج ۵ ص ۴۹)

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں ایک رات میں حضور ﷺ کے پاس ایک ضرورت کے سلسلے میں آیا

Scanned with CamScanner

آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی چادر میں کوئی چیز چھپی ہوئی تھی میں نے اپنی ضرورت کی بات کی اور جاتے وقت پوچھا کہ حضور اس چادر میں کیا ہے آپ نے چادر ہٹائی تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ چادر میں سے باہر آئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دو بچے ہیں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں انہیں محبوب رکھتا ہوں آپ بھی انہیں محبوب رکھیں ۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶ ترمذی ج ۲ ص 218)

☆...... حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے گھر والوں میں کون سب سے زیادہ عزیز ہے آپ نے کہا حسنؓ اور حسینؓ آپ حضرت فاطمہؓ سے کہتے کہ ان دونوں کو بلاؤ جب وہ آتے تو آپ انہیں سونگھتے اور گلے سے چمٹا لیا کرتے تھے۔ (مسند ابی یعلی ج ۴ ص 219 درر فرائد ترجمہ جمع الفوائد ص ۳۳۵)

☆...... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم دونوں خاموش چل رہے تھے اتنے میں بنی قینقاع کے بازار سے گزرے کہ حضور ﷺ واپس ہو کر حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے اور فرمایا کہ کیا بچہ (یعنی حضرت حسنؓ) یہاں ہے اس پر تھوڑی دیر گذری اور ہم سمجھے کہ وہ شاید غسل کر رہے ہیں یا انہیں ان کی والدہ کپڑے پہنا کر لا رہی ہے پھر وہ دوڑے ہوئے آئے حضور ﷺ نے انہیں اپنے سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس آپ بھی اس سے محبت رکھنا اور اس سے بھی محبت رکھنا جو اس سے محبت رکھے (درر فرائد ص ۳۳۶)

☆...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے دوش مبارک پر حضرت حسنؓ کو لئے جا رہے تھے ایک شخص نے دیکھا تو کہا صاحبزادے بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہو رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا ﴿ ونعم الراکب ھو ﴾ کہ سوار بھی تو بہترین ہے

Scanned with CamScanner

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۷ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

☆...... حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ام ایمنؓ آئیں اور کہا یا رسول اللہ ﷺ حسنؓ اور حسینؓ معلوم نہیں کہاں ہیں مل نہیں رہے ہیں اس وقت دن چڑھ چکا تھا حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ چلو میرے دونوں بچوں کو تلاش کریں چنانچہ ہر شخص ان دونوں کی تلاش میں نکل پڑے میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ایک دوسرے کو چمٹے ہوئے کھڑے ہیں اور ان کے قریب ایک کالا سانپ اپنی دم پر کھڑا ہے حضور ﷺ جلدی سے ناگ کی طرف بڑھے اس نے جب حضور ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ مڑ کر چل پڑا اور ایک سوراخ میں داخل ہو گیا حضور ﷺ ان دونوں کے قریب ہوئے اور دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل احترام ہو پھر آپ نے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھالیا میں نے کہا کہ تم دونوں کو بشارت ہو کہ تمہاری سواری بہت ہی عمدہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں بہت عمدہ سوار ہیں اور ان کے والدین ان دونوں سے بہتر ہیں (حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۶۹ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۲)

☆...... یعلی بن مرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں جو شخص حسینؓ کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے (صحیح بخاری)

☆...... حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ اترا جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا اس نے مجھے سلام کے بعد یہ بشارت پہنچائی کہ

فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حسنؓ و حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

Scanned with CamScanner

(رواہ الترمذی البدایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

☆...... حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۵۸ سنن نسائی کبری ج ۵ ص ۵۰)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون ولی ہوگا جو حضور ﷺ کے نواسے اور حد درجہ محبوب تھے جن کے بارے میں پیشن گوئی ہے حسنؓ اور حسین دونوں نوجوان جنت کے سردار ہیں (وعظ۔ حقیقت الصبر ص ۴۲)

☆...... ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال...... دونوں امام (یعنی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ) جب کہولت کو پہنچ کر شہید ہوئے ہیں تو شباب کس طرح کہلائے؟

جواب...... حدیث میں جو مضمون ہے ﴿ سیدا شباب أهل الجنة الحسن والحسين وسيدا كهول أهل الجنة أبوبكر وعمر ﴾ اس میں خدشہ ہوا کرتا ہے کہ عمر ہر دو امامین کی بھی تو کہولت (سن رسیدہ) کو پہونچی ہے کیونکہ حضرت حسنؓ کا انتقال قریباً ۴۵ سال کی عمر میں ہوا اور حضرت حسینؓ قریباً ۵۶ برس کی عمر میں شہید ہوئے پھر ان کو شباب کیسے فرمایا؟

اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ یہاں شباب شیخوخت کے مقابلہ میں ہے چونکہ امامین کی عمر سن شیخوخت تک نہیں پہنچی اس لئے ان کو شاب (نوجوان) فرمایا تو اس کی توجیہ تو ہو جائے

Scanned with CamScanner

گی مگر یہ وجہ حضرات شیخین میں بھی مشترک ہے پھر ان کو کہول (سن رسیدہ) کہنے کی کیا حکمت ہے ؟

سو توجیہ اس کی یہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرات شیخین وفات کے وقت کہول تھے ان کے مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرات حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شاب اپنے معنی پر رہے گا (وعظ۔راس الربیعین ص ۵۲)

☆...... حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں

حضرات حسنین خاتون جنت کے لخت جگر لاڈلے اور آنحضرت ﷺ کے پیارے نواسے ہیں کہ نسل انہیں سے چلی جو سادات کہلاتے ہیں ان کے فضائل بے شمار ہیں اور جس کو ذرا بھی محبت ہوگی محبوب خدا کے ساتھ وہ سمجھے گا کہ آپ کے نواسوں کے ساتھ محبت کس قدر بڑی نعمت ہے (درر فرائد ص ۳۳۵)

☆...... آنحضرت ﷺ حضرات حسنین کریمینؓ کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتے اور ان کی حفاظت کے لئے پڑھ کر انہیں دم کر دیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں حضور ﷺ یہ دعا پڑھ کر حسنؓ حسینؓ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳)

میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ وہم میں ڈالنے والے شیطان اور نظر بد سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا

Scanned with CamScanner

كان أبو كم يعوذ بهما إسماعيل وإسحق (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰۴)

تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کے لئے ان کلمات سے پناہ مانگا کرتے تھے (یعنی ان کلمات کو پڑھ کر دم کرتے تھے)

☆...... حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جس نے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ حضرت حسینؓ کو دیکھ لے کہ میں نے حضور ﷺ سے ان کے بارے میں یہ بات سنی ہے۔ (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۳۴۸ البدایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

☆...... ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعليك السلام یاسیدی۔ پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ سید ہیں (مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۹۱)

☆...... ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حالت احرام میں مچھر مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان سے کہا تم کہاں سے ہو؟ اس نے کہا عراق سے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے دیکھو یہ ایک مچھر کے قتل کے بارے میں مسئلہ پوچھتا ہے جبکہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے نواسہ کو شہید کر دیا اور میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دنیا کے پھول ہیں

الحسن والحسين ريحانتاى من الدنيا

(مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۲۸۷ اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۶)

☆...... حضرت زید بن اسلمؓ کہتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں کسی کو حضرت حسنؓ جیسا نہیں پایا

ما جالست فى أهل بيته مثله يعنى الحسن (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۸۶)

Scanned with CamScanner

☆...... شیخ صدوق شیعی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا حضرت حسینؓ کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ انہیں حضور ﷺ سے قرابت کی نسبت ہے اور وہ حضور ﷺ کے جسم مبارک کا ٹکڑا ہیں اور ان کا جسم حضور ﷺ کی طرف سے پرورش یافتہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اہل عراق ضرور انہیں اپنی طرف بلائیں گے اور پھر ان کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں گے اور ان کو اکیلا چھوڑ دیں گے اگر تجھے ان پر غلبہ ملے تو ان کی عزت کے حق کو پہچاننا اور حضور ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت کے مرتبہ کو یاد رکھنا اور ان کے اعمال کا مؤاخذہ نہ کرنا اور میں نے ان کے مابین جو روابط اس مدت میں قائم کرر کھے ہیں ان کو قطع نہ کرنا۔ خبردار انہیں کوئی مکروہ اور تکلیف دہ چیز نہ پہونچانا

ویاری اونخواهند کرد واورا تنهاخواهند گزاشت اگر باوظفریابی حق حرمت او را بشناس ومنزلت وقرابت او را باپیغمبر ﷺ آورد او را بکرده هائے او را مؤاخذه مکن وروابطی که من باو در ایں مدت محکم کرده ام قطع مکن زنهار که باو مکروهے وآسیے مرساں (جلاء العیون ص ۳۸۸)

افسوس صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور امام حسینؓ مرتبہ شہادت پا کر ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے

ٹوٹا یزیدیت کی شب تار کا فسوں　　　آئی حسینیت کی سحر کربلا کے بعد

☆...... حضرت محسن بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ایک اور بیٹے کا نام محسن تھا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا (نسب

Scanned with CamScanner

قریش ص ۲۵)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) نے الاستیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کا نام پوچھا تو بتایا گیا کہ ان کا نام حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا اس کا نام محسن ہے اور فرمایا کہ میں نے ان سب کے نام ہارون علیہ السلام کے بچوں کے ناموں کی طرح رکھے ہیں ان کے نام شبر شبیر اور مشبر تھے

فلما ولد الثالث جاء النبی ﷺ فقال آرونی ابنی ماسمیتموه قلت حربا قال بل هو محسن ثم قال انی سمیتهم باسماء ولد هارون شبر وشبیر ومشبر (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۶۸ ـ الاستیعاب ج ۱ ص ۳۶۹)

امام حاکمؒ نے مستدرک (ج ۳ ص ۱۸۰) میں اور علامہ عزالدین ابن اثیرؒ نے بھی اسد الغابۃ میں اس کا ذکر کیا ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۲۵)

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف یہ کہ ان تینوں بچوں کے نام مبارک رکھے بلکہ ان کے بال بھی حلق کئے گئے ان کا عقیقہ ہوا اور ان کے ختنے بھی ہوئے تھے

عن علی أما حسن وحسین ومحسن فانما سماهم رسول الله وعق عنهم وحلق رؤوسهم وتصدق بوزنها وأمر بهم فسروا وختنوا (رواہ الطبرانی فی الکبیر موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۸۲)

اس سے شیعہ علماء کے وہ تمام بیانات اور الزامات غلط ثابت ہو گئے جو انہوں نے

Scanned with CamScanner

حضرت عمر فاروقؓ پر لگائے کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کے گھر کا دروازہ گرایا تھا جس سے آپ کا حمل ضائع ہو گیا تھا اور وہ حمل محسن نامی بچہ کا تھا۔ پھر وہ یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے راستے میں حضرت فاطمہ کو ٹھوکر ماری تھی جس سے وہ حمل ساقط ہو گیا (بحار الانوار ص ۱۰۱ کتاب الفتن) سوال یہ ہے کہ اگر وہ ساقط ہونے والا بچہ محسن تھا جو کبھی گھر کا دروازہ گرائے جانے پر فوت ہوا اور کبھی راستے میں ٹھوکر مارنے پر ساقط ہوا تو حضور ﷺ کی حیات مبارک میں حضرت فاطمہؓ کے ہاں پیدا ہونے والا یہ تیسرا بیٹا کون تھا ؟اور حضور ﷺ نے آخر کس بچے کا نام محسن رکھا تھا ؟

☆...... حضرت سیدہ زینبؓ بنت علیؓ

آپ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی ہیں

زينب بنت علي بن أبي طالب بن عبدالمطلب الهاشمية سبطة رسول الله ﷺ أمها فاطمة الزهراء (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۴۔ اصابہ ج ۴ ص ۳۲۱)

علامہ عزالدین ابن اثیر لکھتے ہیں

ان کی والدہ جناب خاتون جنت تھیں (اسد الغابۃ ج ۸ ص ۱۳۳)

آپ حضور ﷺ کی حیات اقدس میں (۵ جمادی الاول سن ۶ ہجری میں) پیدا ہوئیں اور خاتون جنت کے سایہ میں پلتی رہیں بڑی ہوئیں آپ بڑی عقلمند ذی فہم اور کریم النفس خاتون تھیں آپ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا (اسد الغابۃ ص ۱۳۴) جو

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے بھتیجے تھے امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

واما زینب فتزوجها ابن عمها عبدالله بن جعفر فولدت عليا وعونا الاكبر وعباسا ومحمدا وام كلثوم (الحاوی للفتاوی ج۱ص۳۱)

حضرت امام سیوطیؒ نے آپ کی اولاد اور سلسلہ کے بارے میں ایک مستقل مضمون ﴿العجاجة الزرنبيه فى السلالة الزينبيه﴾ کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے آپ کا یہ مضمون (الحاوی للفتاوی ج۱ص۳۱) پر موجود ہے۔

حضرت زینبؓ حادثہ کربلا کے موقع پر حضرت حسینؓ کے ساتھ میدان کربلا میں موجود تھیں اور جب آپ کو گرفتار کر کے یزید کے دربار میں لایا گیا تو آپ نے بھرے دربار میں یزید کو اس کے سوالات کا بڑی ہمت وحوصلہ سے جواب دیا تھا آپ بڑی صابرہ عاقلہ اور باہمت خاتون تھیں

علامہ عزالدین ابن اثیر (۶۰۶ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ بڑی فطین اور دلیر خاتون تھیں

وكانت زينب امراة عاقلة لبيبة جزلة ...... وهو يدل على عقل وقوة جنان (اسد الغابہ ج۸ ص۱۳۴)

☆......حضرت سیدہ أم کلثوم بنت علیؓ.

آپ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت فاطمہؓ کی حقیقی صاحبزادی ہیں آپ کی ولادت سن ۹ ہجری میں ہوئی (چودہ ستارے ص ۹۸) آپ کو اپنے نانا حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا

Scanned with CamScanner

شرف حاصل ہوا تھا چھوٹی بچی ہونے کی وجہ سے آپ سے کوئی روایت مروی نہیں

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب الهاشمية شقيقة الحسن والحسين
ولدت فی حدود سنة ست من الهجرة ورأت النبی ﷺ ولم ترو
عنه شيئا (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۵۰۱)

آپ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے صرف اس لئے شادی کی کہ آپ کو حضور ﷺ کی رشتہ داری کا شرف حاصل ہو جائے اور آپ نے یہ بات کھلے عام کہی بھی تھی آپ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے جب ان کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سے اس بارے میں مشورہ فرمایا انہوں نے بھی اس رشتہ کو خوشی منظور کیا اور حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں آپ نے اس نکاح کی اصل غرض بتاتے ہوئے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں یہ شادی محض خواہش کے تحت نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس لئے کر رہا ہوں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے ہر نسب و رشتہ کٹ جائے گا سوائے میرے نسب و رشتہ کے۔ محدث شہیر امام عبد الرزاق عن ہمام صنعانی (۲۱۱ھ) نقل کرتے ہیں

عن عكرمة قال تزوج عمر بن الخطاب أم كلثوم بنت علی بن أبی طالب وهی جارية تلعب مع الجواری فجاء إلى أصحابه فدعوا له بالبركة فقال إنی لم أتزوج من نشاط بی ولكن سمعت رسول الله ﷺ يقول ان كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببی ونسبی فأحببت أن يكون بينی وبين نبی الله ﷺ سبب ونسب (المصنف لعبد الرزاق ج ۶ ص ۱۶۴)

Scanned with CamScanner

فقال إني لم أرد الباءة ولكني سمعت رسول الله ﷺ يقول كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة ماخلا سببي ونسبي وكل ولد أب فان عصبتهم لابيهم ماخلا ولد فاطمة فاني أبوهم وعصبتهم (معرفة الصحابة ج ۱ ص ۷۸)

کل نسب وصهر منقطع الا نسبي وصهري (ریاض ص ۳۱۹۔ مختصر تاریخ دمشق ج ۱۶ ص ۱۲۰ لمحمد بن مکرم الشہیر بابن منظور ۷۱۱ھ)

(نوٹ) علامہ علی بن عیسی اردبیلی (۶۴۶ھ) نے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ میں حضرت عمر کا یہ بیان نقل کیا ہے (دیکھئے ص ۱۰)

حضرت امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) نے حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں

انه كان لي صحبة فأحببت ان يكون لي معها سبب (سنن کبری ج ۷ ص ۶۴)

مجھے حضور ﷺ کی صحبت کا شرف تو حاصل ہے ہی میں نے چاہا کہ اس کے ساتھ حضور ﷺ کے خاندان سے رشتہ کا شرف بھی نصیب ہو جائے

علامہ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم کے لئے پیام دیا حضرت علیؓ نے کہا میں نے جعفر کے صاحبزادوں کے لئے اپنی صاحبزادیاں روک رکھی ہیں حضرت عمر نے فرمایا اے علیؓ ام کلثوم کا مجھ سے نکاح کر دیں اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو میری طرح ام کلثوم سے حسن صحابت کا منتظر ہو حضرت علیؓ نے کہا اچھا تو مجھے منظور ہے چنانچہ حضرت عمرؓ مہاجرین کی مجلس میں (جو قبر انور اور منبر کے

Scanned with CamScanner

درمیان تھی اور جہاں علی عثمان زبیر طلحہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم بیٹھا کرتے تھے)
تشریف لائے جب دنیا کے کسی گوشہ سے حضرت عمرؓ کے پاس کوئی چیز آتی تو حضرت عمرؓ
ان حضرات کے پاس آکر اس کی خبر دیا کرتے تھے اور انہیں سے عموماً مشورہ لیا کرتے تھے۔
حضرت عمرؓ نے ان اکابر سے جاکر کہا مجھے شادی کی مبارکباد دو۔ انہوں نے پوچھا کہ امیر
المؤمنین آپ کی کس سے شادی ہوئی؟ بولے علیؓ ابن ابی طالب کی صاحبزادی سے۔ ان
سب نے آپ کو مبارک باد دی۔ پھر حضرت عمرؓ ان سے حدیث بیان کرنے لگے کہ
نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر نسب وسبب کٹ جائے گا البتہ میرا نسب وسبب باقی
رہے گا میں آپ کے ساتھ رہا اور اب آپ سے میرا نسب بھی جڑ گیا ہے

وكنت قد صحبته فأحببت أن يكون هذا أيضا (طبقات ج ۷ ص ۲۳۹)

حضرت عمرؓ کی شہادت تک ام کلثوم ان کے نکاح میں رہیں (ایضا)

حضرت عمر فاروقؓ سے آپ کے ہاں دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہوئے تھے محدث
عبدالرزاق بن ہمام صنعانیؒ (۲۱۱ھ) لکھتے ہیں

قال عبدالرزاق...... وأم كلثوم من فاطمة بنت رسول الله ﷺ ودخل عليها عمر وأولد منها يقال له زيد فبلغني أن عبدالملك بن مروان سمها فماتا وصلى عليهما عبدالله بن عمر وذلك أنه قيل لعبد الملك هذا إبن علي وإبن عمر فخاف على ملكه فسمها (المصنف ج ۶ ص ۱۶۴)

حضرت عمر فاروقؓ کے انتقال کے بعد آپ خواجہ ابو طالب کے پوتے عون بن جعفرؓ کے
نکاح میں آگئیں اور ان کے انتقال کے بعد آپ نے ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے شادی کی

Scanned with CamScanner

وهو الذی تزوج أم کلثوم بنت علی بعد عمر بن الخطاب (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۷۹)

جب حضرت محمد بن جعفرؓ کی وفات ہو گئی تو کچھ عرصہ بعد آپ نے ان کے بھائی عبداللہ بن جعفر سے نکاح کر لیا۔ شیعہ عالم مرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (۱۱۲۶ھ) لکھتے ہیں

واما أم کلثوم فزوجها أبوها من عمر بن الخطاب لما مات عمر تزوجها عون بن جعفر بن أبی طالب وبعد فوته تزوجها أخوه محمد بن جعفر فلما توفی محمد تزوجها عبدالله بن جعفر وماتت عنده فی الوقت الذی مات فیه ابنها زید بن عمر بن الخطاب صلی علیهما عبدالله بن عمر أو سعد بن ابی وقاص (نزل الابرار فی مناقب اھل البیت الاطہار ص ۷۸)

آپ کی وفات ۴۹ھ میں ہوئی آپ کی وفات والے دن آپ کے بیٹے (حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے) حضرت زید نے بھی وفات پائی اور دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی وقت میں ادا کی گئی حضرت عبداللہ بن عمرؓ (بروایت دیگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ حضرت امام حسنؓ کے کہنے پر پڑھائی گئی تھی شیعہ مؤرخ مرزا عباس قلی خان لکھتا ہے

درجنازه آن مخدره محترمه حضرت امام حسن وامام حسین علیهما السلام حضور داشتند وجماعتی از مشائخ بزرگ واعیان آن زمان چون ابن عباس وعبد الله بن عمر وابوهریره حاضر شدند وبفرمان امام حسن علیه السلام عبدالله بن عمر در نماز تقدم

Scanned with CamScanner

گرفت (طراز المذہب مظفری ص ۵۲ طبع بمبئی)

کسی بھی روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اپنی بہن کا جنازہ اس لئے نہ پڑھا کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ اس نماز کے امام تھے اور نہ کسی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی بہن سے اس لئے علیحدگی اپنائی تھی کہ وہ حضرت عمر فاروقؓ کے عقد میں تھیں۔

جو دوست یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت کی عزت واپس خواجہ ابو طالب کے گھر تو آگئی تھی اور حضرت علیؓ کے بھائی کے بیٹے سے ان کی شادی ہوگئی تھی وہ حضرت عمرؓ کے پاس تو نہ رہی ؟ مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ عزت حضرت عمر فاروقؓ کے انتقال تک آپ کے گھر ہی رہی انہیں یہ تسلیم کرنے میں کیوں تکلیف ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے داماد تھے حضرت عمرؓ کے بغض میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور آل رسولؐ کی عزت سے کھلواڑ کیا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے ؟۔ علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان عليا رضى الله عنه أنكح عمر ابنته أم كلثوم من فاطمة رضى الله عنها فى إمامته وأولدها زيد بن عمر وهذا مما يدل على الوداد بين على وعمر رضى الله عنهما وصحة إمامة عمر رضى الله عنه الذى هو منصوص أبى بكر رضى الله عنه وأنهما لم يكونا على باطل (الحجج الباهرة ص ١٦٨)

حضرت ام کلثومؓ کا حضرت فاطمہؓ کی حقیقی صاحبزادی ہونا اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ آپ کا نکاح اہل سنت کی مستند کتابوں میں موجود ہے اور شیعہ علماء نے بھی اسے کھلے

Scanned with CamScanner

ہندوں تسلیم کیا ہے راقم الحروف نے کتاب ﴿ نور القمر بسيرة سيدنا عمرؓ ﴾ کی دوسری جلد میں اس پر مفصل گفتگو کی ہے۔ شیعہ عالم محمد بن علی بن شہر آشوب (۵۵۸ھ) لکھتا ہے

فولد من فاطمة الحسن والحسين والمحسن وزينب الكبرى وأم كلثوم (مناقب آل ابی طالب ص ۸۹ عراق)

ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) حضرت علی مرتضیٰؓ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

كان له سبعة وعشرون ذكرا وأنثى الحسن والحسين وزينب الكبرى وزيب الصغرى المكناة بام كلثوم من فاطمة بنت رسول الله (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۱۶)

شیعہ علماء مختلف بہانوں سے حضرت ام کلثومؓ کی اس تزویج کا انکار کرتے ہیں ہم ان کی اس پریشانی کو سمجھتے ہیں مگر کیا کیا جائے وہ جس شدت سے اس تزویج کا نکار کرتے ہیں شیعہ کتابیں اسی شدت (بلکہ اس سے زیادہ شدت) سے اس نکاح کو ثابت مانتی ہیں کاش کہ شیعہ علماء علامہ خمینی کے ممدوح ملا باقر مجلسی کا یہ فیصلہ کن بیان پڑھ لیں

فبعد ورد تلك الاخبار وماسياتي باسانيد أن عليا لما توفي أتى أم كلثوم فانطلق بها إلى بيته وغير ذلك مما أوردته في كتاب بحار الانوار إنكار ذلك عجيب (مراۃ العقول فی شرح الفروع والاصول ج ۳ ص ۴۴۹)

سوان احادیث کے ملنے پر اور جو (روایات) آگے آئیں گی کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور کئی

Scanned with CamScanner

دوسری احادیث جو میں نے کتاب بحار الانوار میں لکھی ہیں اس نکاح کا انکار
بہت حیران کن ہے

شیعہ علماء کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے ذمہ یہ بات منسوب کریں کہ آپ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے بدگمان رہیں اور آپ نے آخر وقت تک ان سے قطع تعلق رکھا اور پھر حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں صاحبزادوں اور خاندان نبوت کے روشن ستاروں نے بھی ان حضرات کے لئے کبھی کوئی کلمہ خیر نہیں کہا......یاد رکھئے یہ سب جھوٹ ہے اور اس باب میں جتنی بھی داستانیں وضع کی گئیں ان کا موجد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا یہودی تھا جو شروع دن سے ہی اس عزم کے ساتھ مصر سے نکلا کہ حضور اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اسے اختلافی بنادیا جائے اور آپ ﷺ نے جن لوگوں کو یہ دین حوالہ کیا ان کے بارے میں انتہائی غلیظ ترین پراپیگنڈا کیا جائے تاکہ لوگوں کا اس دین کی حقانیت سے اعتماد ختم ہو جائے اس نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور نتیجۃً ایک ایسا گروہ وجود میں آگیا جس نے اسلام کی شکل مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دین اور حاملین دین کو بے اعتبار کرنے کے لئے جس قدر جھوٹ الزامات بہتانات اور اتہامات ہو سکتے تھے اس گروہ نے وہ سب کے سب ان پر لگائے مگر وہ یہ بات بھول گئے کہ اس دین کا محافظ اللہ رب العزت ہے اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس دین کی حفاظت کرے گا اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے چراغ کو قیامت تک روشن کئے رکھے گا خواہ کافروں اور مشرکوں کو کتنا ہی برا لگے اور اس سے انہیں کیسی ہی تکلیف پہنچے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) کے اس بیان پر شیعہ عوام کو ضرور

غور کرنا چاہئیے

یہ نکتہ محفوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ اگر حضرت علیؓ مسلمان ہیں اور کامل الایمان ہیں تو حضرت عمرؓ ضرور باایمان ہیں کہ ان کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کردیا اور حضرت عمرؓ اگر نعوذباللہ کافر ہیں (جیساکہ شیعہ کے اکابر کہتے رہتے ہیں) تو حضرت علیؓ بھی نعوذباللہ پہلے ہیں۔ کافر نہیں فاجر سہی کہ اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کردیا اپنے آپ (مرضی سے) کیا تو کفر میں کچھ شک نہیں اور زبردستی کردیا توباوجود اس استطاعت کے اتنی بے عزتی نعوذباللہ کہ ادنی چمار بھی گوارا نہ کرے حضرت علیؓ تو در کنار۔

الہی تو خوب جانتا ہے کہ میں اس عقیدہ سے بدل و جان ناخوش ہوں اور حضرت زہرا کی صاحبزادی کا یہ قصہ بناچاری لکھتا ہوں کہ کسی طرح شیعہ عالم مولوی عمار حضرت علی کی طرف سے بد ظن نہ رہیں (ھدیۃ الشیعہ ص ۲۱۸)

آپ اس سے پہلے یہ بھی لکھ آئے ہیں

افسوس کہ ایک حضرت عمرؓ کی عداوت کے سبب خاندان نبوی کی عزت کو تو اتنا بٹہ لگادیا پر یہ نہ ہوسکا کہ بتصدق اہل بیت حضرت عمرؓ ہی کو شامل رحمت اور مغفرت خداوندی سمجھ لیتے (ایضاص ۲۲۱)

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ اور آپ کے دونوں صاحبزادگان کے حضرات شیخین کریمین کے ساتھ تعلقات کس طرح کے تھے۔ راقم الحروف نے خلفائے راشدین پر لکھی گئی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ اس پر گفتگو ہے تاہم مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب میں بھی اس کا خلاصہ لکھ دیا جائے تاکہ وہ دوست جن کے پاس راقم الحروف

Scanned with CamScanner

کی دوسری تالیفات نہیں کم از کم وہ ہماری ان سطور غور کریں اور اپنے شیعہ دوستوں کو ان حقائق سے آگاہ کریں اللہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ ہماری تھوڑی سے کوشش پر کئی بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت پر مل جائے اور جو لوگ ہدایت کے نام پر دن رات یہاں بغاوت کا سبق دیتے ہیں وہ ان کے ان باغیانہ پراپیگنڈے سے آنے سے بچے رہیں

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم

دوش نبی کے شاہسواروں کی بات کر
کون ومکان کے راج دلاروں کی بات کر
جن کے لئے کوثر و تسنیم موجزن
ان تشنہ کام بادہ گساروں کی بات کر
خلد بریں جن کے تقدس کی سیر گاہ
ان خوں میں غرق غرق نگاروں کی بات کر
کلیوں پہ کیا گزری پھولوں کو کیا ہوا
گلزار فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر
جن کے نفس نفس میں تھے قرآن کھلے ہوئے
ن کربلا کے سینہ فگاروں کی بات کر
شمر لعین کا ذکر نہ کر میرے سامنے
شیر خداؓ کے مرگ شعاروں کی بات کر

عارف باللہ حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

حضرات فاطمۃ الزاہراء اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی نگاہ میں

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کے نواسے خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شاہزادے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں تو وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار بھی ہیں حضور ﷺ سے محبت اور آپ کی ہدایت کے پیش نظر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں صاحبزادگان کو نہایت محبت اور عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بہنوئی بھی تھے (کہ ان کی سگی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی) تاہم آپ کی نظر میں وہ رشتے سب سے اہم تھے جو حضور ﷺ کے واسطے سے تھے اور آپ اس رشتہ کو نہایت قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے

ایک مرتبہ یہ دونوں بھائی بیمار ہوئے تو حضور ﷺ انہیں دیکھنے کے لئے آئے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ شیعہ عالم علی بن عیسی اردبیلی لکھتا ہے

مرض الحسن والحسين فعادهما جدهما رسول الله ﷺ ومعه أبوبكر وعمر (کشف الغمہ ص ۳۰۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بھی خیر خیریت دریافت کیا کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد سلیم بن قیس ہلالی (۹۰ھ) کہتے ہیں

وكان علی عليه السلام يصلی فی المسجد الصلوات الخمس

فلما صلی قال ابوبکر و عمر کیف بنت رسول اللہ ﷺ الی ان
ثقلت فسالا عنہا (کتاب سلیم بن قیس ص ۲۵۳ مطبوعہ قم ایران۔ بحار
الانوار ج ۳ ص ۱۹۹)

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ کے دونوں شہزادوں کے ساتھ بڑی محبت تھی اور آپ انہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے ایک مرتبہ آپ نماز عصر پڑھا کر نکلے حضرت علیؓ بھی ساتھ تھے دیکھا کہ حضرت حسنؓ کھیل رہے ہیں آپ نے حضرت حسنؓ کو اٹھا کر پیار کیا اور کندھے پر سوار کر لیا اور حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ تو میرے نبی کے مشابہ ہیں تمہارے مشابہ نہیں حضرت علیؓ یہ بات سن کر ہنس پڑے۔

حضرت ابوبکر صدیق حضور علیہ السلام کے ان دونوں شہزادوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے آپ کے دور میں اگر کہیں سے کوئی مال غنیمت آتا تو آپ ان دونوں کو بھی عطا فرمایا کرتے تھے دور صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کو حیرہ کے مقام پر فتح میں بہت مال ملا آپ نے اسے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان میں سے حضرت حسینؓ کو طیلسان کی ایک قیمتی چادر عطا فرمائی تھی

فوھب الطیلسان للحسین بن علی (فتوح البلدان ص ۲۵۴ للبلاذری)

☆.....حضرت عمر فاروق ان بچوں کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسے بھی ملاحظہ کیجئے

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے کہا کہ والد صاحب کسی ضروری کام میں مصروف ہیں خود مجھے بھی ملاقات کی اجازت نہیں ملی ہے حضرت حسینؓ واپس تشریف لے گئے جب آپ کی حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حسینؓ نے صورت حال عرض کی اور کہا کہ اس وجہ سے میں بھی

Scanned with CamScanner

واپس چلا آیا تھا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا آپ ابن عمرؓ کے درجہ میں ہیں یعنی کیا تم اور ابن عمرؓ برابر کے درجہ میں ہو؟ نہیں...... تمہارا مقام اور ہے اس کا اور ہے جتنی کچھ ہمیں عزت ملی ہے وہ سب کچھ آپ کے گھرانے سے حاصل ہوئی ہے آپ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مقام کیسے حاصل ہوتا؟

وانت عندی مثله وهل انبت الشعر علی الرأس غیرکم (تاریخ عمر لابن جوزی ص ۱۶۴)

حضرت عمر فاروقؓ اسی تعلق کی بناء پر حضرات حسنین کریمینؓ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور ہمیشہ بزرگانہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب مسلمانوں کے لئے وظیفہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اس کے لئے ایک فہرست تیار کی آپ نے حضرات حسنین کریمینؓ کے لئے ان کے والد حضرت علیؓ کے حصہ کے مطابق وظیفہ مقرر فرمایا جو پانچ ہزار درہم تھے حضرت امام طحاویؒ (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ

لقرابتهما من رسول الله ﷺ (شرح معانی الاثار ج ۲ ص ۱۸۱)

یہ اس لئے تھا کہ یہ دونوں حضور اکرم ﷺ سے بہت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں

علامہ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

وفرس الابناء البدريين الفين الفين إلا حسنا وحسينا فانه ألحقهما بفريضة أبيهما لقرابتهما برسول الله ﷺ ففرض لكل واحد منهما خمسة آلاف درهم وفرض للعباس بن عبدالمطلب خمسة آلاف درهم لقرابته برسول الله ﷺ (طبقات ج ۳ ص ۲۲۵)

علامہ احمد بن یحیٰ بلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی بناء پر اتنا ہی مقرر کیا جتنا ان کے والد کے لئے مقرر کیا یعنی دونوں کے لئے پانچ پانچ ہزار (فتوح البلدان ص ۶۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب اللہ تعالی نے بے شمار فتوحات عطا فرمائیں اور مال ومتاع آیا تو وہ سب مسجد میں رکھا گیا جب سارے صحابہ آگئے تو سب سے پہلے حضرت حسن بن علیؓ آگے بڑھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمیں ہمارا وہ حق عطا فرمائیں جو اللہ نے مسلمانوں پر عائد کئے ہیں آپ نے کہا خوش آمدید۔ چنانچہ آپ نے انہیں ہزار درہم دینے کا حکم دیا پھر حضرت حسین بن علیؓ آگے بڑھے اور انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا حضرت عمرؓ نے انہیں بھی ہزار درہم دینے کا حکم دیا جب عبداللہ بن عمرؓ کی باری آئی تو آپ نے انہیں پانچ سو دینے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھے پانچ سو کیوں؟ میں نے تو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد بھی کیا ہے جبکہ اس وقت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بچپنے میں تھے آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہ بات درست ہے لیکن جا مجھے ایسا باپ لا کر دکھا جس طرح ان دونوں کا ہے ایسی ماں لا کر دکھا جیسی ان کی ہے ایسا نانا لا کر دکھا جیسے ان کے تھے تو ایسا نہیں کر سکے گا کیونکہ ان کا باپ حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں ان کی والدہ فاطمۃ الزہراءؓ ہیں ان کی نانی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں ان کے چچا حضرت جعفرؓ ہیں ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ہیں اور ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم ہیں جو حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ہیں (رياض النضرة ص ۳۴۰)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہزار درہم و دینار دینا اور اپنے بیٹے کو اس کا نصف دینا بتاتا

Scanned with CamScanner

ہے کہ آپ کے دل میں قرابت رسول کا بہت زیادہ احترام تھا اور یہ صرف اسی لئے تھا کہ یہ حضور ﷺ کے شہزادے اور نواسے ہیں

جب حضرت عمرؓ کے پاس کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو آپ ان خزانوں کو دیکھ کر رو پڑے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ حضور آج تو شکر اور خوشی کا دن ہے آپ رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جس قوم کو اس طرح کی چیزیں ملتی ہیں انجام کار ان میں بغض وعداوت بھی آجاتا ہے میں اسی کے خوف سے لرز گیا ہوں آپ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ بتائیں ہم وزن سے دیں یا بھر بھر کر دیں حضرت علیؓ نے فرمایا بھر بھر کر دیں چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت حسنؓ کو بلایا اور انہیں بھر بھر کر دیا پھر حضرت حسینؓ کو بلایا اور انہیں بھی خوب بھر کر دیا پھر دوسرے لوگوں کو دیا

فقال علي بل احثوا لهم ثم دعا حسن بن علي أول الناس فحثا له ثم دعا حسينا ثم أعطى الناس (المصنف لعبدالرزاق ج ۱۱ص۱۰۰)

آپ نے حضرات حسنینؓ کو یہ اس لئے دئے کہ وہ حضور ﷺ کے قریبی عزیز یعنی نواسے تھے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ کے قرابت دار کتنے عزیز تھے اور یہ سب حضور ﷺ کی ہی محبت و تعلق کا نتیجہ تھا جو آپ کے ہر عمل اور ہر فیصلہ میں نمایاں نظر آتا تھا

حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں ان دونوں بھائیوں کے لئے اس قدر پیار تھا کہ آپ نے یمن سے خاص طور پر ان کے لئے اچھے کپڑے سلوا کر منگوائے اور جب ان دونوں کو پہنائے تو فرمایا کہ اب مجھے خوشی ہوئی ہے حضرت عمرؓ اپنے لڑکوں سے زیادہ حضرت حسن ؓاور حضرت حسینؓ کا خیال ولحاظ رکھتے تھے حضرت امام باقرؒ کہتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

جب حضرت عمرؓ کے پاس یمن کے کپڑے آئے تو ان کو مہاجرین وانصار میں تقسیم کر دیا ان میں سے کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جو ان دونوں شہزادوں کی شان کے لائق ہوتا تو آپ نے حاکم یمن کو لکھا کہ

ان یعمل لھما علی قدرھما ففعل وبعث بھا علی عمر فلبساھا فقال عمر لقد کنت اراھا علیھم فما یھنئنی حتی رایت علیھما مثلھما (ریاض ج ا ص ۱۴۱ ۳ ازالۃ ج ۳ ص ۲۸۹)

ان دونوں شہزادوں کے لئے ان کے قدر کے مطابق کپڑے تیار کر کے بھیجیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو پہنایا اور کہا کہ انہیں پہلے جو کپڑے پہنائے گئے وہ مجھے پسند نہیں آئے تھے یہاں تک کہ اب ان پر ایسے کپڑے ہیں جن کو دیکھ کر میرا جی خوش ہو گیا فقال الان طابت نفسی (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۹۱)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ

وجئی مرۃ بحلل من الیمن فقسمھا بین أبناء الصحابۃ ولم یعطھما منھا شیئا وقال لیس فیھا شئی یصلح لھما ثم بعث إلی نائب الیمن فاستعمل لھما حلتین تناسبھما (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

(اس کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب حضرت عمر فاروقؓ کی دوسری جلد میں ملاحظہ کیجئے)

یہی حال حضرت عثمان غنیؓ کا بھی تھا حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ حضرت حسینؓ کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے

کان الصدیق یکرمہ ویعظمہ وکذلك عمر وعثمان (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰) وقد ثبت ان عمر بن الخطاب کان یکرمھا ویحملھا

Scanned with CamScanner

ویعطیهما کما یعطی أباهما (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

حافظ ابن کثیرؒ کے بیان سے شیعہ دوستوں کو اتفاق نہ ہو تو وہ اپنے ملا باقر مجلسی سے سن لیں

درایام خلافت خود ظاہر اور اعزاز واکرام آنحضرت و حضرات حسنین علیہم السلام نہایت مبالغہ مے نمودند (حق الیقین ص ۱۷۷ طبع لکھنؤ)

حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اپنے زمانہ خلافت میں حضرت علی مرتضیٰ حضرت حسن اور حضرت حسین کے اعزاز واکرام میں بہت زیادہ مبالغہ فرماتے تھے

حضرت علی بن حسینؓ (امام زین العابدینؒ) کی والدہ محترمہ کون ہیں؟ اور یہ خاتون محترم کس طرح حضرت امام حسینؓ کے عقد میں آئیں ہیں اس کے لئے شیعہ محدث علامہ کلینی کی یہ روایت دیکھئے موصوف امام جعفر صادقؒ کے والد امام محمد باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عجم کی فتوحات میں سے جو کچھ آیا اس میں یزد جر بادشاہ کی بیٹی بھی تھی جو اپنے حسن وجمال میں بہت معروف تھی اور مدینہ کی عورتیں اس کو دیکھنے لئے چھتوں پر چڑھ گئیں تھیں...... حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ اسے مسلمانوں میں کسی ایک شخص کو پسند کرنے کا اختیار دے دیں جس کو وہ پسند کرلے وہ اس کے غنیمت کے حصہ میں شمار کرلی جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس لڑکی نے حضرت حسین بن علیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا

﴿فجاء ت حتی وضعت یدها علی راس الحسین علیه السلام﴾

اس طرح وہ حضرت حسینؓ کے حصہ میں آگئی حضرت علیؓ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام شاہ جہاں بتایا حضرت علی نے کہا تیرا نام شہر بانو ہوگا۔ حضرت امام زین العابدینؒ اسی کے بطن سے ہیں۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۵۶)

Scanned with CamScanner

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؒ کی والدہ مکرمہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات میں آئی تھیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے کہنے پر وہ امام حسینؓ کے حصہ میں آئیں اور پھر آپ نے اسے ان کے مال غنیمت میں شمار کیا۔

شیعہ کی کسی ایک روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے اسے اپنی بہو بنانے سے یہ کہہ کر انکار کیا ہو کہ یہ حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے اور ہم اس خلافت کو درست نہیں سمجھتے۔ اور نہ کسی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے اس خاتون کو یہ کہہ کر اپنے سے دور کر دیا کہ میں چھینی ہوئی خلافت سے کوئی حصہ نہیں لینا چاہتا حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ وقت تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان سے اپنی ایک خواہش کا اظہار فرمایا حضرت عمرؓ نے اسے شرف پذیرائی بخشا حضرت حسینؓ نے اس کو قبول کیا اور اسے اپنے حرم محترم میں لے آئے۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کو خلافت غاصبہ سمجھتے تھے؟ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایسے ملکی معرکوں میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی موجود ہوتے تھے ورنہ وہ موقع پر حضرت عمرؓ کو یہ مشورہ کیسے دے رہے تھے؟

کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان آپس میں کوئی رنجش تھی اور ان دونوں کے راستے جدا جدا رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر مرحوم نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے آپ بھی پڑھیں

شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں تو حضرت عمرؓ کے بار منت سے وہ قیامت تک سبک دوش نہیں ہو سکتے اگر حضرت عمرؓ بکمال ایثار حضرت شہربانو امام حسینؓ کو نہ بخش دیتے نہ زین العابدین کا وجود مسعود ظہور پذیر ہوتا نہ اس کی پشت سے

Scanned with CamScanner

سادات پیدا ہوتے یہ بھی معلوم ہو کہ معاذاللہ اگر حضرت عمرؓ مسلمان نہ تھے تو ان کا بخشا ہوا مال غنیمت حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کو لینا حلال نہ ہوتا پھر حضرت شہر بانو کا نکاح بھی جائز نکاح نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس امر کے جواب دہ شیعہ سادات ہیں کہ جب معاذاللہ تزویج ہی صحیح نہیں تو اولاد کیسے رشید ہو سکتی ہے غرض ہمارے شیعہ بھائی سوچیں کہ یہ برا عقیدہ کہ حضرت عمرؓ کو معاذاللہ کافر و منافق سمجھنا کیا کچھ خرابیاں پیدا کرتا ہے خوب غور کرو (آفتاب ہدایت ص ۱۱۸)

اللہ کرے کہ شیعہ علماء کو یہ بات سمجھ آجائے اور وہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف بد گمانیوں اور بد زبانیوں سے باز آجائیں۔

(نوٹ) پیش نظر رہے کہ حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے (حضرت علی مرتضیٰؓ کے پوتے) امام زین العابدینؒ حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے سالم بن عبداللہؒ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد آپس میں خالہ زاد بھائی تھے مولانا وحید الزمان حیدر آبادی اس رشتہ کی بابت لکھتے ہیں

یزدجرد ایران کا بادشاہ تھا اس کی تینوں بیٹیاں مسلمان قید کر کے لائے حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایک بیٹی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دی گئی اس سے سالمؒ پیدا ہوئے دوسری محمد بن ابی بکرؓ کو دی گئی اس سے قاسمؒ پیدا ہوئے تیسری امام حسین کو دی گئی اس سے امام زین العابدینؒ پیدا ہوئے یہ تینوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے (لغات الحدیث ج ۲ کتاب ز ص ۹)

داماد نبی حضرت عثمان غنی حضرات حسنین کریمین کو کس نگاہ شفقت و محبت سے دیکھتے تھے اسے ملاحظہ کیجئے

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان غنیؓ بھی حضرات حسنین کریمین کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ
فرماتے تھے یوں بھی رشتے میں آپ ان کے خالو تھے کہ آپ کی دو خالہ حضرت عثمان غنی
کے نکاح میں تھیں حضرت عثمان غنیؓ ان پر صرف شفقت ہی نہیں حضور ﷺ کے نواسہ
ہونے اور ان سے خصوصی محبت فرمانے کی بناء پر ان کی تعظیم و تکریم بھی فرماتے تھے ہم
پہلے حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے یہ بات پہلے بتا آئے ہیں

حضرت عثمان غنیؓ جب ایک مرتبہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ساتھ
حضرت حسینؓ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا ان کے ہمراہ حضرت جعفر کے بیٹے حضرت
عبداللہ بھی تھے راستہ میں حضرت حسینؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ نے چاہا کہ
وہیں ان کے ساتھ رہیں مگر حضرت حسینؓ نے آپ کو قسم دے کر جانے کو کہا تو آپ عمرہ
کے سفر پر نکل پڑے اور حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی

حضرت امام حسینؓ نے عہد عثمانی میں ہونے والے بہت سے غزوات میں بھرپور حصہ لیا تھا
اور آپ کا حضرت عثمان غنی اور ان کی خلافت پر بھرپور اعتماد تھا آپ حضرت عثمان کی
خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے تھے اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے اور خلیفہ اسلام کی
جانب سے جو کچھ بھی ملتا تھا آپ اسے خوشی سے قبول فرماتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ
میں خلافت عثمان کو غلط جانتا ہوں اس لئے نہ تو کسی غزوہ میں جاؤں گا اور نہ کوئی ساز و سامان
اور وظائف لوں گا

☆......۲۶ ہجری میں طرابلس اور افریقہ کے علاقوں میں معرکہ لگا حضرت حسین اس میں
پوری طرح شریک تھے اس فوج کے سالار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے

☆......۳۰ ہجری میں خراسان اور پبرستان کے علاقوں میں جہاد ہوا حضرت حسینؓ اس

Scanned with CamScanner

میں بھی شریک رہے اس قافلہ کے امیر حضرت سعید بن العاص الاموی تھے

اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ حضرت عثمان غنی کو دل کی گہرائیوں سے خلیفہ اسلام سمجھتے تھے اور ان کی اطاعت کو اسلام کی اطاعت ہی جانتے تھے اگر آپ کے دل میں کہیں بھی اس باب میں کوئی شک ہوتا تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت امام حسینؓ کبھی ان معرکوں میں حصہ لیتے ؟اور کیا ان فتوحات سے ملنے والے اموال اور وظائف کو کسی صورت لینا پسند فرماتے ؟ نہیں...... البتہ ہمارے پاس شیعہ علماء کے اس جھوٹ کا کوئی علاج نہیں کہ حضرت امام حسینؓ یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر کرتے رہے یہ آپ کی ہوشیاری تھی کہ آپ نے دوغلی پالیسی اپنائے رکھی اور کسی کو پتہ نہ چلنے دیا کہ آپ اوپر سے کچھ ہیں اور اندر سے کچھ ہیں آپ اوپر سے تو ان کی بات مانتے ہیں ان سے وظائف لیتے ہیں ان کا ادب واحترام کرتے ہیں ان سے محبانہ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر اندر سے آپ پوری طرح ادھار کھائے بیٹھے تھے اور سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جب حضرت عثمان سے ہماری جان چھوٹے گی تا آنکہ مرد مجاہد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا میدان میں نکلے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مل کر ہمارے لئے سامان نجات پیدا کیا...... شیعہ علماء کے اس عقیدہ اور اس سوچ کو اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو خود ہی غور کرلیں کہ اس سے حضرت امام حسینؓ کی تصویر کیا نظر آتی ہے ؟کیا آپ واقعی ایسے ہی تھے ؟ نہیں ہرگز نہیں آپ کا ظاہر وباطن ایک تھا اور آپ کے دل میں حضور ﷺ کے خلفاء عظام کی قدر وعزت پوری طرح موجود تھی۔

رہی بات خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ تعلقات کی تو آیئے ہم اسے بھی ایک نظر دیکھتے چلیں

Scanned with CamScanner

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
اور
خاتون جنت حضرت سیدۃ فاطمہ الزہراءؓ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دختر نیک اختر اور سرور دو عالم ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں اور سب مؤمنوں کی ماں ہیں آپ گو حضرت سیدہ فاطمہؓ سے عمر میں چھوٹی ہیں لیکن حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہونے کے باعث آپ حضرت فاطمہؓ کی روحانی ماں بھی ہیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی رحلت کے بعد جب حضرت فاطمہؓ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں تو حضرت عائشہؓ بھی ان کے ہمراہ تھیں پھر مدینہ منورہ میں بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کے ہاں کثرت سے جاتیں اور ان کا خیال رکھتی تھیں حضرت فاطمہؓ بھی اپنی روحانی والدہ کے آنے سے بہت خوش ہوتی تھیں

خاتون جنت اس بات سے بے خبر نہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کس نگاہ محبت سے دیکھتے ہیں آپ نے بارہا ان کے عند اللہ مقام و مرتبہ کی خبر دی تھی اور امت کو ان کا ادب و احترام کرنے کی خصوصی ہدایت بھی فرمائی تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ میرے ہاں آرام فرما رہے تھے حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں ان کو یہاں دوسری ازواج مطہرات نے بھیجا تھا حضرت فاطمہؓ اجازت لے کر اندر آئیں اور کہا کہ حضور مجھے آپ کی ازواج نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان میں اور حضرت عائشہؓ میں الفت و ہدایا و تحائف وغیرہ میں مساوات فرمائیں ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں

خاموش اس بات کو سن رہی تھی حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا

ای بنیۃ الست تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ھذہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۵)

اے میری بیٹی میں جس سے محبت رکھتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا جی ہاں میں محبت رکھتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا ان سے (یعنی حضرت عائشہؓ سے) محبت رکھا کرو

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے بطور خاص حضرت فاطمہؓ کو اپنی روحانی والدہ حضرت عائشہؓ سے محبت رکھنے کی تعلیم فرمائی تھی اور حضرت فاطمہؓ نے ہمیشہ اس ہدایت کو پیش نظر رکھا اور اپنی روحانی ماں سے محبت رکھی اور بسا اوقات آپ کو اپنے راز کی باتیں بھی سناتی تھیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ماں بیٹی کے تعلقات بڑے خوش گوار تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ کو حضرت عائشہ سے محبت رکھنے کی ہدایت فرمائیں اور حضرت فاطمہؓ ان سے دور دور رہیں اور ان سے بات چیت تک نہ کریں جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں حضور ﷺ کے گھر والوں اور آپ کے اہل وعیال میں دشمنی کے قصے سنانے والے کبھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے

علامہ حمیری نے اپنی سند کی ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ جب کبھی کوئی کھانا تیار کرتی تو اس میں سے حضرت عائشہؓ کے لئے بھی ایک حصہ رکھ لیتی تھیں اور آنے جانے والے ہاتھ انہیں بھیج دیتی (دیکھئے قرب الاسناد ص ۱۳۷ للحمیری)

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حضرت عائشہ سے محبت وعقیدت کا رشتہ اتنا گہرا تھا کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت ان کے لئے چاندی دینے کی وصیت بھی کی تھی

Scanned with CamScanner

شیعہ عالم ابن رستم طبری (محمد بن جریر بن رستم) بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے جب وفات پائی تو وہ حضرت عائشہؓ سے بہت خوش تھیں اور انہوں نے حضرت عائشہ کے لئے بارہ اوقیہ چاندی کی وصیت کی تھی (دلائل الامامۃ ص ۲۶۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ وہ حضور ﷺ کی سب سے چہیتی صاحبزادی تھیں آپ حضرت فاطمہؓ کی بڑی عزت کرتی تھیں حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر آپ نے ان کے گھر کا کام کاج کیا تھا وہ خاص حدیث جس میں حضرت فاطمہؓ کے اہل بیت اور آل عباء میں ہونے کا ذکر ہے وہ حضرت عائشہؓ ہی کے ذریعہ سے مروی ہے (صحیح مسلم) آپ خود ہی سوچیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے دل میں حضرت فاطمہؓ کے خلاف ذرا بھی (معاذ اللہ) بوجھ ہوتا تو کیا آپ یہ حدیث روایت کرتیں؟ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت فاطمہؓ سے افضل نہیں دیکھا سوائے حضور ﷺ کے۔

ما رأیت قط أحدا أفضل من فاطمة غیر أبیها (اصابہ ج ۴ ص ۳۷۸)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اور میرے درمیان کس بات پر اختلاف ہوا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ حضرت فاطمہؓ سے پوچھ لیں کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتیں

قالت عائشة ما رأیت أحدا قط أصدق من فاطمة غیر أبیها و کان بینهما شیء فقالت یا رسول الله سلها فإنها لا تکذب (مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۳۶۳)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا

Scanned with CamScanner

مارأيت أحدا كان أصدق لهجة منها إلا أن يكون الذى ولدها (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷۵)

میں نے حضرت فاطمہ سے زیادہ سچ بولنے والا کسی کو نہیں دیکھا سوائے ان کے جن کی وہ صاحبزادی تھی

ملاباقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) بھی نقل کرتا ہے

عن عائشة وذكرت فاطمة عليها السلام مارأيت أصدق منها إلا أباها (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۵۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر سچا ان کے والد کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھا

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت فاطمہ زہراءؓ کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اسے دیکھیے شیعہ عالم ملاباقر مجلسی اور مرزا محمد تقی سپر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں جو آپ نے حضرت فاطمہ زہراءؓ کی محبت میں کہے۔

يا نسوة استرن بالمعاجر   واذكرن ما يحسن فى المحاضر

والحمد لله على أافضاله   و اذكرن رب الناس قد خصنا

والشكر لله العزيز القادر   بدينه مع كل عبد شاكر

سرن بها والله اعلى ذكرها   و خصا منه بطهر طاهر

(بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۱۶۔ ناسخ التواریخ ج ۱ ص ۶۲)

اے عورتو! پردہ کے پیچھے چھپ جاؤ اور اپنی مجلسوں میں اچھی اچھی باتوں کیا کرو اور اس پروردگار کو یاد کرو جس نے اپنے ہر شکر گزار بندے کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ہمیں بھی اپنے دین سے خاص کر دیا اللہ عزیز و قادر کا شکر ہے اس کی بخشش پر
۔ فاطمہؓ کے ساتھ رہنا اللہ نے ان کا ذکر بلند کیا ہے اور خوب طہارت کے
ساتھ ان کو مخصوص فرمایا ہے۔۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے درمیان ہمیشہ محبت والفت کے تعلقات رہے ہیں کسی ایک روایت سے بھی پتہ نہیں چلتا کہ ان دونوں کے درمیان کبھی لڑائی جھگڑا ہوا ہو اور ان کے آپس کے درمیان کبھی نفرت کی باتیں سنی گئی ہوں

آپ کو حضرت فاطمہؓ کے بچوں سے بھی بڑی محبت تھی اور آپ کے دل میں ان کا بڑا احترام تھا حضرت حسنؓ نے جب ان کے گھر (یعنی حجرہ شریفہ) میں دفن ہونے کی خواہش کی اور آپ سے اس کی اجازت مانگی تو آپ نے خوشی سے اس کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے بھی بہت اچھے مراسم تھے اور ان کا روزانہ آپ کے ہاں آنا جانا تھا آپ حضرت فاطمہؓ کی بہت خدمت کرتی تھیں اور آخری وقت تک آپ ان کے ساتھ رہیں حضرت فاطمہؓ نے انہیں غسل دینے کی بھی وصیت فرمائی تھی اور انہوں نے ہی آپ کو غسل بھی دیا تھا

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے گھرانے میں کسی قسم کی کوئی رنجش نہیں تھی ان کے درمیان مؤدت و محبت اور اکرام و احترام کا رشتہ برابر قائم تھا اور یہ سب ایک تھے ان کے درمیان رنجشوں کی کہانی دشمنوں کی ہوائی ہے جو انہوں نے اڑائی ہے اور یہ راہ انہیں شیطان نے دکھائی ہے افسوس کہ انہوں نے ہمیشہ منھ کی کھائی ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اپنی عزت گنوائی ہے

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمۃ الزھراءؓ اور آپ کے اہل و عیال کی سیرت آپ کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو بڑی شان سے نوازا تھا حضور ﷺ نے انہیں اپنے جگر کا ٹکڑا اور خاتون جنت فرمایا حضور ﷺ کی مبارک نسل آپ ہی کے گھر سے چلی آپ کے دونوں بیٹے جنت میں جوانوں کے سردار ہوئے اور وقت آئے گا کہ اللہ اسی حسنی اور حسینی گھرانے سے امام مہدی کو پیدا فرمائیں گے اور دنیا پھر ایک مرتبہ اسلام کی بہار دیکھے گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا خاندان نہایت ہی قابل اکرام واحترام خاندان ہے اور صحابہ کرامؓ نے آپ کے خاندان کو ہمیشہ اسی احترام کی نظر سے دیکھا ہے حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت فاطمہؓ حضرات حسنین کریمینؓ کے جو مناقب وفضائل بیان فرمائے صحابہ کرام نے ان فضائل کو اسی عقیدت سے روایت کیا تا کہ ان کے بعد آنے والے یہ جان سکیں کہ حضور ﷺ کے خاندان اور آپ کے اہل و عیال کو اللہ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے مگر افسوس کہ ایک گروہ اب تک اس مذموم کوشش میں لگا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کے اہل و عیال اور صحابہ کرام میں فاصلہ دکھایا جائے اور انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل لا کر امت کو انتشار وافتراق کی نذر کیا جائے اس گروہ نے بطور خاص حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کو اپنے طعن کا نشانہ بنا رکھا ہے اور یہ لوگ بات بات پر یہ پراپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ سے ناراض رہیں کیونکہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کا حق دبا لیا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کا گھر جلا دیا تھا...... لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ آیئے ہم رافضی گروہ کے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لگائے ان دو مایہ ناز الزام کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ان دو الزاموں کی حقیقت کیا ہے ؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف شیعہ علماء کے پراپیگنڈہ کی حقیقت

(۱) جواب...... حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابو بکر سے ناراض رہنے کی بات غلط ہے

حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالی تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ آپ سے حضور ﷺ کی وراثت کے لئے کہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قاصد کو بتلایا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ انبیاء کرام کی میراث مال میں نہیں چلتی وہ جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں سب کا سب صدقہ ہوتا ہے چنانچہ جب حضرت فاطمہؓ کو یہ بات معلوم ہوگئی تو پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے اس بارے میں کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ آپ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

شیعہ علماء اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ پر نہایت ہی غلیظ قسم کے الزام لگاتے رہے ہیں اور ان کے مجتہد اور ملا یہ کہتے نہیں تھکتے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا حق وراثت چھین لیا تھا اور انہیں اُن کی جائیداد سے محروم کر دیا تھا حضرت فاطمہؓ یہ دنیوی مال نہ ملنے پر اس قدر ناراض ہوئیں کہ انہوں نے پھر حضرت ابو بکرؓ سے زندگی بھر کوئی بات نہ کی۔

آیئے ہم اس واقعہ کی حقیقت پر نظر کریں اور دیکھیں کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے دل میں دنیوی مال سے محبت کیا واقعی اس درجہ کی تھی کہ اس کے لئے انہوں نے اپنے والد محترم

Scanned with CamScanner

ﷺ کے عمر بھر کے رفیق اور جانثار کو چھوڑ دیا تھااور ان لوگوں کی یہ بات کہاں تک درست ہے ؟

☆☆☆......**الجواب**

خاتم النبیین حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں یہود کی ایک بڑی تعداد موجود تھی اور ان کے اپنے باغات اور زمینیں تھیں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو قوت وشوکت عطا فرمائی اور آس پاس کے علاقے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے جب بنو نضیر بنو قریظہ اور خیبر کے بعض قبائل نے مسلمانوں کا رعب وجلال دیکھا تو انہوں نے بغیر کسی لڑائی کے اپنی زمینیں مسلمانوں کے حوالہ کر دیں ان میں فدک نامی جگہ بھی تھی حضور ﷺ نے یہ زمینیں اپنی تحویل میں لے لیں یہ مال فئی تھا معروف شیعہ مترجم ملا مقبول احمد دہلوی امام باقر اور امام جعفر صادق کے حوالہ سے لکھتا ہے

تہذیب الاحکام میں جناب باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر علیہ السلام سے فئے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اس میں خون نہ بہایا گیا ہو (اور نہ ہی جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کی سب فئے اور انفال میں داخل ہے (ضمیمہ مقبول نوٹ نمبر ۳ ص ۱۵۶)

(نوٹ) یہی بات تفسیر صافی ج اص ۶۳۶ اور دوسری کتب شیعہ میں بھی موجود ہے

پیش نظر رہے کہ فدک مال فئی میں سے تھا یہ ایک گاؤں تھا جو مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر تھا جس میں پانی کا چشمہ اور کچھ کھجور کے درخت تھے اور یہ بغیر کسی جنگ کے

Scanned with CamScanner

صلح کے طور پر حضور ﷺ کے قبضہ میں آیا تھا اور خود علماء شیعہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ فدک اموال فئی میں سے تھا۔ نہج البلاغۃ کے شارح سید علی نقی لکھتے ہیں

اہل فدک نصف آں را بقولے تمام را بصلح وآشتی تسلیم نمودند (فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ ص ۹۵۹)

فدک کے لوگوں نے اس کا نصف حصہ یا ایک قول کے مطابق تمام فدک بغیر کسی لڑائی کے حضور ﷺ کے سپرد کر دیا

صاحب درۃ نجفیہ لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق باغ فدک میں کھجور کے کل گیارہ درخت تھے جو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے

انه كان فيها احدى عشر نخلة غرسها رسول الله ﷺ بيده (درہ نجفیہ ص ۳۳۲)

مگر افسوس کہ شیعہ علماء نے اپنے عوام کو یہ بتانے میں کوئی حیاء محسوس نہ کی کہ فدک درحقیقت ایک بہت ہی وسیع وعریض ملک تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں چاہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کو اتنا بڑا ملک اور سلطنت مل جائے اور وہ دولت مند بن جائیں شیعہ کتابوں میں فدک کا کل رقبہ کتنا دکھایا گیا ہے اسے بھی دیکھتے جایئے

شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب روایت کرتے ہیں کہ جب خلیفہ مہدی نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ فدک کا کل رقبہ کیا تھا اس کا حدود اربعہ تو بتائیں آپ نے اس کے جواب میں کہا

حد منها جبل أحد وحد منها عريش مصر وحد منها سيف البحر وحد منها دومة الجندل فقال له كل هذا قال نعم يا أمير المؤمنين

Scanned with CamScanner

هذا كله ان هذا كله مما لم يوجف على اهله رسول الله ﷺ بخیل ولا رکاب ۔(الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۱۹۲)

(ترجمہ) اس کی حدود اربعہ یہ ہے ایک طرف جبل احد دوسری طرف عریش مصر تیسری سیف البحر اور چوتھی دومۃ الجندل۔ اس نے کہا یہ ہے کل علاقہ۔ فرمایا ہاں اس علاقہ پر لڑائی نہیں ہوئی۔

امام موسیٰ کاظمؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک کسی باغ یا گاؤں اور شہر کا نام نہیں تھا ایک بڑا وسیع وعریض کوئی ملک تھا کہ اس کا ایک کنارا جبل احد تھا تو دوسرا عریش مصر تھا ادھر سے سیف البحر تھا تو دوسری طرف دومۃ الجندل اس کی حد تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام موسیٰ کاظمؒ کو خود پتہ نہ تھا کہ فدک کس چیز کا نام ہے اور اس کا حدود اربعہ کیا ہے کسی نے ان سے کہہ دیا کہ آپ تو آدھی دنیا کے مالک ہیں اور آپ اس کو سچ سمجھ بیٹھے اور خلیفہ مہدی سے آدھی دنیا کا مطالبہ کر دیا۔ (استغفر اللہ)

ملا باقر مجلسی امام جعفر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

حضور ﷺ نے کہا کہ جبرئیل نے فدک کی حدود بتانے کے لئے اپنے پروں سے ایک لائن کھینچی اور مجھے حکم دیا کہ یہ سلطنت تمہارے (یعنی حضرت فاطمہؓ کے) حوالہ کردوں (حیات القلوب ص ج ۲ ص ۵۰۳)

اسی مضمون کی ایک اور روایت ملا باقر مجلسی نے نقل کی ہے اس میں فدک کی حدود یہ بیان ہوئیں ہیں

ایک حد عدن دوسری سمرقند تیسری افریقہ چوتھی سمندر کا کنارہ جو آرمینیا سے ملا ہوا ہے (بحار الانوار ج ۸ ص ۱۰۱)

Scanned with CamScanner

اسی کتاب کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک میں بے شمار قلعے اور اموال تھے اور آخر کار ان قلعوں اور اموال کی چابیاں حضور کے پاس آگئیں (ایضا)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک تقریبا آدھی سے زیادہ دنیا پر محیط تھا اور یہ ایک ایسی سلطنت کا نام تھا جو آرمینیا سے لے کر مصر تک پھیلی ہوئی تھی اس کی ایک حد مدینہ میں احد پہاڑ کو بھی لگتی تھی (دیکھئے انوار نعمانیہ ج۱ ص۱۶ اللجزائری)

یعنی فدک ایک بہت عریض ووسیع سلطنت کا نام ہے جس میں کئی ملک تھے کئی بڑے بڑے قلعے تھے اور حضرت جبرئیلؑ نے اپنے پروں سے اس کا حدود اربعہ مقرر کر دیا تھا اور یہ سارا مال ومتاع اسباب وجائداد حضور ﷺ نے اکیلے حضرت فاطمہؓ کے لئے رکھا تھا اور حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ سے اسی عریض ووسیع سلطنت کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بقول شیعہ لمبے چوڑے خطبے دے رہی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں کہ فدک اموال فئی میں سے تھا اور اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مال فئی کی آمدنی کے مصارف بھی بتادئے کہ وہ کن مصارف میں خرچ کی جائے گی۔ یہ آٹھ مصارف ہیں جس کا ذکر سورہ حشر کی آیت نمبر (۷۔۸۔۹) میں موجود ہے اور وہ یہ ہیں...... (۱) اللہ کے نام پر (۲) رسول کے لئے (۳) رسول کے قرابت داروں کے لئے (۴) یتیموں (۵) مسکینوں (۶) مسافروں (۷) مہاجرین کے لئے (۸) انصار کے لئے

شیعہ عالم محمد بن مرتضی المعروف فیض کاشانی نے امام جعفر صادق کے حوالہ سے اموال فئی کے متعلق نقل کیا ہے کہ

هی لله وللرسول علیه السلام ولمن قام مقامه بعده (تفسیر صافی ص ۲۱۰)

Scanned with CamScanner

یہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کا قائم اور
جانشین بنے اس کا حق ہے

اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مال فئی کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا اور نہ ہی
کسی کی وراثت میں چلتا ہے جب فدک مال فئی میں سے تھا تو پھر اس پر وراثت کا دعوی خود
شیعہ مفسرین کے نزدیک بھی غلط ہے۔ معلوم نہیں یہ لوگ حضرت فاطمہؓ پر کیوں غلط
الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی چیز کا مطالبہ کیا جس پر ان کا کوئی حق ہی نہیں تھا۔
اس قسم کی باتوں سے حضرت فاطمہؓ کی عزت ہوتی ہے یا آپ کے بارے میں کوئی اور تصور
پیدا ہوتا ہے اس پر شیعہ عوام بھی کبھی غور کر لیا کریں

حضور ﷺ اس آیت کی روشنی میں اس کی آمدنی اپنے اہل و عیال اور قرآن کے بیان کردہ
دوسرے مصارف پر خرچ کرتے تھے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ
سے یہ بات کہی بھی تھی اور ان دونوں بزرگوں نے اس کا کبھی انکار نہیں کیا

فکان النبی ﷺ ینفق علی أهله من هذا المال نفقة سنة ثم یاخذ
مابقی فیجعله مجعل مال الله فعمل بذلك رسول الله ﷺ فی
حیاته (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷٦)

حضور ﷺ اس مال سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ نکالتے تھے اور باقی مال کو
اللہ تعالی کی بتائی جگہوں پر خرچ کر دیتے تھے حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں
اس پر عمل کیا تھا

مورخ احمد بن یحیٰ بلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں

فکان نصف فدك خالصا لرسول الله ﷺ وکان یصرف مایاتیه

Scanned with CamScanner

منها إلى أبناء السبيل وفي رواية أن فدك كانت للنبي ﷺ فكان ينفق منها ويأكل ويعود على فقراء بني هاشم ويزوج إليهم (فتوح البلدان ص ۳۱)

آدھا فدک خالص حضور ﷺ کے قبضہ میں تھا اس سے جو آمدنی آتی اسے مسافروں پر خرچ کر دیتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس سے خود بھی خرچ کرتے تھے اس میں سے اپنے کھانے کے لئے لیتے اس میں سے بنی ہاشم کے فقراء کو دیتے اور ان کی شادیاں کراتے تھے۔

☆......فدک دور صدیقی میں

حضور ﷺ جب سفر آخرت پر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ کے جانشین ہوئے تو یہ زمینیں حضرت ابو بکرؓ کی تحویل میں آگئی اور آپ نے اس کی آمدنی کو انہی مصارف میں صرف کیا جو آپ ﷺ کا طریقہ رہا تھا اس دوران حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیق کے پاس ایک قاصد بھیجا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۱۔ صحیح بخاری ج ۲ ۶۰۹۔ ج ۱ ص ۵۲۶) اور کہا کہ فدک نامی علاقے کی جائداد یا باغ جس کی آمدنی سے ہمیں بھی حصہ ملتا تھا چونکہ حضور ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اس لئے وہ ہمیں دے دیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بتایا کہ اگر ہم یہ آپ کو دے دیں تو یہ وراثت کی شکل بن جائے گی جبکہ پیغمبر کی وراثت جاری نہیں ہوتی یہ بات حضور ﷺ نے فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے البتہ میں اس بات کی پوری ذمہ داری لیتا ہوں کہ آپ کو

Scanned with CamScanner

خرچ کے لئے اس کی آمدنی سے برابر اسی طرح ملتا رہے گا جس طرح حضور ﷺ زندگی میں آپ کو (اور دوسرے گھر والوں کو) دیا کرتے تھے حضور ﷺ کی قرابت مجھے بہت عزیز ہے اور اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں ہو گی تاہم میں وہ کام کبھی نہیں کروں گا جو حضور ﷺ کے طریقے کے خلاف ہوگا اور اگر میں نے ایسا کیا تو میں راہ راست سے ہٹ جاؤں گا حضرت فاطمہؓ نے یہ پیغام سنا تو آپ خاموش ہو گئیں اور پھر آپ نے آئندہ اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ کچھ ماہ بعد آپ اللہ کو پیاری ہو گئیں (فرضی اللہ تعالٰی عنھا)

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد سے حضرت فاطمہؓ کی وفات تک (جو زیادہ نہ تھا) آپ کے گھر کا خرچہ اسی مال سے آتا رہا اور آپ اسی مال سے اپنے گھر کا خرچ چلاتی رہیں

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ سے کہا

اموال واحوال خود را از تو مضائقه ندارم آنچه خواہی بگیر تو سیده امت پدر خودی وشجره طیبه از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد وحکم تو نافذ است درمال من اما در اموال مسلمانان مخالفت گفته پدر تو نمی توانم کرد (حق الیقین ص ۲۷ ا باب پنجم)

میں اپنے حالات اور اپنے مالوں کو تمہیں دینے میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتا آپ اس میں مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں آپ اپنے والد کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے بچوں کے لئے شجرہ طیبہ کی طرح ہیں آپ کے فضل کا کوئی انکار نہیں کر سکتا میرے مال پر آپ کا حکم نافذ ہے تاہم مسلمانوں کے مالوں سے

Scanned with CamScanner

متعلق میں آپ کے والد گرامی ﷺ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ

لست تارکا شیئا کان رسول الله ﷺ یعمل به إلا انی عملت به فانی اخشی أن ترکت شیئا من أمره أن أزیغ (صحیح بخاری ج۱ ص۴۳۵)

میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر حضور اکرم ﷺ عمل پیرا تھے میں تو ضرور اسی عمل کو جاری رکھوں گا کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے کوئی چیز آپ کے عمل سے ترک کر دی تو میں راہ راست سے ہٹ جاؤں گا

☆...... ولم أترك أمرا رأیت رسول الله ﷺ یصنعه فیها إلا صنعته (صحیح بخاری ج۲ ص۶۰۹)

☆...... أعمل فیها بما عمل رسول الله ﷺ (صحیح بخاری ج۲ ص ۹۹۶)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کہا کہ میں حضور ﷺ کے خلاف کچھ نہ کروں گا یہ اموال مسلمانوں کے معاملات میں صرف ہونگے مسلمان اس سے سامان جنگ بھی خریدیں گے اور کافروں کے ساتھ مقابلہ کریں گے پھر آپ نے کہا

واین راباتفاق مسلمانان کرده أم ودریں أمر منفرد وتنها نبوده ام (حق الیقین ا ص۱۲۶)

یہ فیصلہ میں نے تنہا نہیں کیا مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے۔

یہاں یہ بات لائق غور ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارک میں اپنے گھر والوں میں

Scanned with CamScanner

یہ زمین یا باغ اب ان کی ملکیت ہے؟ کیا آپ نے کبھی حضرت علی مرتضیٰؓ کو یہ بات کہی کہ وہ باغ فدک کا یہ نظام اپنے ہاتھ میں لے لیں کیا کسی کو اس بات کا ذمہ ٹھہرا دیا تھا کہ وہ اس کے ذمہ دار بن جائیں؟ نہیں۔ حضور علیہ وسلم نے قرآنی ہدایات کے مطابق اس کی آمدنی ان مصارف میں خرچ کیں مگر اپنے گھر والوں میں سے کسی کو بھی اس کا مالک نہیں بنایا اور نہ کسی کو اس کا حصہ دار قرار دیا اور نہ اسے کسی کی ملکیت میں دیا۔

شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے حضور علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے دو بچوں کے لئے کچھ دے جائیں حضور علیہ وسلم نے اس وقت بھی کسی مال و جائداد کا ذکر نہیں کیا بلکہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ کو تو میرا رعب و دبدبہ اور حضرت حسینؓ کو میری بہادری اور سخاوت ملے گی۔ ابن بابویہ قمی شیعی نے یہ بات خصال میں لکھی ہے

أما الحسن فان له هيبتي وأما الحسين فان له جرأتي (دیکھئے ص ۳۹ طبع ایران)

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے باغ فدک کے بارے میں حضور علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی مگر حضور علیہ وسلم نے انہیں بتادیا کہ یہ کسی کی تملیک میں نہیں دی جاسکتی

وان فاطمة سالته أن يجعلها لها فأبى (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۵۹)

حضور علیہ وسلم اپنی زندگی میں اس کی آمدنی ان قرآنی مصارف میں خرچ کرتے تھے اور آپ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اپنے اپنے زمانے میں اسی سنت نبوی کے مطابق عمل کیا

فلما أن ولي أبوبكر عمل فيها بما عمل النبي ﷺ في حياته حتى

مضی لسبیلہ فلما أن ولی عمر عمل فیھا بمثل ما عملا حتی مضی لسبیلہ (ایضا)

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس مال کو اسی طرح خرچ کیا جس طرح حضور ﷺ خرچ فرماتے تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ امہات المؤمنین میں سے کسی نے یا حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے یا بنی ہاشم کے کسی فرد نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے یہ کہا ہو کہ حضور ﷺ ہمیں اتنا دیتے تھے آپ نے ہمیں اس سے کم کیوں دیا؟ حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ایک شکایت بھی شیعہ کی کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی حضرت ابو بکر صدیقؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ٹھیک ٹھیک اسی پر عمل کروں گا جو حضور اکرم ﷺ کا طریقہ رہا تھا

أنا ولی رسول اللہ ﷺ فقبضتھا فعمل بما عمل بہ رسول اللہ ﷺ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۶)

حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی یہی بات کہی تاہم کسی ایک نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو چیلنج نہیں کیا کہ آپ یہ بات غلط کہتے ہیں یہ آواز صحابہؓ کے مجمع میں سے آئی نہ ہی اہل بیت نبوت میں سے کسی نے اس وقت حضرت ابو بکرؓ کو آپ کے اس فیصلہ پر چیلنج کیا تھا اور نہ ہی بعد میں کسی نے حضرت ابو بکرؓ کے اس بیان سے اختلاف کیا۔ اختلاف تو دور کی بات ہے انہوں نے آپ کے اس فیصلے کی بھر پور تائید و توثیق کی ہے

سید علی نقوی شیعی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ اناج غلہ اور دیگر آمدنی لے کر حضور ﷺ کے گھر والوں (ازواج اور حضرت فاطمہؓ وغیر ہم) کو پورے خرچ کی مقدار دیا کرتے تھے

أبوبکر غلہ وسود آنرا گرفتہ بقدر کفایت باھلبیت علیھم السلام مے داد وخلفاء بعد ازوھم برآں اسلوب رفتار نمودند تازمان

Scanned with CamScanner

معاویہ (فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۹۶۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کے طریقہ سے سر مو انحراف نہیں کیا تھا نہ کسی حقدار کا مال روکا اور نہ کسی کو غلہ اناج دینے سے منع کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے اس طرز عمل سے حضور ﷺ کا سارا گھرانہ خوش تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے جو بات پہلے دن کہی تھی اس پر آپ نے پورا پورا عمل کر دکھایا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ سے بھی آپ نے جب یہ بات کہی تھی انہوں نے بھی اس پر کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا

نہج البلاغۃ کے شارح علامہ میثم بن علی بن میثم بحرانی (۶۷۹ھ) لکھتے ہیں

كان رسول الله يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ولك على الله أن أصنع بها كما يصنع فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به وأن ياخذ غلتها فيدفع إليهم منها مايكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولى معاوية (مجاج السالکین ماخوذ از فتاوی عزیزی ص ۸۳۔ شرح نہج البلاغۃ ص ۴۳۲)

☆...... فدک دور فاروقی اور دور عثمانی میں

حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علیؓ کا دور خلافت آیا اور یہ سب حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق اس آمدنی کو خرچ کرتے رہے۔ شیعہ عالم ابن ابی الحدید عبد الحمید بن بہاء الدین مدائنی (۶۵۶ھ) بھی لکھتے ہیں

كان أبوبكر ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها مايكفيهم ويقسم الباقي

Scanned with CamScanner

وکان عمر کذلک ثم کان عثمان کذلک ثم کان علی کذلک (
شرح نہج البلاغۃ ج۲ص۲۹۶)

حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ کا دور آیا پھر حضرت حسینؓ بھی مدینہ منورہ میں رہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی نہ تو کسی قسم کا کوئی مطالبہ کیا اور نہ انہوں نے اس آمدنی کو لینے سے انکار کیا حتی کہ جو کچھ ان خلفاء کرام کی جانب سے ملتا رہا اہل بیت نبوت اس کی آمدنی برابر لیتے رہے اور کبھی یہ نہ کہا کہ آپ ہمیں اتنا کیوں دیتے ہیں سب پر ہمارا حق ہے سب کچھ ہمیں دے دو

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ فدک کی زمین اور اس کی آمدنی خود حضور ﷺ نے بھی اپنی کسی اولاد و ازواج اور عزیزوں کو نہ دی تھی البتہ ان کا تصرف آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ قرآن کی روشنی میں اسے ان کے مصارف میں خرچ کرتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے اس سے سر مو تجاوز نہیں کیا اگر آپ حضرت فاطمہؓ کی بات سن کر انہیں یہ سب کچھ دے دیتے تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کیا حضور ﷺ کے طریقہ پر رہتے ؟ کیا آپ ان لوگوں کا سامان روک کر ظلم نہ کرتے جنہیں حضور ﷺ عطا فرمایا کرتے تھے ؟

☆......فدک دور علوی میں

سوال...... سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کا اس باب میں موقف کیا رہا؟ کیا آپ نے اپنے دور خلافت میں خلفائے ثلاثہؓ کے اس موقف مسترد کر دیا تھا اور فدک کو وراثت سمجھتے ہوئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے حوالے کر دیا تھا ؟

Scanned with CamScanner

جواب...... نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنے دور میں وہی موقف اختیار کیا جو حضرات شیخینؓ کا تھا اگر یہ حق صرف حضرت فاطمہؓ کا ہوتا تو حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے دور خلافت میں ضرور بالضرور اس پر قبضہ کر لیتے اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو دے کر ہمیشہ کے لئے یہ قضیہ ختم کر دیتے مگر تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا اور آسانی سے حل ہو جانے والے معاملے کی طرف توجہ تک نہ فرمائی اور اسے اسی طرح رہنے دیا جس طرح پہلے سے چلا آرہا تھا آپ نے حضرات شیخین کریمینؓ کے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی جو انہوں نے اپنے دور خلافت میں کیا تھا

مفسر قرآن علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

لما ولی علیّ لم یغیر هذا الصدقة مما کانت فی أیام الشیخین ثم کانت بعده بیده الحسن ثم بید الحسین ثم بید علی بن الحسین ثم بید الحسن بن الحسن ثم بید عبد الله بن الحسین ثم ولیها بنو العباس علی ما ذکره الامام البرقانی فی صحیحه ولم یرد عن أحد من هؤلاء انه تملکها ولا ورثها ولا ورثت عنه (تفسیر قرطبیؒ منقول از عمدۃ القاری ج ۷ ص ۱۷۳ فیض الباری ج ۴ ص ۴۶)

جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو فدک کے معاملے میں جو نظام حضرات شیخینؓ کے دور میں تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی پھر یہ معاملہ حضرت حسنؓ کے پاس آیا پھر حسینؓ کے پاس پھر حضرت زین العابدینؒ کے پاس پھر حسن بن حسنؒ پھر زید بن حسنؒ پھر عبداللہ بن حسینؒ پھر بنو عباس اس کے متولی ہوئے جیسا کہ امام برقانی نے اپنی صحیح میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ بات کسی نے نہیں

لکھی کہ یہ حضرات فدک کے مالک بن گئے تھے یا یہ انہیں وراثت میں ملا تھا

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ یہ سمجھتے کہ فدک حضرت فاطمہ کا حق تھا تو آپ کے لئے یہ بات کوئی مشکل نہ تھی کہ آپ اسے حضرت فاطمہ کی اولاد کو لوٹا دیتے مگر دنیا جانتی ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حقیقت حال کیا ہے

وقد تولى عليّ بعد ذلك وصار فدك وغيرها تحت حكمه ولم يعطها لأولاد فاطمة ولا من زوجات النبي ولا ولد العباس شيئا من ميراثه فلو كان ذلك ظلما وقدرعلى إزالته لكان هذا أهون عليه من قتال معاوية وجيوشه (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۳۴۷)

ان حضرات (یعنی خلفائے ثلاثہؓ) کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ بنے اور آپ کے دور خلافت میں فدک اور دوسرے اموال آپ کے زیر تصرف رہے مگر آپ نے فدک حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو واپس نہیں دیا اور نہ حضور ﷺ کی میراث کو ورثاء میں تقسیم کیا اگر (خلفائے ثلاثہ کا اپنے عہد خلافت میں) ایسا کرنا ظلم تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کا ازالہ کیوں نہ فرمایا حالانکہ اس ظلم کا ازالہ کرنا حضرت معاویہؓ اور ان کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت بہت آسان تھا

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فدک کا معاملہ جس طرح شیخینؓ کے دور میں رہا حضرت علیؓ اور ان کے بعد جن حضرات نے بھی یہ ذمہ داری سنبھالی ان سب نے شیخین کریمینؓ کے طریقے پر ہی اسے باقی رکھا سب اس کے متولی تو ہوئے مگر کسی کو بھی اس کا

Scanned with CamScanner

مالک نہیں بنایا گیا اور نہ اسے میراث میں دیا گیا اس حقیقت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شیعہ عالم حضرت ابوبکرؓ پر ظلم کی تہمت لگاتا ہے تو وہ اپنی اس تہمت میں حضرت علی مرتضٰی کو شریک کرتا ہے کہ معاذاللہ آپ نے بھی زیادتی کا ارتکاب کیا تھا۔

علامہ قاضی عیاضؒ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو جب حضور علیہ السلام کی حدیث کا پتہ چل گیا تو آپ اپنی رائے سے پیچھے ہٹ گئیں اور آپ نے اور نہ ہی آپ کی اولاد نے آئندہ کبھی اس کا مطالبہ کیا جب حضرت علی مرتضٰیؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا رہا تھا

ثم لم يكن منها ولا من أحد من ذريتها بعد ذلك طلب الميراث ثم ولى على الخلافة فلم يعدل بها عما فعله أبوبكر وعمر رضى الله عنهما (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۰)

اس سلسلے کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ السامی (۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں

والحال ان عليا وعثمان ايضا يمشيا على مافعله الشيخان وحكى ان رافضيا ذهب عند السفاح الخليفة العباسى فقال انى مظلوم فأجرنى قال الخليفة من ظلمك قال أبوبكر وعمر فى تركة النبى ﷺ فسأل الخليفة عند من الفدك بعدهما قال عند عثمان قال ثم عند من ؟ قال عندعلى وهكذا قال الخليفة فاى خصوصية أبى بكر وعمر فسكت الرافضى الملعون...... (العرف الشذی بشرح الترمذی ص ۴۸۵)

Scanned with CamScanner

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی حضرات شیخینؓ کے طریقہ پر ہی چلے ہیں اس بارے میں ایک حکایت نقل کی گئی ہے کہ عباسی خلیفہ سفاح کے سامنے ایک شیعہ اپنی فریاد لے کر آیا اور کہا کہ میں مظلوم ہوں میری مدد کی جائے خلیفہ نے پوچھا کہ بتا تجھ پر کس نے ظلم کیا ہے اس نے کہا ابوبکر و عمر نے میراث کے معاملے میں مجھ پر ظلم کیا ہے خلیفہ نے کہا اچھا یہ بتا کہ ابوبکر اور عمر کے بعد فدک کس کے پاس آیا اس نے کہا عثمانؓ کے پاس۔ خلیفہ نے پوچھا اس کے بعد ؟ اس نے کہا علیؓ کے پاس...... علی ھذا القیاس...... خلیفہ نے کہا کہ بتا پھر اس ظلم میں ابوبکر و عمر کی کونسی خصوصیت رہی اس میں تو پھر حضرت علیؓ بھی شریک ہو گئے ہیں چنانچہ وہ رافضی چپ ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا

علامہ عبدالرحمٰن بن جوزیؒ (۵۹۶ھ) اس واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں

قال ابن عقیل الظاهر ان من وضع مذهب الرافضة قصد الطعن فی اصل الدین والنبوة ......الخ (تلبیس ابلیس ص ۹۸ طبع دمشق)

ابن عقیل کہتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا ہے اس کا اصل مقصد دین اسلام اور نبوت محمدی میں طعن کرنا تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ جو اعتقاد حق لائے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہے (اور ہم نے آپ کی زبان سے کچھ بھی نہیں سنا) بلکہ ہمارا اعتماد فقط سلف صالحین یعنی صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کے نقل کرنے اور دیکھنے والوں کی جودت نظر پر ہے یعنی ان بزرگوں نے اپنی خوبی نظر سے ان کو بزرگ پیغمبر پایا تھا تو ان کی جودت نظر پر

بھی ہمارا بھروسہ ہے ان دونوں باتوں سے ہمارا یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہیں جبکہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ لیا تھا جن کی بزرگی دین وکمال عقل وجودت نظر پر ہمارا کامل اعتماد ہے پس رافضی مذہب کے بانی نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جن پر تم یہ اعتماد کرتے ہو انہوں نے پیغمبر کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ ان کے خاندان پر خلافت کا ظلم کیا (یعنی خلافت ان سے چھین لی) اور ان کی صاحبزادی پر میراث کا ظلم کیا (فدک چھین لیا) تو یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ جس کے حین حیات میں اس کی نبوت کے متعلق یہ اعتقاد تھا وہ ان کی نظر میں ٹھیک شخص نہ تھا (معاذاللہ)

أول مابدأوا بعد موته بظلم أهل بيته فى الخلافة وابنته فى إرثها وماهذا إلا لسوء إعتقاد فى المتوفى (ایضاص ۹۸)

خصوصا انبیاء کے بارے میں تو یہ واجب کرتا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے قوانین مقررہ کی حفاظت لازم سمجھی جائے خصوصا ان کے اہل وعیال کے حق میں اس کے قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہے

پس جب رافضی گروہ نے یہ عقیدہ رکھا کہ صحابہؓ نے حضور ﷺ کے بعد یہ سب کام (ظلم) جائز سمجھے تو اس گروہ نے صاف صاف یہ اقرار کیا کہ ہم تک جو شریعت پہنچی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کی جانب سے ہم تک پہنچنے میں سوائے منقول طریقہ کے اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے (یعنی صحابہؓ نے ہم تک یہ بات نقل کی اور ہم نے ان کی اس نقل پر اعتماد کیا) اب جب صحابہؓ پر ہی اعتماد ختم ہو گیا تو ان کی جانب سے منقول

Scanned with CamScanner

اعتقادات وشریعت پر کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں اور جن کے اتباع پر اعتماد کرتے ہوئے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بداعتقادی پیدا ہو جائے گی اور یقین ختم ہو جائے گا اور ہمیشہ یہ وسوسہ رہے گا کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے انہوں نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی جس سے اتباع اور ایمان فرض ہو اور انہوں نے یہ مصلحت اس (پیغمبر) کی زندگی تک رعایت رکھی اور اس کے فوت ہوتے ہی اس کی شریعت سے منحرف ہو گئے اور ان لوگوں میں سے سوائے ان کے چند گھر والوں کے اور کوئی بھی اس کے دین پر باقی نہ رہا (معاذ اللہ)

ولم نأمن أن يكون القوم لم يروا مايوجب اتباعه فراعوه مدة الحياة وانقلبوا عن شريعته بعد الوفاة ولم يبق على دينه إلا الأقل من أهله (ایضاص ۹۹)

پس رافضی گروہ کے اس مکر و فریب کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ اصل اعتقاد مٹ جائے اور ان عقائد واعمال کو قبول کرنے میں ہمارا دل ست ہو جائے جو ہمیں صحابہ سے ملے ہیں ...... (دیکھئے تلبیس ابلیس اردو ترجمہ ص ۱۳۰)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ عامی سنی سے ایک شیعی کی گفتگو ہوئی سنی نے کہا کہ جب فدک پر جھگڑا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو کیوں نہ لے لیا؟ شیعی نے جواب دیا کہ جو چیز غصب کر لی جاتی ہے

Scanned with CamScanner

پھر ہم لوگ اس کو نہیں لیتے سنی نے جواب دیا کہ خلافت بھی تو غصب کرلی گئی تھی پھر اس کو کیوں لیا تھا (یعنی آپ چوتھے خلیفہ کیوں بنے) اس جواب پر شیعی دم بخود رہ گیا (الافاضات ج ۴ ص ۸۹)

☆☆☆...... ایک سوال اور اس کا جواب

حضور ﷺ کا ارشاد کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے کیا یہ حدیث اکیلے حضرت ابوبکر صدیق روایت کرتے ہیں؟

الجواب...... اس حدیث کے راوی اکیلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں یہ بات اور بھی کئی اجلہ صحابہؓ سے مروی ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صرف حضرت ابوبکر ہی سے مروی ہے اگر یہ ان کی جہالت نہیں تو پھر وہ جھوٹ بول رہے ہیں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان قول النبی ﷺ لانورث ماترکنا فھو صدقة رواه عنه أبوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وسعد وعبدالرحمن بن عوف والعباس بن عبدالمطلب وأزواج النبی ﷺ وأبوھریرة والروایة عن ھؤلاء ثابتة فی الصحاح والمسانید مشھورة یعلمھا أھل العلم بالحدیث فقول القائل أن أبابکر إنفرد بالروایة یدل علی فرط جھله أو تعمده الکذب (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۹۶)

حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ہم وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعیدؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ اور آپ کی ازواج مطہرات نے بھی روایت کی ہے نیز یہ حدیث صحاح مسانید کتب حدیث میں مشہور ہے جسے محدثین ہی جانتے ہیں اب شیعہ عالم کا یہ کہنا کہ یہ روایت منفرد ہے اس کی انتہائی جہالت ہے یا پھر عمداً جھوٹ بولنے پر دلالت کرتا ہے

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے اور صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس حدیث پر انگلی اٹھائی ہو حتی کہ حضور ﷺ کی ازواج اور آپ کے چچا جو آپ کی وراثت کے حقدار تھے انہوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو اور نہ اس حدیث کو کبھی اور کہیں چیلنج کیا تھا اور اسی پر حضرات خلفاء راشدین (جن میں حضرت علی مرتضیٰ بھی شامل ہیں) کا عمل اور فیصلہ رہا حضرت علیؓ نے نہ تو کبھی اس فیصلہ کو تبدیل کیا اور نہ کبھی آپ کے دور میں تقسیم وراثت کی کہیں بحث چلی

ان هذا الخبر رواه غير واحد من الصحابة في اوقات ومجالس وليس فيهم من ينكره بل كلهم تلقاه بالقبول والتصديق ولهذا لم يصر أحد من أزواجه على طلب الميراث ولاأصر العم على طلب الميراث بل من طلب من ذلك شيئا فاخبر بقول النبي ﷺ رجع عن طلبه واستمر الامر على ذلك على عهد الخلفاء الراشدين الى علي فلم يغير شيئا من ذلك ولا قسم له تركة (منهاج ج ۴ ص ۲۲۰)

اس روایت کو کئی صحابہ نے مختلف اوقات اور مجلسوں میں روایت کیا ہے ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس روایت کا انکار کیا ہو بلکہ ہر ایک نے

Scanned with CamScanner

اسے قبول کیا اور اس کی تصدیق کی۔ اسی لئے حضور ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے بھی اور نہ آپ کے چچا نے میراث کے لئے اصرار کیا بلکہ ان میں سے اگر کسی نے میراث مانگی تو اسے جب حضور ﷺ کے اس ارشاد کی خبر دی گئی تو انہوں نے اپنے مطالبہ ترک کر دیا۔ یہ معاملہ خلفائے راشدین کے عہد سے حضرت علیؓ کے دور خلافت تک ایسا ہی رہا اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ کی گئی اور نہ ہی آپ کا ترکہ تقسیم کیا گیا۔

حضرت امام بخاریؒ نے یہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۶) حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمیؒ (۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد میں حضرت حذیفہؓ سے بھی بیان کی ہے (دیکھئے ج ۴ ص ۲۲۴) اور امام ابو نعیم اصفہانی نے مسند ابی حنیفہ میں حضرت ابو الدرداءؓ سے (دیکھئے ص ۵۷) روایت کی ہے

ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ یہ بات خود شیعہ علماء نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی بیان کی ہے۔

یہاں یہ بھی پیش نظر رہے کہ شیعہ علماء کے نزدیک حضرت حذیفہؓ سے مروی روایت قابل قبول ہوتی ہے شیعہ عالم عبداللہ مشہدی اپنی کتاب اظہار الحق میں لکھتا ہے

﴿ ماحدثتکم به حذیفة فصدقوه ﴾

حضرت حذیفہؓ تم سے جو حدیث بیان کریں تم اس کو سچ جانو

ہم شیعہ علماء کے اس بیان سے ہرگز متفق نہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے مطالبے کے سلسلے میں حضرت علیؓ سے کہا کہ وہ ان کی مدد کریں مگر حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کا ساتھ نہ دیا اور گھر کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے اس پر حضرت فاطمہؓ نے حضرت

Scanned with CamScanner

علیؓ سے سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا

مانند جنین درر حم پردہ نشین شدہ و مثل خائباں در خانہ گریختہ (حق الیقین ج ۲ ص ۱۲۵ احتجاج طبرسی ص ناسخ التواریخ ج ۴ ص ۱۳۱)

اے علی تم ماں کے رحم کے بچے کی طرح چھپ گئے ہو اور ذلیلوں کی طرح گھر میں گھس آئے ہو۔

استغفر اللہ العظیم...... ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت فاطمۃ الزھراءؓ جیسی وفا شعار اور دیندار خاتون کی زبان کبھی اس قسم کے گھٹیا الفاظ سے آلودہ ہوئے ہوں۔ اور خاتون جنت نے اپنے شوہر کو اس طرح طعن و تشنیع کیا ہو

شیعہ علماء خاندان نبوت پر کس قسم کے رکیک اور گھٹیا حملے کرتے ہیں اور ان کے کردار پر کس طرح طعن و تذلیل کرتے ہیں لگے ہاتھوں اسی مسئلہ میں دیکھ لیجئے

ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) امام جعفر صادق کے نام سے روایت لکھتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور فدک کا مطالبہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حدیث سنائی حضرت فاطمہؓ گھر لوٹ آئیں حضرت علیؓ نے پھر انہیں جانے کو کہا وہ پھر گئیں اور واپس لوٹ آئیں تو حضرت علیؓ نے ایک گدھے پر حضرت فاطمہؓ کو سوار کیا اور ساتھ ہی حسنؓ اور حسینؓ کو بھی لیا اور مدینہ کے ایک ایک گھر کے سامنے فریاد کے لئے انہیں لے گئے اس فریاد میں ان کا سارا دن گزر گیا دوسرے دن حضرت علیؓ نے پھر اسی طرح انہیں لوگوں کو در در پھرایا پھر تیسرے روز بھی یہی کیا اور یہ معاملہ (دو تین کی بات نہیں) پورے چالیس دن...... جی ہاں...... پورے چالیس دن رہا حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور ان کے معصوم بچوں کو مہاجرین و انصار کے در

در پھراتے رہے کہ فدک پر ہمارا حق ہے تم لوگ فدک دلانے میں ہماری مدد کرو......الخ
(بحار الانوار ص ۱۰۱ کتاب الفتن)

اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ محض دولت اور جائداد کے لئے خاتون جنت اور حضور علیہ ﷺ کے نواسوں کو اس طرح در در کی ٹھوکریں کھلاتے رہے ہیں اور فقیروں کی طرح مدینہ کے ہر گھر کے آگے جاکر جائداد نہ ملنے کی فریاد کرتے رہے اور چالیس دن تک یہ سب تماشا ہوتا رہا۔ (استغفر اللہ)

پھر ہم کیا اس بات کا تصور بھی کر سکتے ہیں کہ خود خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ بھی ایک باغ کے حصول کے لئے اس طرح کی ذلت برداشت کرنے کو تیار تھیں کہ ان کے شوہر (حضرت علی مرتضیٰؓ) ان کے دو بچوں (حضرات حسنین کریمینؓ) کے ساتھ انہیں چالیس دن گلی گلی پھراتے رہیں اور آپ بھی در در جاکر فریادیں کرتی رہیں کہ مجھے فدک دلادو اور میری مدد کرو......انا للہ وانا الیہ راجعون

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ سبائی ذہن کی پیداوار ہے اور اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضور اکرم علیہ ﷺ اور آپ کی ذریت طاہرہ کو بدنام کیا جائے۔ لیجئے اسی سلسلے کا ایک اور واقعہ بھی دیکھتے جائیے

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور علیہ ﷺ کے انتقال کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ حاکم بن گئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے میراث مانگا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حدیث سنا کر واپس کر دیا تو حضرت فاطمہؓ اکیلی واپس حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئیں اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس لوگوں کا ایک بڑا مجمع تھا حضرت فاطمہؓ نے اس مجمع کے سامنے ایک طویل خطبہ دیا اس میں علاوہ اور باتوں کے اور کیا کہا؟ اسے آفتاب حسین جوادی شیعی سے سنئے موصوف خطبہ

Scanned with CamScanner

فدک نامی کتاب میں لکھتے ہیں

اپنے شوہر نامدار حیدر کرار کی جانفشانیوں کا تذکرہ اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے وقت کے حکمراں مہاجرین وانصار اور خواتین کے سامنے شدید احتجاج کیا ہے (خطبہ فدک ص ۵ طبع کراچی)

شیعہ علماء نے حضرت فاطمہؓ کے جس احتجاج کا ذکر کیا ہے پیش نظر رہے کہ یہ احتجاج حضور ﷺ کے وصال کے چند روز بعد کا بتایا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت فاطمہؓ کے اس احتجاج میں ہمیں ان کے شوہر نامدار حضرت علیؓ نظر نہیں آتے؟ اور نہ ہمیں حضرت عباسؓ کہیں دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی حضرت مقدادؓ حضرت ابوذرؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ حضرت فاطمہؓ کی حمایت میں وہاں کھڑے دکھائی دیتے ہیں شیعہ علماء کے بیان کردہ اس واقعہ سے حضرت فاطمہؓ کی جو تصویر نظر آتی ہے کیا کوئی مسلمان اسے قبول کرسکتا ہے؟ حضرت مولانا سید شاہ ولایت حسین صاحب بہاریؒ (خلیفہ محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ) لکھتے ہیں

ہم شیعہ علماء سے پوچھتے ہیں کہ اگر مقتضائے محبت نبوی یہی تھا کہ سب لوگ نوحہ وماتم میں آگے رہتے اور ایسے سخت ترین حادثہ کا کم سے کم دس بیس دن تو سوگ اور نوحہ وماتم کرتے تو فرمایئے جناب سیدہؓ جن کے غم والم کی کوئی حد نہیں تھی وہ کیوں طلب میراث کے لئے ایک عام مجمع کے وقت خدمت صدیقی میں وفات کے تیسرے چوتھے روز ہی تشریف لے گئیں اور بہت طول وطویل فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا اور حضرت صدیقؓ سے مناظرہ کیا جس کو مجلسی وغیرہ نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے کیا تین دن ہی میں سارا غم جاتا رہا اور کیا

Scanned with CamScanner

یہ حرص دنیا پر دال نہیں ہے؟ حالانکہ بعد تحقق غلب شئے مغصوب کا لینا آپ کو حسب روایات شیعہ حرام تھا پھر حرام چیز کے لئے ماتم خانہ سے نکلنا اور سارے رنج و غم نوحہ و بکاء کو طاق پر رکھ دینا اور عام مجلس میں لوگوں کے سامنے اس طاقت لسانی سے حضرت صدیقؓ اور تمام لوگوں کو مخاطب کر کے خطبہ پڑھنا بجز بے صبری اور حب دنیا کے اور کیا سمجھا جاسکتا ہے؟ حالانکہ صراۃ النجاہ از ملا باقر مجلسی میں ہے

از گناہان دعوی و مخاصمات و مطالبات خود در انزد حکام جور بر دن

مگر پھر بھی آپ نے دعوی فدک سے اجتناب نہ کیا اور دنیا دنی کے لئے گناہ کا بار اپنے سر لیا سچ ہے حب الدنيا رأس كل خطيئة (کشف التلبیس ج ۳ ص ۱۹ طبع بھیرہ)

شیعہ علماء خاندان نبوت کے خلاف جس قسم کے انتہائی نازیبا بلکہ گھٹیا بیانات اور واقعات منسوب کرتے ہیں اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس گروہ کا اصل مقصد خاندان نبوت کی عزت داغدار کرنا ہے اور شیخ الروافض عبداللہ ابن سبا مصری کی روحانی ذریت سے ہم اس کے سوا اور کیا توقع رکھیں۔ علامہ عبدالرحمٰن بن جوزیؒ (۵۹۶ھ) نے سچ کہا ہے

غلو الرافضة في حب عليؓ حملهم على أن وضعوا أحاديث كثيرة في فضائله أكثرها تشنيه وتؤذيه (تلبیس ابلیس ص ۹۹)

رافضی گروہ نے حب علی میں اس قدر غلو کر لیا کہ ان کے فضائل میں بے شمار ایسی روایتیں گھڑ لیں جن میں سے اکثر ایسی ہیں جن سے حضرت علیؓ کی برائی اور ایذا نکلتی ہیں

Scanned with CamScanner

☆ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عباسؓ کو حضور ﷺ کی وراثت نہ دی

شیعہ علماء حضور ﷺ کی مالی وراثت کے متعلق فدک کی بحث کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ پر نہایت ہی گھٹیا قسم کے الزام لگاتے نہیں شرماتے مگر وہ اپنے عوام کو یہ بات کبھی نہیں بتاتے کہ جب حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے حضور ﷺ کی وراثت مانگی تو حضرت سیدہؓ نے ان سے کیا کہا تھا؟

شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس جو سات باغات تھے وہ حضرت فاطمہؓ کی نگرانی میں تھے اور ان کے معاملات آپ دیکھتی تھیں جبکہ حضرت علیؓ کی املاک اور ان کے باغات اور دیگر زمینیں اس کے علاوہ تھیں حضور ﷺ کے انتقال کے بعد آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں حضور ﷺ کے ان باغات پر وراثت کا حق رکھتا ہوں حضرت علیؓ اور حضرت سیدہ فاطمہؓ نے ان سے کہا کہ نہیں یہ مجھے دے دیا گیا ہے اس لئے ان میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی چنانچہ ان میں سے حضرت عباسؓ کو کچھ نہ ملا شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں

عن احمد بن محمد عن ابی الحسن الثانی علیه السلام قال سألته عن الحطان السبعة التی کانت میراث رسول الله ﷺ لفاطمة علیها السلام فقال لا إنما کانت وقفا کان رسول الله ﷺ یاخذ إلیه منها ماینفق علی أضیافه فلما قبض جاء العباس یخاصم فاطمة فیها فشهد علی علیه السلام وغیره إنما وقف علی فاطمة علیها السلام وهی الدلال والعفاف والحسنی والصافیة ومالام إبراهیم

Scanned with CamScanner

والمبیت والبرقة (فروع کافی ج ۳ ص ۷ ۴)

احمد بن محمد نے امام موسی کاظم سے ان سات باغات کے بارے میں سوال کیا کہ جو حضرت فاطمہؓ کے پاس حضور ﷺ کی میراث تھے تو امام موسی کاظم نے کہا کہ وہ میراث نہ تھے وہ تو وقف تھے حضور ﷺ ان میں سے اتنا لیتے تھے جتنا مہمانوں کی ضرورت ہوتی تھی جب حضور ﷺ وصال فرما گئے تو حضرت عباسؓ ان باغات کے متعلق حضرت فاطمہؓ سے جھگڑنے لگے (کہ ان پر ان کا بھی حق ہے) پھر حضرت علیؓ وغیرہ نے اس پر گواہی دی کہ وہ وقف ہیں حضرت فاطمہؓ پر اور وہ سات باغات یہ تھے دلال عفاف............ الخ

مال یہ بات غور طلب ہے کہ کیا حضور ﷺ نے یہ تمام باغات اور اس کی آمدنیاں اس ری صاحبزادی کو دے دی جن کو خود حضور ﷺ نے انتہائی ضرورت کے موقع پر بھی ب غلام یا لونڈی نہ دی تھی بلکہ اس کے برعکس آپ نے انہیں وظائف تسبیح ارشاد مائے تھے کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کو اپنی صاحبزادی کو مال دینے کی اتنی فکر ا اور آپ انہیں امیر دیکھنا چاہتے تھے نیز حضرت علی مرتضیٰؓ کی اپنی زمینیں اور باغات اس ، علاوہ تھے ۔ مناظر اسلام حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادیؒ لکھتے ہیں

اصول کافی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سات گاؤں بلا شرکت غیرے جناب سیدہؓ کے قبضے میں تھے...... ان سات گاؤں میں (حضور ﷺ کے چچا) حضرت عباسؓ نے میراث کا دعوی کیا تھا مگر جناب سیدہؓ نے ایک حبہ بھی ان کو نہ دیا اور وہی جواب دیا جو خلیفہ اولؓ نے فدک کے معاملہ میں کیا تھا یعنی یہ کہہ دیا کہ یہ وقف ہیں ان میں میراث جاری نہ ہو گی اور پھر حضرت علیؓ نے گواہی

دی کہ یہ گاؤں فاطمہ پر وقف ہیں اور ان سات گاؤں کی بہ نسبت جناب سیدہؓ
ایک وصیت نامہ لکھ گئی تھیں کہ میرے بعد علیؓ قابض رہیں ان کے بعد حسنؓ
پھر حسینؓ پھر جو حسینؓ کی اولاد میں بڑا ہو مقدادؓ اور زبیرؓ کی اس پر گواہی ہے
حضرت علیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا وصیت نامہ ہے جس کی نقل کافی میں موجود
ہے۔ اولاد حسنؓ کو جناب سیدہؓ اس جائداد سے محروم کر گئیں (نصیحة
الشیعہ ج۱ ص ۱۰۲ طبع ۱۳۱۲ھ مکتبہ صدیقیہ ملتان)

جب حضور علیہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ سے کچھ خرچ اخراجات زیادہ مانگے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ انہیں دنیا کا مال عزیز ہے تو وہ لے کر جا سکتی ہیں اور اگر انہیں خدا اور اس کا رسول عزیز ہے تو اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر رکھا ہوا ہے چنانچہ ازواج مطہرات نے دنیاوی مال کو ٹھکرا دیا اور اللہ اور اس کے رسول کو پسند کر لیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا حضور علیہ ﷺ کو اپنی صاجزادی کے متعلق کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ آپ انہیں اس قدر مال (سات باغات اور اور بقول شیعہ علماء آدھی دنیا کی زمینیں یا ایک بہت بڑی جائداد اور پھر ان سب کی آمدنیاں) دے کر جا رہے ہیں؟ حیرت کی بات ہے کہ حضور علیہ ﷺ اپنی ازواج کے لئے تو ان چیزوں کو ناپسند فرمائیں اور اپنی صاجزادیؓ کے لئے نہ صرف یہ کہ بصد شوق سب کچھ پسند کریں بلکہ اسے خدا کا حکم بھی بتائیں۔ فیا للعجب

شیعہ علماء کا حضور اکرم علیہ ﷺ کی یہ تصویر پیش کرنا کہ آپ کی نبوت کا مقصد معاذ اللہ اپنی اولاد کو مال دار ہی نہیں آدھی دنیا کا مالک بنانا تھا سوائے اسلام دشمنوں کے اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو اس بات

سے بچائے رکھا کہ وہ اپنے پیچھے کسی کو دنیاوی چیزوں کا وارث بنائیں تاکہ کسی کے دل میں یہ خیال ہی نہ آئے کہ نبوت کا مقصد دنیاوی چیزوں کا حصول ہے کہ وہ اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جائیں

والفرق بين الانبياء وغيرهم أن الله تعالى صان الانبياء عن ان يورثوا دنيا لئلا يكون ذلك شبهة لمن يقدح فى نبوتهم بانهم طلبوا الدنيا وخلفوها لورثتهم (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۹۵)

انبیاء کرام اور دوسروں کے درمیان فرق یہ بھی ہے کہ اللہ نے انہیں دنیا کے وارث بننے سے پاک رکھا ہے تاکہ ان لوگوں کے لئے شبہ کی گنجائش نہ رہے جو کہتے ہیں کہ انبیاء نے دنیا اس لئے مانگی کہ اسے اپنے بعد اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جائیں۔

شیعہ علماء آخر اس سوال کا جواب دینے سے کیوں کتراتے ہیں کہ حضور ﷺ کی میراث پر صرف اور صرف حضرت فاطمہؓ کا حق کس طرح تھا؟ قرآن کریم اور حضور ﷺ کی احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی ازواج اور آپ کے دوسرے عزیز اس سے کیوں کر محروم تھے؟ افسوس کہ ابن سبا کی روحانی اولاد نے حضرت امام باقرؒ کے نام سے ایک روایت وضع کرلی اور کہا کہ حضور کے مال کی وارث صرف اکیلی حضرت فاطمہ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔

سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول لاوالله ماورث رسول الله العباس ولا على ولا ورثته إلا فاطمة عليها السلام (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

Scanned with CamScanner

اللہ کی قسم حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس اور چچازاد بھائی حضرت علی اور
دوسرے تمام رشتہ دار آپ کے وارث نہ ہوئے آپ کے مال کی وارث صرف
اور صرف حضرت فاطمہ علیہا السلام ہی ہوئی تھیں

قرآنی آیت یوصیکم اللہ فی أولاد کم ......الایۃ پڑھ پڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کے خلاف بولنے والے شیعہ علماء کی زبانیں اس باب میں کیوں خاموش ہو جاتی ہیں ؟ کیا اسلام اور شریعت نے ازواج اور اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں دوسرے اعزہ واقارب کا حق نہیں بتایا تھا؟

حضور اکرم ﷺ کی میراث کا معاملہ عام امت کی میراث کی طرح ہوتا تو حضرت سیدہ فاطمہؓ کی طرح حضور اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور آپ کے دیگر رشتہ دار بھی اس میراث میں برابر کے شریک ہوتے اور ہر ایک کو شریعت کی رو سے ان کا حق ضرور ملنا چاہیئے تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جس طرح حضرت سیدہ فاطمہؓ کو حضور ﷺ کی حدیث سنا کر مسئلہ واضح کیا اسی طرح آپ نے حضور ﷺ کی ازواج کو (جن میں آپ کی اپنی پیاری صاحبزادی حضرت عائشہؓ بھی ہیں) بھی یہی بات بتادی تھی کہ انبیاء کے چھوڑے ہوئے مال صدقہ ہوتے ہیں ان میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

جناب عمرۃ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد بعض ازواج نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ حضور ﷺ کی میراث کا معاملہ کیا ہے ؟ کیا ہمیں حصہ ملے گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو بلایا اور کہا کہ ان سے جاکر کہو کہ اللہ سے ڈرو۔ کیا حضور ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہم انبیاء جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب کا سب صدقہ ہوا کرتا ہے حضرت عائشہؓ کی زبانی یہ پیغام سن کر ازواج مطہرات نے سر تسلیم خم کر دیا اور پھر کوئی چیز طلب نہیں کی

Scanned with CamScanner

الم يقل رسول الله ﷺ لانورث ما تركنا صدقة قال فرضين بقولها وتركن ذلك (المصنف لعبد الرزاق ج ۵ ص ۴۷۱)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے فدک نامی علاقہ یا جاگیر حضور ﷺ کی اپنی جاگیر نہ تھی اور اگر آپ کی ہوتی بھی تو آپ ہی کے ارشاد کے مطابق وہ میراث میں تقسیم نہیں ہو سکتی تھی اور اگر واقعی انبیاء کی میراث تقسیم ہوتی تو اس پر صرف اکیلی حضرت فاطمہؓ نہیں آپ ﷺ کی تمام ازواج اور آپ کے دیگر قریبی عزیز بھی اس وراثت کے مستحق قرار پاتے تھے۔

☆......فدک کے متعلق شیعہ علماء کا دوسرا موقف

شیعہ علماء جب فدک کو میراث بتانے میں کسی پہلو سے کامیاب نہیں ہوتے تو وہ پھر اس دعوی پر آجاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی فدک اپنی صاحبزادیؓ کو ہبہ کردیا تھا اب یہ میراث نہیں یہ تو حضرت فاطمہؓ کا اپنا مال تھا جو آپ ﷺ نے انہیں ہبہ کردیا آیئے ہم شیعہ علماء کے اس دعوی پر بھی ایک نظر ڈال لیں

☆......کیا حضور ﷺ نے فدک ہبہ کردیا تھا؟

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں فدک حضرت فاطمہؓ کو ہبہ کردیا تھا شیعہ عالم حسن بن یوسف بن مطہر حلی (۷۲۶ھ) لکھتے ہیں کہ خود حضرت فاطمہؓ نے یہ

Scanned with CamScanner

بات کی تھی

ولما ذكرت فاطمة أن اباهارسول الله ﷺ وهبها فدك (منهاج الكرامة)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ بات اسی دور کے سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے آپ شیعہ علماء سے سوال کرتے ہیں کہ بتایئے حضرت فاطمہؓ کا دعوی کیا تھا؟ میراث کا تھا یا ھبہ کا تھا؟ اگر آپ کا دعوی میراث کا تھا تو ہبہ کا دعوی غلط ٹھہرا اور اگر ھبہ کا دعوی درست ہو تو پھر فدک کو میراث میں لانا کس طرح درست مانا جاسکتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی کو بھی فدک بطور ہبہ نہ دیا تھا اور نہ مرض الموت میں آپ سے یہ بات ثابت ہے۔ آپ لکھتے ہیں

إن هذاالكلام من الكذب والبهتان والكلام الفاسد مالايكاد يحصى إلا بكلفة ......ان ماذكر من إدعاء فاطمة رضى الله عنها فدك فإن هذا يناقض كونها ميراثا لها فان كان طلبها بطريق الإرث امتنع أن يكون بطريق الهبة وإن كان بطريق الهبة إمتنع أن يكون بطريق الإرث ثم إن كانت هذه هبة فى مرض الموت فرسول الله ﷺ منزه إن كان يورث كما يورث غيره أن يوصى لوارث أو يخصه فى مرض موته باكثر من هقه وإن كان فى صحته فلا بد أن تكون هذه هبة مقبوضة وإلا إذا وهب الواهب بكلامه ولم يقبض الموهوب شيئا حتى مات الواهب كان ذلك باطلا عند جماهير العلماء فكيف يهب النبى ﷺ فدك لفاطمة ولايكون هذا أمرمعروفا عند أهل

Scanned with CamScanner

بيته والمسلمين حتى تختص بمعرفته أم أيمن أو علي رضي الله عنهما ؟ (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۲۲۹)

رافضی کا بیان کردہ واقعہ جھوٹ بہتان اور گھٹیا باتوں کے سوا کچھ نہیں اسی طرح ان کے اور بھی بے شمار جھوٹ ہیں۔ (غور کریں) رافضی نے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فدک دینے کا جو دعوی کیا ہے یہ ان کے دعوی میراث کے متناقص ہے یعنی اگر آپ فدک کو وراثت میں مانگ رہی تھی تو آپ کا ہبہ کا دعوی درست نہیں اور اگر یہ جاگیر آپ کو ہبہ میں دی گئی تھی تو پھر وراثت کا دعوی باطل ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ حضور ﷺ نے مرض الموت میں اسے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ آپ ﷺ اس سے منزہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ دوسروں کی طرح آپ کا ترکہ ورثاء کے مابین تقسیم کیا گیا تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ نے اپنی بیماری کی حالت میں حضرت فاطمہؓ کے لئے ان کے حق سے زیادہ مال کی وصیت کی حالانکہ آپ وارث تھیں جس طرح دوسرے وارث تھے اور اگر آپ نے حالت صحت میں فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا تو وہ ہبہ قبضہ ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ ہبہ کرنے والا اگر کوئی چیز ہبہ کرے اور جس کو وہ ہبہ کرے وہ اس پر قابض نہ ہو یہاں تک کہ ہبہ کرنے والا فوت ہو جائے تو ایسا ہبہ جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا اور سوائے حضرت علیؓ اور حضرت ام ایمنؓ کے آپ کے کسی دوسرے اہل بیت اور مسلمانوں کو اس کا علم تک نہ ہوا۔

غور طلب بات ہے کہ اگر فدک حضرت فاطمہؓ کے نام ہبہ ہو چکا تھا اور آپ اسے اپنے قبضہ میں لے چکی تھی تو پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس اپنا قاصد کس لئے بھیجا؟ یا بقول شیعہ آپ خود وہاں کیوں گئیں تھیں اور حضرت علیؓ کو کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ وہ حضرت فاطمہؓ کو چالیس دن بچوں سمیت ایک گدھے پر سوار کرا کر مدینہ کی گلی گلی پھراتے رہے؟ اگر یہ بات سب کو معلوم تھی فدک حضرت فاطمہؓ کا ہے اور وہ پہلے ہی آپ کے نام ہو چکا ہے تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو حضور ﷺ کی حدیث سنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا مگر آپ چونکہ اب ہبہ کے نام پر فدک نہیں لے سکتی تھیں اس لئے آپ نے اپنا موقف بدل لیا اور ایک نئے عنوان سے مطالبہ کر دیا اور اب وہ نیا موقف میراث کا تھا فقیر سید محمد حسن قزوینی شیعی نے حضرت سیدہ فاطمہ زہراءؓ کا جو تصور پیش کیا ہے اسے دیکھئے

> حضرت زہراءؓ اپنے والد کی ملک سے ہبہ اور عطا کے عنوان سے فدک نہیں مانگ سکتی تھیں اس لئے انہوں نے میراث کا مطالبہ کر دیا اور صاحب حق کو جائز ہے کہ وہ اپنے حق کو ہر جائز طریقہ سے لینے کی جدوجہد کرے (فدک ص ۳۲ مترجم مطبوعہ تہران)

یعنی یہ بات حضرت فاطمہؓ کو معلوم تھی کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی تاہم انہوں نے محض اس زمین کے حصول کے لئے میراث کا دعوی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں کسی بھی صحیح روایت میں یہ بات نہیں ملتی کہ حضرت علیؓ نے اپنی پوری زندگی میں

Scanned with CamScanner

کبھی یہ بات اٹھائی ہو کہ حضور علیہ ﷺ نے فدک کی زمین اپنی صاحبزادی کو ہبہ کردی تھی۔ اگر واقعی ایسا ہوتا تو آپ ہی بتائیں حضرت علیؓ کیا اس پر چپ رہتے ؟ سوال یہ ہے کہ کیا وہ بھی حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مل گئے تھے ؟ اور کیا وہ بھی نہ چاہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کو ان کا حق ملے ؟ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے پاک تھا۔ معلوم نہیں یہ بات شیعہ علماء کیوں نہیں سوچتے اور آپ پر اس قسم کا الزام لگاتے کیوں نہیں شرماتے

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کرنے کی روایت کے راوی ابو سعید خدری ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت صحابی رسول حضرت ابو سعید خدریؓ کی نہیں ہے ابو سعید کلبی کی ہے ابو سعید کے ساتھ کلبی کے بجائے خدری کا لفظ صرف فریب دینے کے لئے لگادیا گیا ہے۔ اور یہ حرکت ابو سعید کے شاگرد کوفہ کے عطیہ عوفی کی ہے اس کا شیخ محمد بن سائب کلبی ہے جو کبھی ابو سعید کے نام سے سامنے آتا ہے اور کبھی ابو ہشام اور کبھی ابو نصر کے نام سے اپنا تعارف کراتا ہے۔ اور عطیہ عوفی ابو سعید کہہ کر یہ تاثر دیتا ہے کہ روایت حضور علیہ ﷺ کے صحابی ابو سعید خدری کی ہے مگر حقیقت میں وہ ابو سعید کلبی کی ہوتی ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے ؟ صرف دھوکہ دینے کے لئے۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) حضرت امام احمدؒ (۲۴۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ

قال أحمد بلغنى ان عطية كان ياتى الكلبى فياخذ عنه التفسير كان يكنيه بابى سعيد فيقول قال أبو سعيد قلت يوهم أنه الخدرى (ميزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۰۱)

مجھے خبر ملی ہے کہ عطیہ ابو سعید کلبی کے پاس آتا اور ان سے تفسیر پڑھتا تھا اور

Scanned with CamScanner

ان کی کنیت ابو سعید بیان کرتا وہ کہتا کہ ابو سعید نے کہا میں کہتا ہوں کہ وہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ لوگوں کو وہم میں ڈال دے کہ یہ بات ابو سعید خدریؓ نے بتائی ہے (حالانکہ یہ بات ابو سعید کلبی کی ہوتی ہے)

عطیہ کوفی کا شیعی ہونا بہت واضح ہے اور وہ شیعی ہی نہیں مدلس بھی ہے...... یخطئی کثیرا وکان شیعیا مدلسا قال أبوبکر البزاز کان یعده فی التشیع ...... وقال الساجی لیس بحجة...... (تہذیب ۲۲۶۔ تقریب ج ۲ ص ۲۴)

شیعہ علماء نے فدک کے ہبہ کرنے پر جن روایات سے استدلال کیا ہے آپ کو ان سب میں یہ عطیہ عوفی کوفی نظر آئے گا سو فدک کے ہبہ کرنے کی بات اسی عطیہ کوفی اور اس کے شیخ ابو سعید کلبی نے کہی ہے حضرت ابو سعید خدریؓ نے نہیں۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) اس روایت ہبہ پر لکھتے ہیں

قلت هذا باطل ولو كان وقع ذلك لما جائت فاطمة تطلب شيئا هو في حرزها وملكها ومنه غير علي من الضعفاء (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۶۵)

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت باطل ہے اگر حضور ﷺ نے واقعی فدک دے دیا ہوتا تو حضرت فاطمہؓ اس چیز کو مانگنے کیسے آتی جو ان کے قبضہ اور ملکیت میں پہلے سے ہی موجود تھا اس روایت میں علی بن عباس کے سوا اور بھی کئی راوی ضعیف ہیں

مسند الہند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) شیعہ علماء کے فریب کے ضمن میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی چالاکی سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء اور طلباء میں زیادہ معروف نہ ہوں یا نادر الوجود ہوں ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں چنانچہ فدک کے ہبہ کا قصہ بعض تفسیروں میں شامل کر دیا اور اس طرح بیان کیا کہ جب آیت ﴿ وآت ذاالقربی حقه ﴾ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور فدک ان کو دے دیا مگر اس کو کیا کریں کہ ان کو جھوٹ بولنا بھی نہ آیا اور انہیں یہ تک یاد نہ رہا کہ یہ آیت تو مکی ہے اس وقت فدک ملا ہی کہاں تھا پھر اس آیت میں مساکین اور مسافروں کو بھی دینے کا حکم دیا گیا تھا اس کو اس عطا سے کیوں محروم رکھا آیت کے حکم کے مطابق تو ان کو بھی حصہ ملنا چاہئیے تھا تاکہ پوری آیت پر عمل ہو سکے علاوہ ﴿ أعطاها فدك ﴾ سے ہبہ وتملیک ثابت نہیں ہوتی اس کے لئے ان کو وھبھا کا لفظ گھڑنا چاہئیے تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۲ مترجم)

حضرت الاستاذ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

یہ امر صحیح نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں باغ فدک حضرت سیدہؓ کو ہبہ کر دیا تھا ہبہ کی تمام روایات اسنادا صحیح نہیں اور بیشتر وضاع وکذاب قسم کے راویوں پر مشتمل ہیں (عبقات من باب الاستفسارات ج ا ص ۱۸۹)

ملحوظ رہے کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ السامی نے ﴿ هدية الشيعه ﴾ میں اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے اور آپ نے شیعہ علماء کی ہر دلیل کا بڑا مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن میں تحریف کا شیعی دعوی

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب یہ آیت ﴿وآت ذی القربی حقہ﴾ نازل فرمائی تو حضور علیہ صلی اللہ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر فدک ان کو دے دیا ملا مقبول دہلوی شیعی لکھتا ہے

تفسیر قمی ہے کہ یہ آیت جناب فاطمہ زہرا کی شان میں ہے پس جناب رسول خدا نے فدک ان کے لئے مخصوص فرما دیا تھا (ترجمہ مقبول ص ۵۶۷)

شیعہ علماء کا یہ کہنا درست نہیں کہ حضور علیہ صلی اللہ نے اس آیت کی روشنی میں حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا اس لئے کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک کا معاملہ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا جب ایک واقعہ وجود میں ہی نہیں آیا تو قبل از وقت اس کو ہبہ کر دینا کس طرح درست مانا جا سکتا ہے

شیعہ علماء اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے کہ اس آیت سے معاملہ فدک کا کوئی تعلق نہیں الٹا وہ اس دعوی پر آجاتے ہیں کہ موجودہ قرآن ناقص اور نامکمل ہے ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں جب قرآن جمع کیا جا رہا تھا تو کچھ لوگوں نے قرآن میں تبدیلی کر دی تا کہ اہل بیت کو ان کا حق نہ مل سکے۔ شیعہ عالم ملا حسین نجفی لکھتا ہے

موجودہ قرآن کی ترتیب عثمان کے زمانہ میں دی گئی اور جس ترتیب سے آیات نازل ہوئی ہیں مصحف عثمان کی وہ ترتیب نہیں ہے یہ آیت مدنی ہے اس کے مکی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں شک کی صورت میں اصل قدم بقدم جاری ہو گی (جاگیر فدک ص ۲۴)

یعنی اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت مدنی تھی مکی نہیں صحابہ نے اسے مکی بنا دیا اور اس طرح

انھوں نے قرآن اپنی مرضی سے تیار کر کے اہل بیت کا حق مار دیا اور ان کی زمینیں ہتھیالیں (استغفر اللہ العظیم)

نجفی صاحب ہماری نہیں مانتے کم از کم وہ اپنے گھر کی شہادت تو تسلیم کر لیں اور امام باقرؒ سے فیصلہ کرا لیں کہ یہ آیت مکی ہے یا مدنی؟ شیعہ محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۸ھ) امام جعفر صادقؒ کے والد امام محمد باقرؒ سے روایت کرتا ہے

إن الله عز وجل أنزل في سورة بني إسرائيل بمكة (اصول کافی ص ۱۲۰)

اصول کافی کی فارسی شرح صافی میں ہے

چوں آیت وآت ذی القربی حقہ در مکہ نازل شدہ (الصافی ج ۱ ص ۳۵۹)

اس سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ قرآن کی اس آیت کا فدک سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس جھوٹ کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں کہ حضور ﷺ نے قرآنی ہدایت کی رو سے فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا

شیعہ علماء اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں قرابت داروں کو ان کا حق دینے کا حکم فرمایا ہے تو سوال یہ ہے کہ فدک صرف حضرت فاطمہؓ کا حق تھا جسے اللہ تعالی نے دینے کا حکم دیا؟ اگر واقعی فدک حضرت فاطمہؓ ہی کا حق تھا تو پھر میراث اور ہبہ کی تمام روایتیں باطل ٹھہرتی ہیں اور اگر ہبہ اور میراث کی روایتیں درست مانی جائیں تو شیعہ علماء کا اس آیت سے استدلال غلط ہوتا ہے

☆......فدک کے بارے میں شیعہ علماء کا تیسرا موقف

شیعہ علماء جب میراث اور ہبہ کے دعوی کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے تو پھر وہ ایک اور

Scanned with CamScanner

نیا موقف اپنا لیتے ہیں...... ان کا وہ تیسرا موقف کیا ہے؟ اسے دیکھئے۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے
کہ جب اللہ نے آیت ﴿و آت ذی القربی حقه﴾ نازل فرمائی تو حضور ﷺ نے حضرت
جبرئیل سے پوچھا

حضرت پرسید از جبرئیل کہ ذاالقربی کیست وحق او چیست گفت ایں را بفاطمة
بده کہ میراث اوست از مادرش خدیجه وخواهرش هنده دختر ابی هاله (حیات
القلوب ج۲ص ٥٠٣)

ذاالقربی کون ہیں؟ (جس کو حق دینے کا حکم ہے) اور ان کا حق کیا ہے؟ کہا کہ یہ
فاطمہؓ کا حق ہے ان کو دے دیجئے کہ یہ ان کی ماں خدیجہ اور ان کی خالہ ہندہ کی
جانب سے میراث ہے

حضرت جبرئیل نے کہا تمہاری قرابت دار فاطمہ ہیں اور تمام فدک ان کا حق
ہے یہ سن کر جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک
جناب فاطمہ کی ملکیت میں دے دیا (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۲۶ مترجم)

اگر اس آیت کا تعلق بقول شیعہ فدک سے ہے تو بتائیے کہ کیا فدک حضرت خدیجہؓ اور ان
کی بہن ہندہ کی ملکیت تھا جسے اللہ تعالی نے حضرت فاطمہؓ کو دینے کا حکم کیا تھا پھر اس پر بھی
غور کیجئے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فدک کے معاملہ پر بات کی
تو کیا انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ کی لکھی وہ تحریر دکھائی تھی جس کا اس روایت میں
دعوی کیا گیا ہے اگر حضرت فاطمہؓ کے پاس وہ نبوی تحریر موجود تھی جس میں حضور ﷺ
کی جانب سے ان کو ہبہ کرنے کی تصدیق تھی تو حضرت فاطمہؓ نے آپ کو وہ کیوں نہیں
دکھائی؟ اور نہ کبھی حضرت علی مرتضی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے پوری زندگی

Scanned with CamScanner

اس تحریر کا کہیں ذکر کیا تھا...... ہمارے پاس ان بعض شیعہ جاہلوں کے اس جھوٹ کا بھی کوئی علاج نہیں کہ حضور کی یہ تحریر حضرت فاطمہؓ کے گھر کے دروازے پر لگی ہوئی موجود تھی جب عمرؓ نے ان کے دروازے کو آگ لگادی تو وہ تحریر جل کر راکھ ہو گئی تھی اس لئے آپ اسے نہ دکھا سکیں اور سارا ثبوت جل گیا......انا للہ وانا الیہ راجعون

☆......شیعہ علماء کا ایک اور الزام

شیعہ علماء فدک کو حضرت فاطمہؓ کا حق بتانے اور اس موضوع کی آڑ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ظالم ثابت کرنے کے لئے کس طرح جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں اس کی ایک مثال اور لیجئے۔ان کا کہنا ہے فدک در حقیقت حضور ﷺ کا مال تھا مگر آپ نے چونکہ اب تک (حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بھی سالہا سال تک) حضرت خدیجہؓ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اس لئے اس کی تلافی کے لئے آپ نے فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا شیعہ عالم ملا باقر مجلسی یہ کہانی اس طرح بیان کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا

وما در تو خدیجہ مہرے بر من داشت و من فدک را بعض آں بتو بخشیدم کہ از تو باشد و بعد از تو بفر زندان تو باشد (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۱۸)

میرے ذمہ تیری ماں خدیجہ کا مہر ادا کرنا باقی تھا سو اس کے بدلے میں نے تمہیں فدک دے دیا اب یہ تیرا ہے اور تیرے بعد تیرے صاحبزادوں کا ہو گا۔

لیجئے فدک کی ایک اور نئی کہانی آگئی کہ فدک نہ تو ہبہ تھا نہ اسے میراث میں طلب کیا گیا تھا نہ وہ حضرت خدیجہؓ اور ان کی بہن کا مال تھا اور نہ ہی کسی دوسرے کا حق تھا بلکہ یہ حضور ﷺ

کا تھا چوں کہ آپ نے سن ۷ ہجری تک حضرت خدیجہؓ کا مہر ادا نہ کیا تھا اس لئے آپ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور یہ کہہ کر فدک ان کے حوالہ کر دیا کہ یہ در حقیقت حضرت خدیجہؓ کا مہر ہے تم لے لو اور تمہارے بعد یہ تمہارے بچوں کا ہو گا میں یہ مہر اب تک ادا نہیں کر سکا ...... انا للہ وانا الیہ راجعون

کاش کہ شیعہ عوام فدک کے معاملے میں خود اپنے ہی بزرگوں کے طرح طرح کے دعوؤں اور بیانات پر غور کریں تو انہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ علمی اور تاریخی دنیا میں ان دعوؤں کا کوئی وزن نہیں ہے اس پراپیگنڈے کی غرض محض حضرت ابو بکر صدیقؓ اور آپ کی خلافت کو بدنام کرنا اور صحابہ کرام کی دیانت پر حملہ کرنا ہے راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ در حقیقت امیر المؤمنین خلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کرامت ہے کہ شیعہ علماء فدک کے باب میں جس قدر آپ کو مطعون کرتے ہیں قدم قدم پر وہ اتنے ہی جھوٹے ثابت ہوتے چلے جاتے ہیں اور وہ کسی جگہ اپنے پیروں پر کھڑے دکھائی نہیں دیتے ...... فاعتبروا یا اولی الابصار

☆......ایک اہم سوال اور اس کا جواب

☆...... حضرت ابو بکرؓ کے پاس حضرت فاطمہؓ کا قاصد کس بات کا مطالبہ لے کر آیا تھا؟

الجواب...... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس حضرت فاطمہ کا مطالبہ کیا تھا اس کی پوری طرح تصریح نہیں ملتی ؟

کیا آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ فدک کی زمینیں چونکہ میرے والد کی ملکیت ہے اور والد کے بعد اس کی وراثت میرا حق ہے اس لئے یہ سب کچھ مجھے دے دیا جائے ؟

☆...... کیا آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ حضور ﷺ جس طرح اپنی زندگی میں اس کی آمدنی قرآنی ہدایات کی رو سے مختلف مصارف میں صرف کرتے تھے اب میں اس کی ذمہ دار ہوں اور آپ کے بعد میں اب یہ کام کروں گی ؟

بعض علماء کی رائے میں حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ میراث کا تھا حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ فدک کی زمینوں پر حضور ﷺ کا مالکانہ قبضہ ہے اور آپ اسی نسبت سے اسے مختلف مصارف پر خرچ کرتے تھے اگر حضرت فاطمہؓ کو یہ معلوم ہوتا کہ ان اموال پر آپ ﷺ کا مالکانہ قبضہ نہیں آپ صرف ان پر تصرف کا اختیار رکھتے ہیں تو آپ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ مطالبہ نہ کرتیں۔ راقم الحروف کے نزدیک یہ بات درست نہیں اس لئے کہ اگر یہ زمینیں (باغ فدک) حضور ﷺ کی ملکیت تھی تو اس کی وراثت کی مستحق صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ اکیلی نہ تھی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور حضرت عباسؓ بھی اس وراثت کے مستحق تھے حضرت سیدہ فاطمہؓ اکیلی کس طرح سب کچھ مانگ سکتی تھیں اور کس طرح حضور ﷺ کی ازواج کو اور دیگر اقرباء کو ان کے حق سے محروم کیا جا سکتا تھا۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ حضرت فاطمہ کو یہ تو پتہ تھا کہ یہ اموال حضور ﷺ کی ملکیت نہیں تاہم آپ چاہتی تھیں کہ ان اموال کو ان کے تصرف میں دیا جائے کہ وہ اب اپنی صوابدید کے مطابق انہیں ان کے مصارف میں خرچ کریں (دیکھئے زاد المعادج ۲ ص ۱۶۳ لابن قیم)

☆......ایک شبہ اور اس کا ازالہ

جب یہ بات طے تھی کہ فدک مال فئی میں سے تھا انبیاء کرام اور حضور ﷺ کی کوئی

Scanned with CamScanner

میراث نہیں ہوتی تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے بقول شیعہ خود اور بروایت صحیح بخاری اپنا قاصد حضرت ابو بکرؓ کے پاس کیوں بھیجا تھا اور آپ سے اس سوال کی غرض کیا تھی؟

عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ (۱۳۵۲ھ) نے اس پر لکھتے ہیں

حضرت فاطمہؓ کا حضرت ابو بکرؓ سے سوال کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ آپ ان اموال کی مالک بننا چاہتی ہیں کہ اب یہ سب کچھ بطور میراث کے میرا حق ہے اس لئے مجھے دے دیا جائے بلکہ آپ کا مقصد صرف ان اموال فئی اور اموال وقف میں بطور قرابت متولی بننے کے متعلق تھا کہ ان چیزوں کی نگرانی کا شرف مجھے دیا جائے اور بس......

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے جواب میں جو حدیث سنائی تھی وہ ان تمام سوالات اور اشکالات کو دور کرنے کے لئے کافی تھی کہ انبیاء کرام کے اموال متروکہ میں کسی قسم کی وراثت نہیں چلتی نہ مالکانہ اور نہ ہی متولیانہ...... آپ کے حدیث سنانے کا مقصد محض مالکانہ حقوق کی نفی نہ تھی بلکہ متولیانہ وراثت کی بھی اس میں نفی تھی چنانچہ جب حضرت سیدہؓ فاطمہؓ کو یہ بات پہنچی تو پھر آپ نے زندگی بھر اس مسئلہ پر بات نہ کی اور آپ سمجھ گئی کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ کی حدیث سنا کر اس مسئلہ کی پوری وضاحت کر دی ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ اس کی ایک توجیہ یہ پیش کرتے ہیں

حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہ ہونے کا مطلب مال منقول (درہم و دینار وغیرہ) میں وراثت جاری نہ ہونا ہے چنانچہ ایک روایت میں بھی آیا ہے ﴿لا یقتسم ورثتی دینارا ولا درهما﴾ لیکن یہاں معاملہ مال غیر منقول (جائداد و زمین) کا تھا اس لئے حضرت فاطمہؓ کا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے حضرت ابو بکرؓ اس حکم نبوی کو عام سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کی تقسیم و حوالگی بھی

Scanned with CamScanner

صحیح نہیں سمجھی (المرتضٰی ص ۱۴۲ حاشیہ)

ہم حضرت مولانا مرحوم کی اس توجیہ سے اتفاق نہیں کرتے اس حدیث میں درہم و دینار کا لفظ بطور مثال ہے اگر حضرت فاطمہؓ کا نقطہ سوال صرف اس زمین میں وراثت کی طلب ہوتی اور اموال غیر منقولہ میں ان کا اعتقاد وراثت انبیاء نہ چلنے کا ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق اس تفصیل میں اتر کر اس کا جواب نہ دیتے ان کا جواب مقتضائے حال کے مطابق ہوتا پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ محض اپنی سمجھ سے ایک فیصلہ کر رہے تھے کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے صحابہ کرام کی اتنی بڑی تعداد کی موجودگی میں وہ اس پر دوسرے صحابہ سے ضرور مشورہ کرتے جب اس پہلے دور میں اس واقعہ کے ساتھ یہ توجیہ کہیں نہ چلی تھی تو اب اس طرف کسی کا ذہن کیسے جاسکتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد (ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے) میں حضرت فاطمہؓ کے مطالبہ کی وضاحت کردی کہ اگر آپ کا خیال میراث کا ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ پیغمبر بتا چکے ہیں کہ ہمارے چھوڑے ہوئے مال کا وارث کوئی نہیں ہوتا (نہ آپ اور نہ ہی ازواج مطہرات) یہ سب صدقہ ہے اور اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں ان اموال کو آپ کے تصرف میں دے دوں تو یہ بھی ممکن نہیں اس لئے کہ جو چیزیں پیغمبر کی تحویل میں ہوتی ہیں ان کے بعد وہ سب ان کے جانشین کی تحویل میں آجاتی ہیں اور اس کے جانشین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان اموال کی نہ صرف یہ کہ حفاظت کرے بلکہ جس طریق سے پیغمبر اپنی حیات میں ان پر تصرف کرتے تھے اس کا جانشین اس سے سر مو بھی انحراف نہ کرے

جب حضرت سیدہ فاطمہؓ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے

طریق سے نہ ہٹیں گے اور تمام حقداروں کو ان کا پورا پورا حق پہلے کی طرح ملتا رہے گا تو آپ کو اطمینان ہو گیا اور آپ نے آئندہ پھر کبھی اس بارے میں کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ نہج البلاغہ کے شارح علامہ میثم بن علی بحرانی (۶۷۹ھ) لکھتے ہیں

ولك علی الله أن أصنع بها كما يصنع فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به (شرح نہج البلاغۃ ج ۵ ص ۱۰۷)

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس مال کے بارے میں وہی کروں گا جو حضور ﷺ کیا کرتے تھے اس بات سے حضرت فاطمہ خوش ہو گئیں اور اس پر حضرت ابو بکر سے پختہ وعدہ لے لیا

☆......ایک اور سوال اور اس کا جواب

حضرت علی مرتضیٰ اپنے دور خلافت میں فدک کے پورے علاقے پر قابض تھے جب آپ امیر المؤمنین تھے اور آپ کو بقول شیعہ یہ معلوم تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا تو آپ نے اسے حضرت فاطمہؓ کے شرعی وارثوں کو کیوں نہ دیا؟

☆......الجواب

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایسا اس لئے نہ کیا کہ انہیں معلوم تھا کہ فدک حضور ﷺ کے پاس ایک قومی ملکیت کے طور پر تھا پس اس کے نسبی وراثت میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضور ﷺ کے بعد یہ قومی ملکیت آپ کے خلیفہ کے سپرد تھی اور وہ اسے اسی طرح برابر خرچ کرتے رہے جس طرح آپ ﷺ اسے صرف فرماتے تھے امام جعفر صادقؒ نے ایسے اموال کے بارے میں ارشاد فرمایا

Scanned with CamScanner

هو للامام من بعده يضعه حيث يشاء (اصول کافی ج ا ص ۵۳۹)

ایسے اموال پیغمبر کے بعد خلیفہ اور امام کے تصرف میں ہیں وہ جس طرح مناسب سمجھے ان کا فیصلہ کرے

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی فدک حضرت علیؓ کے ہی تصرف میں رہنا چاہئیے تھا۔ یہ صحیح نہ تھا کہ وہ اسے حضرت فاطمہؓ کے وارثوں میں تقسیم کرتے ۔حضرت علیؓ کا عمل اپنی جگہ بالکل صحیح تھا

(۲) پیغمبروں کی علمی وراثت تو چلتی ہے لیکن ان کے دوائر عمل میں مالی وراثت کا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا انبیاء کی وراثت ہمیشہ علمی رہی ہے نہ ان کے ہاں مالی وراثت کا سلسلہ ہوتا ہے اور نہ باغ فدک حضرت فاطمہ کے وارثوں میں تقسیم نہ کرنے سے حضرت علی کی ذات پر کوئی حرف آتا ہے حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا وہ قواعد شریعت اور ارشادات نبوت کے عین مطابق تھا پیغمبروں کی وراثت علمی پر ارشاد رسالت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت ام ھانیؓ کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

العلم ميراثي وميراث الانبياء قبلي فمن كان يرثني فهو في الجنة (مسند امام ابو حنیفہ ص ۷ ۵ لابی نعیم الاصفہانی)

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الانبياء لم يؤرثوا دينارا ولا درهما وإنما ورثوا العلم فمن أخذه فقد أخذ بحظ وافر (ایضا)

(۳) حضرت علیؓ اپنے عہد خلافت میں سیرت شیخینؓ کے پوری طرح پابند تھے پس باغ فدک کے متعلق بھی حضرت علیؓ نے انہی حضرات کے فیصلوں کی تائید فرمائی اور اسی

Scanned with CamScanner

پالیسی پر رہے جو پہلے سے چلی آ رہی تھی اور جس طرح عہد صدیقی میں فدک کی آمدنی حضرات اہل بیت پر خرچ ہوتی رہی عہد علوی میں بھی بالکل اسی طرح عمل درآمد ہوتا رہا

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے بھی موافق رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فدک میں عمل کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وارثوں پر اس کو تقسیم نہ کیا بلکہ بدستور قدیم فقراء اور مساکین اور ابن سبیل میں تقسیم کرتے رہے (ھدیۃ الشیعہ ص۲۷۸)

مشہور ایرانی مجتہد سید علی نقی نہج البلاغۃ کی شرح میں لکھتے ہیں

خلاصہ ابو بکر غلہ وسود آں را گرفتہ بقدر کفایت اہل بیت علیہم السلام مے داد وخلفائے بعد چ از او ہم بر اں اسلوب رفتار نمودن تا زمان معاویہ (ج ۵ ص ۹۶۰)

خلاصہ یہ کہ حضرت ابو بکرؓ فدک کی آمدنی اور پیداوار ضرورت کے مطابق اہل بیت پر ہی صرف فرماتے اور ان کے بعد کے خلفاء بھی امیر معاویہؓ کے زمانہ تک اسی طریق کار کے پابند تھے۔ (عبقات ص۲۴۶)

☆...... حضرت علیؓ اور حضرت جعفر صادقؒ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حمایت میں

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کے نام سے جو روایت پیش کی ہے اگر وہ درست ہوتی تو ائمہ کرام کے ہاں تو معروف ہوتی؟ جواباً عرض ہے کہ حضور ﷺ کی یہ

Scanned with CamScanner

حدیث (جو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بیان کی کہ) پیغمبر کی میراث جاری نہیں ہوتی ان کا سب متروکہ صدقہ ہوتا ہے کی تائید خود شیعہ کتابوں میں موجود ہے امام جعفر صادقؒ (۱۴۸ھ) سے روایت ہے

قال رسول الله ﷺ إن العلماء ورثة الانبياء إن الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن أورثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر (اصول کافی ص ۱۸)

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء کے وارث علماء ہیں انبیاء کرام درہم ودینار کا کسی کو وارث نہیں کرتے البتہ علم وراثت میں دے جاتے ہیں پس جس نے ان کے علم سے حصہ لیا اس نے خوب فائدہ اٹھایا

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) اس پر لکھتے ہیں

سبحان اللہ...... امام جعفر صادقؒ اول انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درہم ودینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درہم ودینار کا وارث نہیں کرتے تو زمین کا وارث کیونکر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی توریث فقط علم کی ہے پھر جب توریث انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جائداد کیوں کر میراث میں آگئی؟ (ہدایۃ الشیعہ ص ۲۹)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا

تفقهه فى الدين فان الفقهاء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكنهم اورثوا العلم (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۴۶)

حضرت امام جعفر صادقؒ کا بیان دیکھئے

Scanned with CamScanner

إن الانبیاء لم یورثوادرھماولا دینارا وانماورثوا احادیث من احادیثھم (الشافی ترجمہ اصول کافی ج۱ص ۷۰)

ملاباقر مجلسی امام جعفر صادقؒ سے نقل کرتا ہے

قال ان العلماء ورثة الانبیاء وذلک لان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا أحادیث من أحادیثھم فمن أخذ بشئی منھا فقد أخذ حظاوافرا فانظروا علمکم عمن تاخذونہ (بحارالانوارج ۲ص ۱۵۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) نے اس بحث میں ایک نہایت نفیس نکتہ اٹھایاہے آپ ایک شیعہ عالم کی تحریر کاجواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت امام (جعفر صادقؒ) کی بات کی تکذیب نہ کیجئے ہاں اپنی سمجھ اور عقل کی تغلیط کیجئے لیکن اطمینان قلب مؤمنین کے لئے یہ اشارہ مرقوم ہے کہ لم یورثوا کے یہ معنی نہیں کہ آپ دنیا میں کچھ چھوڑ کر ہی نہیں گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ میراث میں نہیں چھوڑ گئے سواس صورت میں بجز اس کے نہیں بن پڑتی کہ یہ روایت جس کے راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں یعنی حدیث لانورث ماترکناہ صدقة صحیح ہو اور حضرت امام صادقؒ نے بوجہ واقفیت اس وصیت کو حصر کر کے یہ فرمادیا ہو کہ انبیاء نے بجز احادیث کے میراث میں کچھ نہیں چھوڑا بہر حال روایت حضرت امام ہمام جعفر صادقؒ روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بات میں کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا کچھ کم نہیں بلکہ بہر نہج زیادہ ہے اول تو آپ نے بطور حصر یوں فرمادیا کہ انبیاء نے بجز احادیث میراث کے لئے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ حدیث ابوبکر صدیقؓ میں یہ بات نہیں

Scanned with CamScanner

کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت امام کے حصر سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول تو یہ کہ یا تو انبیاء علیہم السلام نے کچھ چھوڑا ہی نہیں یا چھوڑا ہے تو وہ میراث کے قابل نہیں۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے میراث میں احادیث کو چھوڑا ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت سے فقط اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اموال متروکہ انبیاء قابل میراث نہیں۔ مع ہذا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حدیث میں اس دعوی کے ساتھ کہ ترکہ انبیاء قابل میراث نہیں کوئی دلیل نہیں تھی اور حضرت امام جعفر صادقؒ نے اس کی دلیل بھی فرمادی ہے اور اپنے دعوی کو موجہ کردیا۔ سوسنیوں کی طرف سے تو آپ کو اطمینان ہی تھا (حضرت امامؒ نے)اس وجہ کا طرہ جو ساتھ لگایا تو اسی وجہ سے لگایا ہوگا کہ حضرات شیعہ کی طرف سے آپ کی خاطر جمع نہ تھی ان کے نفاق سے عیاں تھا کہ میری بات سیدھی انگلیوں سے شیعہ ماننے والے معلوم نہیں ہوتے اس لئے اپنے دعوی کو اور موجہ کر کے بیان فرمادیا تھا...... خیر خداوند کریم ان کو سمجھے کہ نہ یہ پیر کے نہ فقیر کے نہ اصحاب کے نہ اماموں کے۔ بالجملہ جائے شرم ہے کہ جن کی آڑ میں یہ اصحاب کرام پر طعن کرتے تھے وہ خود ہمصفیر اصحاب ہیں۔۔ (هدية الشيعه ص ۴۲۷)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اردبیلی (۶۸۷ھ) کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ مجھے آپ سے وراثت میں کیا ملے گا آپ نے فرمایا

ماورثت الانبياء من قبلى قال وما ورثت الانبياء من قبلك فقال النبى ﷺ عليه الصلاة والسلام من كتاب ربهم وسنة نبيهم (كشف

Scanned with CamScanner

الغمہ ج ۱ ص ۷ ۴ ۴ تفسیر فرات از فرات بن ابراہیم شیعی ص ۸۲ مطبوعہ نجف)

(ترجمہ) جو مجھ سے قبل پیغمبروں کی میراث تھی میں نے پوچھا کہ آپ سے قبل پیغمبروں نے کیا میراث دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت انہوں نے بطور میراث دی تھی۔

حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں

ان داؤد ورث علم الانبیاء وان سلیمان ورث داؤد وان محمد ورث سلیمان وانا ورثنا محمد ﷺ (اصول کافی ج ۲ ص ۱۰۳ مع الشافی)

حضرت داؤد انبیاء کے علوم کے وارث ہوئے اور سلیمان حضرت داؤد کے وارث تھے اور محمد ﷺ سلیمان کے وارث تھے اور ہم محمد کے وارث ہیں

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر کی اصل میراث ان کا دینی اور علمی ورثہ ہوتا ہے مال ودولت نہیں۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ کے مال میں سے کتنا ملا تھا؟ اور آپ کس طرح ان کے مال کے وارث بن گئے تھے؟ معلوم نہیں شیعہ ملا کیوں اہل بیت نبوت کو دنیادار سمجھتے ہیں اور ان کو مال ودولت کا حریص بتانے پر تلے ہوئے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ لوگ اپنے اس موقف اور اس قسم کے مباحث سے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالی

عرب کے معروف فاضل الاستاذ محمود عباس عقاد نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے

یہ کوئی سمجھ کی بات نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی جو وفاداری رسول اللہ ﷺ سے تھی اس میں اس لئے شک کیا جائے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی

صاحبزادی فاطمہؓ کو میراث سے محروم رکھا اگر انہوں نے ان کو محروم رکھا تو خود اپنی لڑکی عائشہ کو بھی اسی طرح محروم رکھا کیونکہ شریعت کی رو سے انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ابوبکرؓ نے یہ نہیں چاہا تھا کہ میراث محمد ﷺ سے حضور ﷺ کے ورثہ کو محروم کردیں جن میں خود ان کی محبوب ترین اور سرمایہ فخر بیٹی عائشہ بھی تھیں لیکن انہوں نے چاہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دین اور آپ کی وصیتوں کے معاملہ میں توسع سے کام نہ لیں اور دین کو بچانا خاندان اور مال کے بچانے سے زیادہ ضروری تھا (العبقریات الاسلامیہ ص ۴۴۶)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

میراث کے معاملے میں جو ابوبکرؓ نے طے کردیا اس کے سوا کوئی فیصلہ کرنے کا ان کو حق بھی نہ تھا ان کو یہی معلوم تھا کہ انبیاء کرام کسی کو وارث نہیں بناتے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ کو وصیت کی کہ جو کچھ ان کو دیا ہے اس سے مسلمانوں کے حق میں دستبردار ہو جائیں جبکہ وہ مال ان کے لئے عطیہ اور میراث کی شکل میں حلال تھا (ایضاص ۴۴۸ المرتضٰی ص ۱۴۴)

یہاں اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دل میں حضرت فاطمہؓ اور آل نبی سے کسی قسم کا کوئی بوجھ ہوتا تو کیا آپ حضرت علیؓ کو حق خمس کی تولیت دیتے؟ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنی زندگی میں جس طرح خمس کی تقسیم کا والی بنایا تھا کہ وہ اسے بنی ہاشم پر تقسیم کریں حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ بھی اسی روش پر رہے اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں حضرت علیؓ کو اسی پر مامور رکھا تھا حضرت علی

Scanned with CamScanner

مرتضیٰؓ کہتے ہیں

ولانی رسول الله ﷺ خمس الخمس فوضعته مواضعه حياة رسول الله ﷺ وحياة أبى بكر وعمر فاتى بمال فدعانى فقال خذه فقلت لا أريده فقال خذه فانتم أحق به قلت قد استغنينا عنه فجعله فى بيت المال (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۱)

حضور ﷺ نے خمس کے خمس کو میری ولایت میں دیا تو میں اس کے مصارف پر خرچ کرتا رہا اور یہ سلسلہ حضور ﷺ کی حیات تک اسی طرح رہا اور آپ کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی زندگی تک ایسا ہی ہوتا رہا حضرت عمرؓ کی زندگی کے آخری دنوں میں جب مال آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور کہا اس کو لے لو میں نے کہا میں نہیں چاہتا آپ نے کہا اسے لو تم اس کے زیادہ حقدار ہو میں نے کہا اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے بیت المال میں جمع کرا دیا

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کبھی حضور ﷺ کے طریقہ سے نہیں ہٹے تھے اور نہ ان کے دلوں میں حضرت علیؓ اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے خلاف کوئی بوجھ تھا اگر ایسا ہوتا تو آپ ہی سوچیں حضرت علیؓ کبھی یہ بات کہتے ؟

☆☆☆......ایک اور شبہ کا ازالہ

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ تسلیم کر لیا تھا اور اس پر ایک تحریر بھی لکھ دی تھی اور وہ حضرت فاطمہؓ کو دینے ہی لگے تھے کہ حضرت عمرؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے وہ تحریر ان سے لے کر پھاڑ دی اگر حضرت عمرؓ اسے نہ پھاڑتے تو یہ

Scanned with CamScanner

جائداد حضرت فاطمہؓ کو مل جاتی۔ شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) نے یہ ڈرامہ حضرت موسیٰ کاظمؒ کے نام سے ترتیب دیا (دیکھئے الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۱۹۲) اور ملاباقر مجلسی نے اسے امام جعفر صادقؒ کے نام لگادیا ہے

ماهذا الكتاب الذى معك قالت كتاب كتب أبوبكر يرد فدك فقال هلميه إلى فابت ان قد دفعه إليه فضربها برجله و كانت حامله بابن اسمه المحسن فاسقطت المحسن من بطنها ثم لطمها ثم أخذ الكتاب فخرقه فمضت ومكثت خمسة وسبعين يومامريضة مما ضربها عمر ثم قبضت (بحار الانوار ص ۱۰۱)

عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ ایک دستاویز ہے جس میں ابوبکر نے مجھے فدک واپس کرنے کی تحریر لکھ کر دے دی ہے عمر نے کہا لاؤ اسے مجھے دے دو حضرت فاطمہؓ نے دینے سے انکار کیا تو عمرؓ نے انہیں زور سے لات ماری حضرت فاطمہؓ اس وقت حمل سے تھیں اس مارسے ان کا حمل ساقط ہو گیا پھر عمرؓ نے ان کو طمانچے مارے پھر ان کے ہاتھ سے وہ کاغذ لے کر پھاڑ دیا اور چلے گئے آپ اس واقعہ کے بعد ۷۵ روز حیات رہیں اور اسی مرض میں پھر ان کا وصال ہو گیا

الجواب..... شیعہ علماء ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کرپارہے کہ فدک کے نام پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کس طرح بدنام کریں کبھی وہ میراث کے نام پر کبھی ہبہ کے عنوان پر اور کبھی وثیقہ کے گمان پر حضرات شیخین کریمین پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ ہم یہ بات اوپر بتا آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ نہ کیا تھا اور نہ یہ میراث میں آتا

Scanned with CamScanner

تھا اس لئے یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر نیا طریقہ اپنائیں گے اور دوسروں کو ان کے حق سے محروم کر کے صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ کو اس کا مالک بنا دیں گے اور اس پر کوئی تحریر بھی دے دیں گے

جہاں تک کسی تحریر کا تعلق ہے تو یہ بات سبط ابن جوزی کی کتاب مراۃ الزمان کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے اور اسے اہل سنت کے سر تھوپ دیا جاتا ہے حالانکہ علمائے اہل سنت بہت پہلے سبط ابن جوزی (یوسف بن قزغلی) کی حقیقت سے پردہ اٹھا چکے ہیں۔ اہل سنت کے معروف ماہر فن رجال امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) اور معروف محدث علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) سبط ابن جوزی کے بارے میں لکھتے ہیں

وألف كتابا مرأة الزمان فنراه ياتی فيه بمناكير الحكايات وما أظنه ثقة فيما ينقله بل يجنف ويجازف ثم انه يترفض وله مؤلف فی ذلك نسال الله العافية قال الشيخ محی الدين السوسی لما بلغ جدی موت سبط ابن الجوزی قال لارحمه الله كان رافضيا (ميزان الاعتدال ج ۷ ص ۳۰۴ لسان الميزان ج ۶ ص ۳۲۸)

اس نے ایک کتاب مراۃ الزمان لکھی ہے ہم نے اس کتاب میں ایسے قصے دیکھے جو لائق رد ہیں جو کچھ یہ نقل کرتا ہے میں اس کو قابل اعتبار نہیں جانتا بلکہ یہ حق سے ہٹی ہوئی باتیں کرتا ہے پھر وہ رافضیوں کی سی باتیں لکھتا ہے اس نے رافضیت کے حق میں ایک کتاب بھی لکھی ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے شیخ محی الدین سوسی کہتے ہیں کہ جب میرے جد امجد کو اس کی موت کی خبر ملی تو وہ کہنے لگے خدا اس پر رحمت نہ کرے وہ تو

Scanned with CamScanner

رافضی تھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ واقعہ محض ایک من گھڑت قصے سے زیادہ کچھ نہیں جسے رافضیوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی عداوت میں پھیلار کھا ہے۔

پھر شیعہ علماء یہ بھی نہیں بتاتے کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ وثیقہ پھاڑا تھا تو اس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ کہاں تھے ؟ اگر وہ اس وقت حضرت فاطمہؓ کے پاس نہ تھے تو کیا بعد میں انہیں اس واقعہ کا پتہ بھی نہ چلا ؟ شیعہ علماء یہ بھی نہیں بتاتے کہ حضرت فاطمہؓ نے بعد میں جب انہیں بتایا تو انہوں نے اس پر کس رد عمل کا اظہار کیا تھا ؟ اپنی اہلیہ مکرمہ خاتون جنت حضرت فاطمہؓ جیسی عظیم المرتبت خاتون کو لات ماری جائے ان کا حمل گرا یا جائے ان کے منہ پر طمانچے لگیں ان کے ہاتھ سے دستاویز لے کر پھاڑ دی جائے اس کے باوجود حضرت علی مرتضیٰؓ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے نہ انہیں اپنی اہلیہ مکرمہ کی عزت کا کوئی خیال آئے نہ انہیں آقائے دو جہاں اور آپ کی صاحبزادی کی حرمت کی کوئی فکر ہو اس کے لئے نہ آپ کے ہاتھ اٹھے نہ آپ کے پاؤں چلے اور نہ آپ کی زبان کھلی اور نہ وہ اپنی مافوق الفطرت طاقت کے ساتھ حضرت عمرؓ کا مقابلہ کر پائے۔ اسے ہم دیوانے کی بڑ نہ کہیں اور کیا کہیں ؟

شیعہ عوام اس قسم کی کہانی سن کر رونے اور کپڑے پھاڑنے لگ جاتے ہیں مگر انہیں اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ سوچیں کہ ان سب معاملات میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا کردار کیا رہا ہے ؟ جب ایک عام آدمی بھی اپنی اہلیہ کی بے عزتی برداشت نہیں کرتا اور کبھی کبھی اس پر جان تک سے گزر جاتا ہے تو شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ ان تمام بے عزتیوں پر کیوں خاموش رہا کرتے تھے ؟ ایمانداری سے بتائیے کیا یہ اس قسم کے مکروہ ترین واقعات سے

Scanned with CamScanner

یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰؓ کی عزت بڑھارہے ہیں یا آپ کی عزت بیچ چوراہے پہ نیلام کررہے ہیں؟ اور آپ کو ایک گئے گزرے شخص سے بھی زیادہ گیا گزرا بتاتے ہیں؟......

استغفر اللہ العظیم

سچی بات یہ ہے کہ اس قسم کے تمام واقعات من گھڑت ہیں اور جب فدک کے ہبہ کی روایت ہی من گھڑت نکلتی ہے تو آپ ہی بتائیں نوشتہ فدک کہاں اور کس طرح لکھا گیا ہوگا؟۔

☆......ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اسی فدک کے نہ ملنے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ سے ناراض تھیں اور انہوں نے آخر حیات تک حضرت ابوبکرؓ سے بات نہ کی؟

الجواب...... مذکورہ واقعہ حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے ان میں زیادہ تر روایات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں جبکہ بعض صحابہؓ (حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالطفیلؓ) نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ایک دو روایات میں حضرت فاطمہ کی ناراضگی کے الفاظ ملتے ہیں جبکہ حضرت عائشہ ہی سے مروی دوسری روایتوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں (اور نہ ہی دوسرے صحابہؓ کی روایت میں اس کا کوئی ذکر موجود ہے) جو اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی پر مبنی الفاظ حضرت عائشہؓ (۵۸ھ) کے اپنے نہیں اس کے اگلے راوی ابن شہاب زہریؒ (۱۲۴ھ) کے ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن شہاب زہریؒ کو یہ بات کس نے بتائی کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئی تھیں ؟

روایتوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ابن شہاب زہریؒ یا ان کے کسی شاگرد کی اپنی ہے۔ان کو یہ بات کس نے بتائی ؟اس کا پتہ نہیں چلتا اور نہ کسی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں یہ بات بتائی تھی۔امام زہریؒ کی ولادت ۵۸ھ کی ہے اور حضرت عائشہؓ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ہے

تاہم اس امر کا امکان ہے جناب ابن شہاب زہریؒ نے واقعہ کے پیش نظر خود ہی قیاس کر لیا ہو اور آپ سمجھے ہوں کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئی تھیں حالانکہ ایسا نہیں تھا سو ابن شہاب زہریؒ کا یہ سمجھنا درست نہ تھا یہ ایسے ہی ہے جیسے حضور ﷺ ایک مرتبہ کسی بات پر اپنے بالاخانہ میں قیام پذیر ہو گئے اور لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے پھر جب حضرت عمرؓ تشریف لائے اور باہر پھیلی ہوئی اس خبر کی تحقیق چاہی تو آپ ﷺ نے صحیح صورت حال بتا دی اور فرمایا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہے جس طرح اس وقت بعض لوگوں نے اپنے اندازے سے یہ سمجھ لیا تھا اور یہ ایک بڑا معاملہ تھا اسی طرح اگر ابن شہاب زہریؒ نے اپنے اندازے سے یہ سمجھ لیا ہو تو یہ بعید نہیں ہے تاہم سچ یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ناراضگی اور عمر بھر عدم کلام کی بات درست نہیں ہے اور ابن شہاب زہریؒ کا محض یہ سمجھ لینا درست نہیں ہے پھر یہ بھی معلوم کیجئے کہ کیا محدث ابن شہاب زہریؒ اس واقعہ کے وقت موجود تھے ؟ نہیں ۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات کس بنیاد پر کہی کہ حضرت فاطمہؓ آپ سے ناراض گئی تھیں ؟

Scanned with CamScanner

خود روایت میں حضرت صدیق اکبرؓ کا کوئی کلام ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ بات ان کی ہے اور حضرت عائشہؓ سے مروی روایات بھی ایک نہیں سو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ابن شہاب زہریؒ نے اپنے خیال سے کہی ہوگی اور پھر روایت میں قال کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس کا قائل مرد ہے عورت نہیں ہے اگر یہ بات حضرت عائشہؓ سے مروی ہوتی تو یہاں قال کے بجائے قالت ہوتا صحیح بخاری میں لفظ قال صراحتا موجود ہے قال فھجرته فلم تکلمه حتی مات (ج ۲ ص ۹۹۶) ابن جریر طبری نے تاریخ الملوک والامم میں یہ واقعہ نقل کیا ہے اور اس میں بھی قال کا لفظ مذکور ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۴۴۸) اس سے واضح ہوتا ہے کہ ناراضگی کی بات حضرت عائشہؓ کی کہی ہوئی ہرگز نہیں ہے۔ یہ بات ابن شہاب زہریؒ نے اپنے گمان کی بناء پر کہی ہے انہوں نے حضرت فاطمہؓ کی خاموشی کو ان کی ناراضگی سمجھ لیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا سو ابن شہاب زہریؒ کے اس گمان کی بناء پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان ناراضگی کا دعوی کوئی مضبوط دعوی نہیں ہے

حضرت فاطمہؓ کی خاموشی کا یہ مطلب کہ آپ ناراض ہو گئی تھیں یا آپ نے ان سے بات کرنی چھوڑ دی تھی ظن راوی ہے جو دوسری روایتوں کی روشنی میں درست نہیں ٹھہرتا۔ حضرت فاطمہؓ کے خاموش ہونے کا کیا یہ معنی نہیں لیا جا سکتا کہ جب حضرت سیدہ فاطمہؓ پر حقیقت حال کھل گئی تو آپ حضرت ابو بکرؓ کے بیان کے بعد مطمئن ہو گئیں اور پھر انہوں نے کبھی اس موضوع سے متعلق آپ سے کوئی بات نہ کی شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ عمر بن شیبہ کی کتاب میں فلم تکلمه فی ذلك المال آیا ہے (فتح الباری ج ۶ ص ۲۴۸) یعنی خاص اس مال کے بارے میں آئندہ کوئی گفتگو نہ فرمائی

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہؓ اس واقعہ کے بعد آپ سے ذرا بھی ناراض ہو تیں تو آپ ہی بتائیں انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی جانب سے بھیجے جانے والے اموال انہیں واپس کیوں نہ کئے؟ آپؓ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں آپ کا بھیجا سامان نہیں لیتی کیونکہ یہ بہت تھوڑا ہے جبکہ سب مالوں پر میرا ہی حق ہے؟ اور وہ (بقول شیعہ) میری میراث ہے فدک بطور ہبہ کے میرا ہے...... یہ میری ماں کا ہے...... اور یہ میری ماں کے مہر میں آیا ہے...... نہیں ہر گز نہیں

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (۱۲۲۵ھ) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

فقیر کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ جو واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اس میں یہ لفظ وارد ہیں فوجدت ولم تتكلم حتى ماتت۔ اس جگہ وجدت ایک مشترک لفظ ہے اس کے معانی غضبت ندمت اغتمت آتے ہیں اس جگہ اصل راوی نے وجدت بمعنی ندمت یا اغتمت استعمال کیا تھا بعض رواۃ نے سمجھا کہ شاید وجدت بمعنی غضبت کے ہے اور پھر اس نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے غضبت روایت کر دیا سو اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں جب حضرت سیدہ فاطمہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا جواب سنا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن کر پتہ چلا کہ سوال درست نہ تھا تو نادم ہوئیں یا غمگین ہوئیں کہ یہ فعل مجھ سے کیوں ہوا اس صورت میں لم تتكلم حتى ماتت کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے اس بارہ میں پھر کوئی بات چیت نہ کی (سیف مسلول ص ۲۹۳)

امام عامر شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ مرض الموت میں ہیں تو آپ ان کے ہاں تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت علیؓ

Scanned with CamScanner

نے حضرت فاطمہؓ سے ان کے بارے میں اجازت طلب کی تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ وہ اندر تشریف لائیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں مجھے پسند ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اندر آئے اور حضرت فاطمہؓ کی خیریت دریافت کی اور دوسرے معاملات میں آپ سے بات چیت کی تو آپ کے دل کا سارا بوجھ جاتا رہا اور آپ ان سے خوش ہو گئیں فرضیت عنه (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۲ ریاض النضرۃ ص ۱۵۶)

یہ نہ سمجھئے کہ حضرت فاطمہؓ کا راضی ہونا آخری اوقات میں ہو بلکہ آپ نے اسی وقت اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا تھا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کو گواہ بنا کر آپ سے کہا کہ میں حضور ﷺ کے طریقے کے خلاف ہرگز نہ چلوں گا آپ کا اور آپ کے گھر والوں کا پورا پورا خیال رکھوں گا اس پر حضرت فاطمہؓ خوش ہو گئی تھیں ہم یہ بات پہلے نقل کر آئے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے یہ بھی کہا تھا

والله ماتركت الدار والمال والاهل والعشيرة إلا ابتغاء مرضات الله ومرضاة رسوله ومرضاتكم أهل البيت ثم ترضاها حتى رضيت ...... وهذا اسناد جيد قوى والظاهر ان عامر الشعبى سمعه من علىؓ أو ممن سمعه من علىؓ وقد اعترف علماء أهل البيت بصحة ما حكم به ابوبكرؓ في ذلك (البدایہ والنهایۃ ج ۵ ص ۲۸۹)

خدا کی قسم میں نے اپنا گھر بار اور مال و اولاد صرف اللہ اور اس کے رسول کی خوشی اور تم اہل بیت کی خاطر چھوڑا ہے پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے رضا چاہی چنانچہ حضرت فاطمہؓ یہ سن کر خوش ہو گئیں

(حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ) اس روایت کی سند جید اور مضبوط ہے اور ظاہر یہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ عامر شعبیؒ نے یہ بیان حضرت علیؓ سے سنا ہوگا یا ان سے جنہوں نے اسے حضرت علیؓ سے سنا ہوگا ائمہ اہل بیت نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس وقت جو فیصلہ فرمایا وہ درست ہی تھا

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) اس پر لکھتے ہیں

وأحسن مافيه قولها أنت وماسمعت من رسول الله ﷺ وهذا هو الصواب والمظنون بها والائق بأمرها وسيادتها وعلمها ودينها (ایضا)

اس بارے میں سب سے بہتر حضرت فاطمہؓ کا یہ بیان ہے اے ابو بکر آپ نے حضور ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس پر عمل کریں (میں خوش ہوں) یہی بات درست ہے آپ سے اسی کی توقع ہے اور یہی حضرت فاطمہؓ کے مقام و مرتبہ اور علم و دین کے شایان شان بھی ہے

اگر شیعہ دوستوں کو اس بات پر اصرار ہی ہو کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہوئی تھیں تو بھی ان کا حضرت ابو بکر صدیقؓ پر برسنا ہرگز درست نہیں حضرت فاطمہ کا بالآخر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے راضی اور خوش ہو جانا علماء اہل سنت کے ساتھ ساتھ شیعہ علماء نے بھی تسلیم کیا ہے شارح نہج البلاغۃ ابن میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغۃ میں اور ملا ابراہیم بن حسین الدنبلی (۱۲۹۱ھ) نے درہ نجفیہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ آپ سے راضی ہوگئی تھیں حضرت فاطمہؓ کے راضی اور خوش ہو جانے کے بعد اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں کوئی سخت جملہ اپنی زبان پر لائے اب جو لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے طعن کا نشانہ بنائیں ایسے لوگ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت

Scanned with CamScanner

حسینؓ کے طریقے پر ہر گز نہیں ہیں

حضرت امام حسینؓ کے پوتے امام زین العابدین (علی بن حسینؓ) کے فرزند حضرت زیدؒ کا بیان دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ اس مسئلہ میں اہل سنت کا موقف درست ہے یا ان شیعہ ملاؤں کا جو دن رات ٹی وی پر بیٹھ کر حضرات شیخین کریمین پر بلاوجہ الزامات لگاتے رہتے ہیں۔

حضرت زید بن علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں

أما أنا فلو كنت مكانُ أبی بكر لحكمت بما حكم به أبوبكر فی فدك (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۸۹)

اگر میں ابو بکر صدیقؓ کی جگہ ہوتا تو میں فدک کے بارے میں وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر صدیقؓ نے کیا ہے۔

ابن ابی حدید شیعی نے بھی شرح نہج البلاغۃ میں حضرت زیدؒ کی یہ بات نقل کی ہے

وأیم الله لو رجع الامر إلیّ لقضیت فیه بقضاء أبی بكر (شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۸۲)

بخدا اگر یہ معاملہ میرے سپرد کیا جائے تو میں وہی فیصلہ کروں گا جو ابو بکر نے کیا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؒ کے زمانے میں کچھ لوگوں نے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا حق دبایا تھا اور ان پر ظلم کیا تھا ابو عقیل نے یہ بات امام باقرؒ سے پوچھی تو آپ نے فرمایا نہیں ہر گز نہیں

فقال لاوالذی أنزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیرا ماظلمنا من حقنا مثقال حبة من خردل (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی حدید ج ۴ ص ۸۲)

Scanned with CamScanner

اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ہمارے حقوق میں سے رائی برابر بھی ہم پر ظلم نہیں کیا

اہل بیت کے معززین تو ببانگ دہل اعلان کریں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ہم پر ظلم کیا نہ ہمارے حقوق میں کوئی کمی کوتاہی کی نہ ہمارے ساتھ انہوں نے کسی طرح کی کوئی زیادتی کا ارتکاب کیا اگر یہ معاملہ ہمارے پاس آتا تو ہم بھی وہی فیصلہ کرتے جو انہوں نے کیا تھا مگر آج کل کے شیعہ منہ بنا بنا کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ کہتے نہیں شرماتے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ان پر ظلم کیا تھا آپ فیصلہ کریں کہ ایک عام مسلمان اہل بیت کے معززین کی بات مانے یا ٹی وی پر بیٹھ کر غلط بیانی کرنے والے شیعہ ملا اور ذاکر کی؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں بحرین کے سابق شیعہ عالم آیت اللہ ابو خلیفہ علی بن محمد قضیبیؒ کا ایک بیان نقل کردیں آپ لکھتے ہیں

جن لوگوں نے اس قسم کی روایات کی چھان بین کی اور اس پر تحقیق کی ہے اور اس غلو (اور ظلم و ستم کی کہانیوں) پر نقد کرنے والی جرات مند شخصیتوں کے نام ابھر کر سامنے آئے ہیں ان میں آیت اللہ العظمی ابوالفضل البرقعی اور احمد کسروی علامہ خوینی ڈاکٹر موسی موسوی محمد الیاسری اور احمد کاتب کے نام شہ سرخیوں میں لئے جاتے تھے اور آج ان کی جگہ آیت اللہ العظمی محمد حسین فضل اللہ نے لے لی ہے سید فضل اللہ نے اس بات کا بخوبی ادراک کرلیا ہے کہ عقائد و تاریخ کے بارے میں (ان کی جانب سے) پیش کئے گئے وہ مقالات جن کی ثقاہت کے حوالے سے ماضی میں وہ انداز اختیار کیا کرتے تھے اور جن کی تاویلات میں وہ اپنا وقت صرف کیا کرتے تھے اور جس کی تبلیغ میں وہ کوشاں

Scanned with CamScanner

رہتے تھے آج ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ان کا حقیقت سے
کوئی تعلق نہیں ہے یہ اس شخصیت کی جانب سے حقیقت کی نقاب کشائی ہے
جس کو شیعوں کے نزدیک جید داعی اور ممتاز رہنما ہونے کا شرف حاصل ہے
چنانچہ سید فضل اللہ حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں شیعہ کی طرف سے کی گئی
دروغ گوئی کے متعلق بحث و تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب سراسر
تہمت طرازی ہے جن روایات کے مطابق حضرت فاطمہؓ کو زدوکوب کیا گیا اور
ان کے حمل کو ساقط کروادیا گیا سید فضل اللہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب
سراسر تہمت ہے نیز سید فضل اللہ کا یہ انکشاف ہے کہ اس قسم کے بیانات کا
حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت افواہ بازی سے زیادہ اور
کچھ بھی نہیں (الحوزة العلمية تدين الانحراف ص ۲۷۔ اہل بیت واصحاب
رسول ص ۵۶ مترجم از شیخ قضیبی)

☆.....شیعہ علماء کے ایک سوال کا جواب

برطانیہ کے شیعہ علماء اپنے ٹی وی چینل پر اکثر یہ بات کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جب قرآن
میں یہ حکم موجود ہے کہ تمہاری وراثت میں سے اولاد کو اس کا حصہ ملنا چاہیے تو پھر حضرت
ابوبکرؓ نے اس قرآنی حکم کی خلاف ورزی کیوں کی؟

☆.....الجواب
یہ صحیح ہے کہ قرآنی حکم کے مطابق فوت والے کے اموال متروکہ میں سے اس کے
وارثوں کو حق ملتا ہے تاہم حضور اکرم ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ خود آپ نے

اپنے آپ کو اس حکم سے الگ کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ انبیاء کی میراث اس کی اولاد وغیرہ میں نہیں چلتی جب خود پیغمبر ﷺ نے اس آیت میں اپنے آپ کو داخل نہیں کیا اور اس پر کھلا بیان دے دیا تو اب بتایئے اس آیت کی خلاف ورزی کہاں سے ہو گئی؟

کیا شیعہ علماء یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بات فرما کر خود قرآنی حکم کی مخالفت کی ہے کہ اللہ تعالی حکم دے رہا ہے کہ تمہاری اولاد کو میراث ملے اور آپ ﷺ نے کہا کہ میں قرآن کا یہ حکم تسلیم نہیں کرتا میری وراثت کسی کو نہیں دی جائے گی نہ میرے بچوں کو نہ میری گھر والیوں کو اور نہ میرے کسی دوسرے عزیزوں کو...... اللہ کے نبی کو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا بتانا کیا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے...... کچھ تو سوچیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

آیت میراث کے عموم سے آپ کی وراثت پر استدلال کرنا اس لئے صحیح نہیں کہ انبیاء کی وراثت اس سے مستثنی ہے جس طرح یہ مسائل استثنائی حیثیت رکھتے ہیں کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اور قتل عمد کا مرتکب ورثہ سے محروم رہتا ہے نیز یہ کہ غلام وارث نہیں ہوتا (المنتقی مترجم ص ۲۸۳)

قرآن کریم میں بہت سے احکام ایسے ملتے ہیں جن میں اللہ نے اپنے نبی کو ان سے مستثنی کر دیا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالی نے قرآن میں بتایا کہ تمہارے لئے بیک وقت چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے چار سے زیادہ جائز نہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج بیک وقت چار سے زیادہ تھیں سوال یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ نے قرآنی حکم کی خلاف ورزی کی تھی؟ شیعہ بیشک اس بد عقیدگی کا شکار ہوں کہ حضور نے حکم

Scanned with CamScanner

قرآن کی مخالفت کی مگر ہم مسلمان کبھی اس بد عقیدگی کی حمایت نہیں کر سکتے
سو عام امت کے لئے تو یہ ہی قانون ہے مگر اللہ کے نبی کو اس قانون سے مستثنی رکھا گیا
اور بیک وقت چار سے زائد ازواج آپ کے نکاح میں رہیں اسی طرح عام قانون تو یہی ہے
کہ مال متروکہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہو مگر حضور ﷺ نے خود ہی بتادیا کہ مجھے اس
قانون کا پابند نہیں کیا گیا جس طرح انبیاء سابقین کے مال میں وراثت نہیں چلی اسی طرح
میرے ترکہ میں بھی وراثت نہیں چلے گی میں جو کچھ بھی چھوڑ کر جاؤں گا وہ سب کا سب
امت کا ہوگا اور میری تمام امت اس کا فیض پائے گی

اگر ہم یہ بات نہ مانیں تو سوال پیدا ہوگا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنے شرعی وارثوں کو (جن میں آپ کے چچا اور آپ کی ازواج بھی ہیں) محروم رکھ کر اسلام کے احکام وراثت کی خلاف ورزی کی تھی ؟ نیز شیعہ علماء ساتھ ہی ساتھ اس سوال کا جواب بھی دیتے چلیں کہ کیا ان کے نزدیک مسلمان باپ کی کافر اولاد یا باپ کی قاتل اولاد اپنے باپ کے مال میں سے میراث پاسکتی ہے ؟اگر نہیں تو یہ کیا یوصیکم اللہ کے بیان کے منافی نہیں ہے ؟

شیعہ علماء اگر واقعی سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وراثت چھین لی تھی تو وہ اپنے عوام کو کم از کم اتنا تو بتادیں کہ شیعہ مذہب میں جائداد منقولہ میں عورتوں کو حصہ بھی ملتا ہے یا نہیں ؟

حضرت امام باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادق (فقہ جعفریہ) کا یہ حکم غور سے پڑھئے سمجھ آجائے تو ان دو بزرگوں سے ہی معلوم کر لیجئے اور کم از کم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مخالفت سے تو باز آجایئے فروع کافی میں امام محمد باقرؒ کا بیان یہ ہے

ان النساء لا یرثن من العقار شیئا (کافی کتاب المواریث ج ۷ ص ۱۳۷)

ابن بابویہ قمی نے امام جعفر صادقؒ کا قول اپنی کتاب میں نقل کیا ہے

النساء لا یوثن من الارض ولا من العقار شینا وروی ابن بابویہ القمی عن الصادق انہ سئل عن النساء ما لھن من المیراث فقال اما الارض والعقارات فلا میراث لھن فیہ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۳۴۷)

یعنی زمین اور غیر منقولہ جائداد میں عورتوں کی میراث نہیں ان کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا

☆......کیا ازواج مطہرات کے حجرے انہیں بطور میراث ملے تھے؟

حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات جن حجرات میں قیام پذیر تھیں شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد انہیں چھوڑ دینا چاہئے تھا کہ یہ اب امت کا مال تھا نہ کہ ان کا۔ جب ازواج کو حجرات بطور میراث مل سکتے ہیں تو اولاد کو فدک کیوں نہیں مل سکتا؟

☆......الجواب

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات جن حجرات میں مقیم تھیں وہ انہیں بطور میراث نہیں ملا تھا حضور ﷺ نے خود اپنی حیات مبارک میں ہی انہیں ان کا مالک بنادیا تھا اور یہ گھر اب ان کے تھے جیسے حضور ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت اسامہؓ کو مکان بنا کر دے دئے تھے قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے یہ حجرات ان کی اپنی ملکیت تھے اللہ نے ان حجرات کو انہیں کی ملکیت بتا کر انہیں مخاطب کیا ہے

وقرن فی بیوتکن   تم اپنے گھروں میں رہو

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ گھر ان کے اپنے تھے اس لئے ان حجرات کی وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں کسی بھی روایت سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت فاطمہؓ نے بقول شیعہ جس شدت کے ساتھ فدک پر دعوی دائر کیا تھا آپ نے کبھی ان حجرات کو بھی زیر بحث بنایا ہو اور اس کے بارے میں بھی آپ نے طویل طویل خطبات دیئے ہوں اور ازواج مطہرات کو ان کے گھروں سے نکالنے کی تحریکیں چلائیں ہوں یا حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں ان پر قبضہ کر لیا ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ سمیت دیگر ازواج کو ان گھروں سے نکل جانے کا حکم دیا ہو اور اس کے لئے گھر گھر دہائی دینے نکلے ہوں

جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ اس کے گھر میں اپنے ایام عدت گزارے یہ ان کا حق ہے کیونکہ دوران عدت انہیں نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے

یہاں ایک اور بات پر غور فرمایئے کہ حضور ﷺ کے ازواج کی عدت کیا اس ضابطے میں آتی ہے؟ کیا عدت گزارنے کے بعد انہیں کسی دوسری جگہ گھر بسانے کی اجازت ہے؟ یا وہ سب ازواج اب قیامت تک حضور ﷺ کی ہی ازواج سمجھی جائیں گی اور ان کے ساتھ کسی کو شادی کی اجازت نہیں ہو گی اور ان کی عدت کے ایام بھی اس وقت تک دراز ہیں جب تک کہ وہ حیات ہیں تو پھر انہیں اس کا پورا حق حاصل ہے کہ وہ اسی گھر میں رہیں

یہ جواب ہم نے اس صورت میں دیا ہے اگر کوئی نادان شیعہ ان حجرات کو میراث سمجھتا ہے سو شیعہ علماء کی اس میں بات میں کوئی صداقت نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کے حقوق غصب کئے تھے یا حضرت سیدہ فاطمہؓ ان سے آخر تک ناراض رہیں اور کوئی

Scanned with CamScanner

سلام وکلام نہ کیا۔ سچ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہمیشہ قرابت نبوی کا لحاظ وخیال رکھا تھا اور سب لوگوں کو خاص طور پر حکم دیا تھا کہ تم لوگ حضور ﷺ کی قرابت داری میں کوئی کوتاہی اور غفلت نہ برتنا

ارقبوا محمدا ﷺ فی اھل بیتہ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

اے لوگو...... حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھنا۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ آپ سے خوش تھیں حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کے ہمیشہ رفیق ومعاون رہے حضرت ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماء آخر وقت تک سیدہ فاطمہ کے قریب رہیں اور آپ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ کی خواہش پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھائی۔

فرضی الله عنهم اجمعين .

(۲) حضرت عمر فاروقؓ پر حضرت فاطمہؓ کا گھر جلانے کاالزام

شیعہ ذاکرین کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کہیں سے آگ لے کر آئے اور انہوں نے حضرت فاطمہؓ کا گھر جلایا اور ان پر دروازہ اس طرح گرادیا کہ ان کا حمل ساقط ہو گیا اور اس بات پر تمام صحابہ خاموش رہے اس وقت کسی نے بھی ان کو نہیں روکا اور نہ کسی نے اس پر کسی ناراضگی کا اظہار کیا جناب خمینی کے ممدوح ملاباقر مجلسی نے یہ افسانہ اس طرح بیان کیا ہے

اشقیائے امت گلوئے مبارک جناب امیر میں ریسماں ڈال کر مسجد میں لے گئے اور بروایت دگر جب دروازہ پر پہنچے اور جناب فاطمہ مانع ہوئیں اس وقت عمر نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہ پر مارا کہ بازو جناب فاطمہ کا شکستہ ہو گیا اور سوج گیا مگر پھر بھی جناب فاطمہ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان کو گھر

Scanned with CamScanner

میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہ پر گرادیا اور پسلیوں
کو شکستہ کیا اور اس فرزند کو جو شکم میں جناب فاطمہ کے تھے شہید کیا (جلاء
العیون ص ۱۵۲ اردو)

☆......الجواب

ملا باقر مجلسی اور دیگر شیعہ ذاکرین کی جس طرح یہ بات جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت
علیؓ کو رسیاں باندھ کر مسجد میں لے گئے اور حضرت علیؓ بھی چپ چاپ ان کے پیچھے چل
دئے اسی طرح ان کا یہ بیان بھی جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا گھر جلایا تھا
اور آپ کے گھر کا دروازہ توڑا تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
شیعہ ملاؤں کے اس الزام میں ذرا سی بھی صداقت ہوتی تو اسلامی تاریخ میں تواتر کے ساتھ
یہ واقعہ منقول ہوتا جبکہ تاریخ کی کسی بھی مستند کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے
حضرت فاطمہؓ کے گھر جلانے کی کہانی سب سے پہلے معتزلہ فرقہ کے بانی ابراہیم بن سیار
نظام نے سنائی۔ نظام معتزلی کی صحابہ دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس نے صرف
حضرت عمر فاروقؓ ہی نہیں حضور ﷺ کے دیگر اجلہ صحابہ کو بھی اپنے طعن کا نشانہ بنایا ہے
اور ان پر طرح طرح کے گھناؤنے الزام عائد کئے ہیں علماء اسلام نظام معتزلی کے صحابہ پر
لگائے الزامات کے مدلل جوابات دے چکے ہیں اور اس کے ایک ایک الزام کی حقیقت
کھول چکے ہیں معلوم نہیں شیعہ ملاؤں کو نظام معتزلی کے اگلے ہوئے ہوئے لقمے بار بار
چبانے میں کیا لذت ملتی ہے کہ وہ نہایت بے شرمی کے ساتھ ان الزامات کو دہراتے رہتے
ہیں ان کی کوئی مجلس اس الزام کے بغیر نہیں جمتی اور کسی ذاکر کی اس کے بغیر کہیں دال
نہیں گلتی۔

Scanned with CamScanner

(۲) شیعہ ملا اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ ان کے اس الزام سے حضرت عمر فاروقؓ کی تنقیص کے بجائے حضرت علی مرتضیٰؓ کی توہین زیادہ ہوتی ہے بالفرض یہ الزام درست ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے اور گھر کی عزت بچانے کے لئے کیوں آگے نہ آئے آپ کی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر افسوس کہ آپ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی شیعہ روایات بتاتی ہیں کہ حضرت علیؓ تو اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ لوگ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر لے جا رہے تھے اور وہ سر جھکائے خاموشی سے چل رہے تھے (استغفر اللہ) شیعہ کی کسی روایت میں معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت علیؓ نے اس واقعہ پر کبھی کوئی احتجاج کیا ہو اور مافوق الفطرت طاقت رکھنے کے باوجود انہیں حضرت سیدہ فاطمہؓ کا کوئی خیال آیا اور نہ انہیں اپنے گھر کی عزت کا کوئی دھیان تھا۔ سچ یہ ہے کہ نہ کسی نے حضرت فاطمہ الزہراء کا دروازہ توڑا اور نہ کبھی اس گھر کو آگ لگائی گئی یہ سب ملا باقر مجلسی کی لگائی آگ ہے جس میں کئی بے وقوف اب تک جھلس رہے ہیں بحرین کے سابق شیعہ عالم آیت اللہ ابو خلیفہ علی بن محمد قضیبی ایک اور معروف شیعہ عالم آیت اللہ سید فضل اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں

> سید فضل اللہ حضرت ؛ طمہ الزہراءؓ پر ظلم و زیادتی کے قصہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ذرا تم اس بارے میں فہم و ادراک سے کام لے کر سوچو کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے اور اس کو مارنے کی کوشش کرے تو کیا تم اپنے گھر میں حجرے کے اندر بیٹھے تماشہ دیکھتے رہو گے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے چپ ہو جاؤ گے یا تم بھی اس شخص پر حملہ آور ہو جاؤ گے جو تمہاری بیوی کو مارنے یا اس پر حملہ

Scanned with CamScanner

کرنے کی غرض سے تمہارے گھر میں گھس آیا ہے

حضرت فاطمہؓ کے شوہر حضرت علیؓ ہیں جن کی دلیری کا پوری دنیا میں سکہ بیٹھا ہوا تھا ایسا جوان مرد لوگوں کو حضرت فاطمہؓ پر اس وحشیانہ طور پر آسانی حملہ کے لئے چھوڑ دے گا اور خود گھر میں دم دبا کر نعوذ باللہ بیٹھ رہے گا اور لا حول کہنے پر اکتفا کرے گا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسی صورت حال میں یہ رویہ اپنانا گوارا کرے گا ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جو ایسی صورت حال میں یہ بزدلانہ موقف اختیار کرے گا (الحوزۃ العلمیۃ تدین الانحراف ص ۲۷)

سید فضل اللہ مزید لکھتے ہیں کہ

حضرت فاطمہ کیوں دروازہ کھولنے گئیں ...... ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرو کہ اگر تم گھر میں موجود ہو اور تمہاری بیوی بھی تمہارے ساتھ ہو اور کوئی شخص آکر دروازہ کھٹکھٹائے خاص طور سے اگر تم کو پتہ ہو کہ تمہاری گرفتاری کے لئے آرہے ہیں تو کیا تم اس موقع سے اپنی بیوی سے کہو گے کہ تم نکل کر دیکھو معاملہ کیا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علیؓ بزدل ہیں اور ان کے پاس غیرت وحمیت کا فقدان ہے اور وہ اسلامی غیرت وحمیت سے عاری ہیں شیعوں کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو وصیت کی تھی کہ حضرت علی اپنی خلافت میں کوئی معرکہ سر نہیں کریں گے اور نہ اپنی بیوی کی طرف سے کسی قسم کی مدافعت کریں گے ...... انا للہ وانا الیہ راجعون (ایضا ص ۲۸۔ اھل بیت واصحاب رسول ص ۵۶ مترجم از شیخ قضیبی)

Scanned with CamScanner

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ پر دروازہ گرائے جانے کی بات نری جھوٹ ہے

هذا كذب محض ...... هذا كذب من الرافضة

(الحجج الباهرة ص۲۹۵۔۲۹۷)

آپ فرماتے ہیں کہ تم سوچو کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ جیسے بہادر آدمی کے گھر میں یہ واقعہ پیش آجائے اور حضرت علی مرتضیٰ اس پر خاموش بیٹھے رہیں نہ صرف آپ بلکہ آپ کی پوری برادری (قریش اور بنو ہاشم) بھی اس حادثہ فاجعہ پر خاموشی اختیار کرلیں اور کسی کی طرف سے صدائے احتجاج بلند نہ ہو؟ اور نہ ان کی طرف سے کبھی کسی مدد کی آواز آئے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی برادری کھلی آنکھوں ان کی اور حضرت فاطمہؓ کی اہانت دیکھیں اور اسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیں؟ کیا کوئی غیرت مند شخص اور اس کی برادری اس قسم کے واقعہ پر چپ رہ سکتی ہے؟ معلوم نہیں شیعہ علماء اس قسم کے واقعات تراش کر کیوں حضرت علی مرتضیٰؓ کو بدنام کرنے پر تلے بیٹھے ہیں؟

ان ذلك فيه نسبة خساسة وعجز إلى عليؓ وبنى هاشم لان عليا الشجاع الاعظم من الآل والصحب ومعه عصبته القبيلة العظمى من قريش وهم أبطال بنى هاشم قبيلة النبى ﷺ أهل الأنفة والنخوة...... فكيف يجوز أن يصبروا على إهانة مخدومهم وابن مخدومهم (الحجج الباهرة ص۲۹۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

یہ ساری باتیں ان کی من گھڑت افتراء اور بے اصل وجھوٹ ہیں ان پر عقل کا

Scanned with CamScanner

اندھااور بے بہرہ ہی یقین کرے گا اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ یہ روایات خود شیعی روایات سے بھی ٹکراتی ہیں اور ان کے جھوٹ کا بھانڈہ پھوڑتی ہیں (تحفہ اثنا عشریہ ص ۹۷)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ

یہ قصہ سراسر بہتان اور بدترین افتراء اور جھوٹ ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں اس لئے امامیہ حضرات کی اکثریت اس قصہ کی سرے سے قائل نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ نے ان کا گھر جلانے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ ارادہ عمل میں نہیں آسکا حالانکہ قصد وارادہ دل کی کیفیت ہے جس پر خدا کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۶۸)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) شیعہ علماء کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

اور یہ جو آپ بہتان طوفان افتراء کرتے ہیں کہ صحابہ نے خانہ اہل بیت جلایا تھا یہ بالکل افتراء و کذب اعدائے دوست نما کا ہے اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں...... ہاں البتہ ہمارے آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ (یعنی صحابہ) عدول اور محبّ اہل بیت وعترت تھے (ہدایۃ الشیعہ ص ۱۶)

مولانا عبد العزیز فرہارویؒ (۱۳۳۹ھ) شرح عقائد نسفی میں اس الزام کے متعلق لکھتے ہیں

قلنا کذب محض ہم کہتے ہیں کہ یہ محض جھوٹ ہے

آپ یہ بھی لکھتے ہیں شیعوں کا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو مارا تھا اور ان کا حمل ضائع کر دیا تھا

Scanned with CamScanner

وان عمر ضربها حتی اسقطت الولد وماتت فمن اکاذیب الروافض

(نبراس ص ۳۲۹)

اگر شیعہ ذاکرین کو اہل سنت کے اس بیان سے اتفاق نہ ہو تو وہ نہج البلاغۃ کے شارح ابن ابی الحدید سے سن لیں موصوف نہج البلاغۃ کی شرح میں لکھتے ہیں

واما ماذکرہ من الھجوم علی دار فاطمۃ الحطب لتحریقھا فھو خبر واحد غیر موثوق بہ لا معمول علیہ فی حق الصحابۃ بل ولافی حق أحد من المسلمین ممن ظھرت عدالتہ (شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۲۳۱)

حضرت فاطمہؓ کے گھر لوگوں کا ہجوم اور لکڑیاں لانے کا واقعہ خبر واحد ہے جو قابل اعتماد نہیں ہے اور نہ ہی قابل اعتبار ہے نہ یہ چیز صحابہ کے حق میں جائز ہے بلکہ مسلمانوں میں سے جن کی عدالت ودیانت ظاہر ہے ان میں سے کسی مسلمان کے بارے میں بھی ایسا کہنا سمجھنا جائز نہیں۔

راقم الحروف نے "سیدنا عمر فاروقؓ "کی دوسری جلد میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے اور دلائل سے واضح کیا ہے کہ حضرت عمرؓ پر یہ الزام سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی وجہ کیا ہے ؟اس کا جواب وقت کے ممتاز عالم حضرت مولانا حیدر علی فیض آبادی (۱۲۴۷ھ) سے سنئے اور بات کی تہہ تک پہنچ جایئے۔ آپ لکھتے ہیں

یہ سب تہمتیں صنعاء کے یہودیوں کے بڑوں کی طرف سے ہیں اور ایران کے مجوسیوں کی پیدا کردہ ہیں جنھوں نے اپنے جگر میں فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں کاری زخم کھائے ہوئے تھے اور اپنے سینہ میں دیرینہ عداوت کے تخم کاشت

Scanned with CamScanner

کئے ہوئے تھے (منتہی الکلام ص ۵۴)

اس کا حاصل یہ ہے کہ منافقین اور یہود جب حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور انہیں آپ کے ہاتھوں مسلسل ہزیمت اٹھانی پڑیں جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا تو انہوں نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے قصے وضع کئے اور اس تسلسل اور مہارت کے ساتھ لوگوں میں پھیلائے کہ جھوٹ کو سچ سمجھا جانے لگا اور کسی شیعہ نے اس حقیقت کو تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ جب حضرت فاطمہؓ کے خلاف اتنا بڑا جرم اور ظلم ہو رہا تھا اس وقت حضرت علیؓ اور بنی ہاشم کیا کر رہے تھے؟ کیا وہ سب کے سب بزدل اور بے بس تھے؟ اور وہ کھلی آنکھوں آل رسول کی حرمت پامال ہوتے دیکھتے رہے اور ان کا جان دینا تو در کنار ان کی زبان پر احتجاج تک کے کوئی الفاظ نہ آئے۔

آپ اس پر جتنا غور کرتے جائیں گے شیعہ پروپیگنڈہ کی حقیقت کھلتی چلی جائے گی اور یہ مانے بغیر چارہ نہیں رہے گا کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین کو بدنام کرنے کی یہ مہم اسلام دشمنوں کی اٹھائی ہوئی ہے اور وہ اپنے مذموم عزائم ومقاصد کے لئے ہر ممکن وسائل کا استعمال بھی کرتے ہیں تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جھوٹ کا پردہ بالآخر چاک ہو کر رہتا ہے اور کاغذ کی ناؤ کبھی ہمیشہ نہیں چلتی۔ یہ لوگ خلفائے راشدین ازواج مطہرات...... اور بنات الرسول اور صحابہ کرام کے خلاف جس قدر شور مچانا چاہیں مچالیں تاہم ناکامی ہمیشہ ان کا مقدر رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ رہے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۵ صفر ۱۴۳۱ھ ۲۲ جنوری ۲۰۱۰

Scanned with CamScanner

ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر کی نادر علمی پیشکش

خلفائے راشدینؓ

کی سیر وسوانح پر مفصل اور مدلل کتابیں

(۶ جلدیں ...... کل صفحات ۳۱۴۸)

☆......ازالة الضیق بسیرة ابوبکر الصدیقؓ

(صفحات ۵۱۶)

☆......نور القمر بسیرة سیدنا عمرؓ

(دو جلد صفحات ۹۴۸)

☆...... فتح الرحمان بسیرة عثمان بن عفان

(صفحات ۶۰۰)

☆......زبدة المناقب من حیات علی بن ابی طالب

(دو جلد صفحات ۱۰۴۸)

﴾ از قلم ﴿

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب دامت برکاتهم

26 Black Street Old Trafford Manchester M16 9LJ (U.K)

TEL: 00 44 161 232 9851

Scanned with CamScanner

الحیدری میڈیا۔

الحمد اللہ، ہمارا ادارہ اور ہمارے
ادارے کے افراد دن رات محنت کرکے
آپ تک نئی اور معلوماتی کتب،
کیسٹ سے ریکارڈ شدہ پرانا مواد MP3
میں کنورٹ کر کے آپ تک پہنچاتے ہیں
اسکے نئے اور پرانے نعتوں نغموں کا مرکز۔
الحیدری میڈیا۔

دعاؤں کی درخواست

3/12/2021

[signature]

Scanned with CamScanner

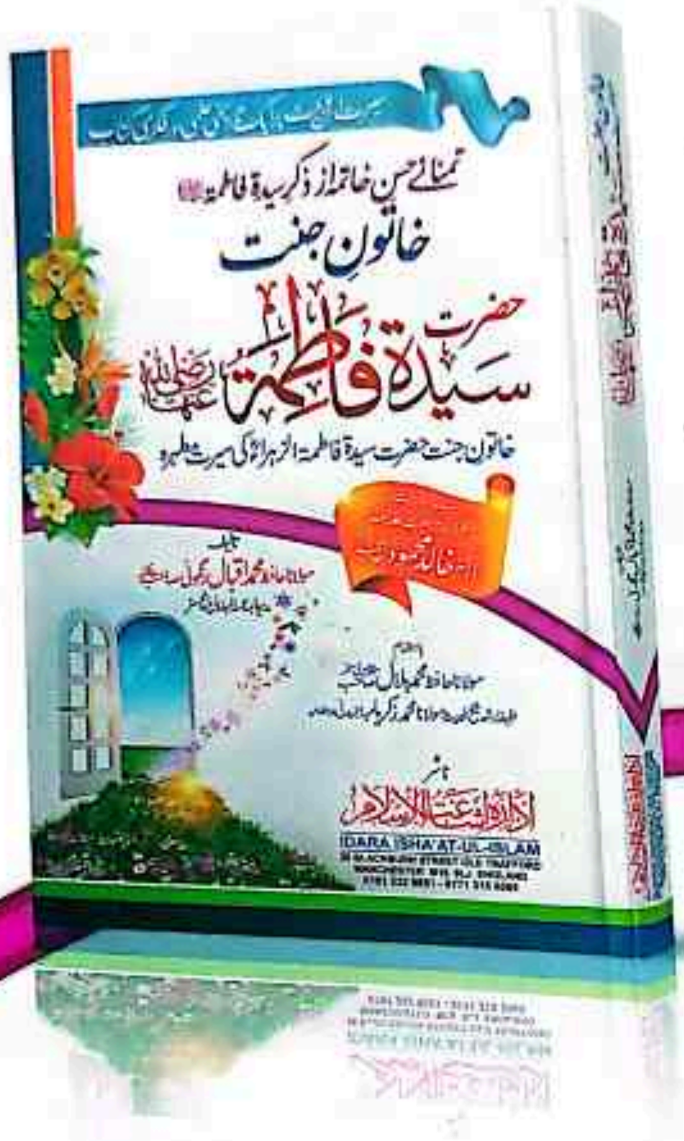

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

26 BLACKBURN STREET OLD TRAFFORD
MANCHESTER M16 9LJ ENGLAND
0161 232 9851 - 0771 315 5565

Scanned with CamScanner